جملہ حقوق محفوظ ہیں | الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ | جملہ حقوق محفوظ ہیں

ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ
ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب
والحکمۃ کما قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

کتاب فقر را دیباچہ راست | سواد نوک کلک خواجہ ماست
کہ حرف او بلوح ارجمند است | نزد نقشے بدیع از نقشبندان
چو فقر اندر قبائے شاہی آمد | بتدبیر عبید اللہی آمد
زدرویشیش ہرکس را نشان است | ردائے خواجگی در پاکشان ہست

الجواہر العلیۃ فی العلوم الحکمیۃ الجلیۃ واشعۃ انوار محمد عبد اللہ الاحراری ایت الباری لھدی خلق اللہ

ونعنی منہ ھذا الکتاب اسمہ

حکمۃ اللہ البالغۃ

حصہ اوّل

جس میں بدلائل یقینیہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ۔ زمین کی گشش متعدیہ کا مسئلہ باطل ہے

مصنفہ

محمد گوہر علی علوی صوفی نحاطوی عفی اللہ عنہ متوطن لوڈے تحصیل گوجرخان
ومعنون بنام نامی واسم گرامی غوث صمدانی وقطب ربانی حاجی الحرمین الشریفین قبلہ جناب قاضی
فضل الدین صاحب حاجی لودوی رحمۃ اللہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ ھذا

مطبوعہ محکمہ آرٹ سٹیم پریس راولپنڈی محمد گوہر علی علوی موضع لوڈے گوجرخان طبع کنندہ وشائع کنندہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد احقر عباد اللہ محمد علی علوی حنفی عفی عنہ صوفی طالوی منشی فاضل طالبانِ حق کی خدمت میں عرض پرداز ہے - کہ عاجز نے قبل ازیں کتاب حکمۃ اللہ البالغہ میں مسئلہ کشش زمین (جس کو انگریزی زبان میں تھیوری آف گریویٹیشن کہتے ہیں -) پر بھی بحث کی ہے - مگر وہاں بہت اختصار سے کام لیا گیا تھا - جو ناظرین باتمکین کی تسلی بخشنے میں بوجہ احسن مکتفی نہ تھا - لہٰذا اس مسئلہ کو اب کسی قدر توضیح کیساتھ لکھا جاتا ہے - تاکہ ناظرین کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت و تکلیف نہ ہو - اور خاطر خواہ تسلی و تشفی ہوجائے وباللہ استعین وھو الموفق والمعین وما ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ط -

واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اور حکماء سابقین اس بات کے قائل تھے کہ گرنے والے اجسام جو اوپر سے نیچے آتے ہیں - ان کے نیچے آنے کی وجہ یہ ہے - کہ اجسام واثقال بالطبع مائل بمرکز ہیں اسی وجہ سے پتھر وغیرہ نیچے آتے ہیں - پتھر کا نیچے آنا اس امر کو ثابت نہیں کرتا - کہ پتھر کو زمین اپنی قوت متعدیہ اور قاہرہ و جاسرہ سے (جو بمعنی آوردن و افگندن ہے) کھینچ کر اپنے اوپر گرا لیتی ہے - یہ ہرگز نہیں - بلکہ پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ اپنے طبعی میلان بمرکز سے (جو بمعنی آمدن و افتادن ہے) خود بخود زمین پر آکر گرتے ہیں - اور موجودہ سائنسدان کہتے ہیں - کہ زمین کی کشش متعدیہ (جو بمعنی آوردن و افگندن ہے) پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ کو کھینچ کر اپنے اوپر گراتی ہے - کیونکہ سائنس والوں نے ایک قانون مقرر کیا ہے - چنانچہ کتاب تحفہ سائنس صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے - کہ حرکت کا پہلا قانون نیوٹن کے الفاظ میں یوں ادا کیا جاتا ہے - کہ ہر ایک جسم تاوقتیکہ اس پر کوئی طاقت عمل نہ کرے - اپنی سکون یا حرکت کی حالت پر قائم رہتا ہے - یا بالفاظ دیگر اگر کوئی طاقت ایک متحرک جسم پر عمل کرے تو وہ یکساں رفتار کیساتھ متحرک رہتا ہے - تحفہ سائنس صفحہ ۱۰۲ اور حکماء سابقین نے یہ قانون مقرر کیا تھا - کہ جسم ساکن بغیر حرکت دینے کے متحرک نہیں ہوسکتا - اور اس کے برعکس جسم متحرک بدون ٹھہرانے کے اپنے آپ ہی ٹھہر سکتا ہے - اور امر حق یہ ہے - کہ اگر عقل منصف اور طبع

بےلوث بطور محاکمہ ذرا سی غور اور تحقیق فرمایئے۔ تو اس پر یہ بات کالشمس فی النصف النہار ظاہر و
روشن ہو جائیگی۔ کہ اس امر میں جو کچھ حکمائے سابقین نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل راست و درست ہے
اور بمصداق مفہوم الحق یعلو ولا یعلیٰ (حق ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے۔ مغلوب کبھی نہیں ہوتا) بعض سائنس
والوں کو مجبوراً اسقدر لکھنا پڑا چنانچہ سائنس میں لکھا ہے۔ کہ گو یہ امر عام طور پر واضح نہیں ہے
کہ زمین میں کشش کی طاقت کیوں موجود ہے۔ یا سرے سے کشش کا صحیح مفہوم کیا ہے کشش اور
کھینچنا وغیرہ۔ یہ سب مختصر نام ہیں۔ ان وسیع مشاہدات کے جو سطح زمین کے اوپر انسان روزمرہ چیزوں
کے زمین کی طرف گرنے کے متعلق کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر ہمارا براہ راست یہ مشاہدہ نہیں ہے:
کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بلکہ مشاہدہ صرف اسقدر ہے۔ کہ وہ اجسام جن کے نیچے
کوئی سہارا نہ رکھا جائے۔ زمین کی سطح کے اوپر گر پڑتے ہیں۔ تحفۂ سائنس صفحہ ۱۷۹ مولانا
شبلی نعمانی رحمۃ بھی اپنی کسی تصنیف میں لکھتے ہیں۔ "اوپر سے جو چیزیں گرتی ہیں۔ اور زمین پر آتی ہیں یونانی
حکماء کی تحقیقات کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان چیزوں کا مرکز زمین ہے۔ اور ہر چیز مرکز کیطرف
کھچتی ہے۔ لیکن نیوٹن نے اس کی غلطی ثابت کی اور بتایا کہ تمام اجسام میں جذب کی خاصیت ہے۔ اور
چونکہ زمین کا بڑا جسم ہے۔ اسلئے وہ اپنے سے چھوٹے تمام اجسام کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ لیکن اس سے اصل
مسئلہ کیا حل ہوا۔ اس قدر بے شبہ معلوم ہوا۔ کہ اوپر سے گرنے کی علت تجاذب اجسام ہے۔ لیکن تجاذب اجسام
کی کیا علت ہے۔ یعنی اجسام میں جذب کی خاصیت کیوں ہے۔ یہ مسئلہ اب بھی اسیطرح لاینحل ہے۔ بیت

فلسفی سر حقیقت نتوانست کشود ✦ گشت رازِ دگران راز کہ افشا میکرد

اسی بناپر دقیق النظر حکماء کا یہی مذہب ہے۔ کہ ہمکو کچھ معلوم نہیں۔ سقراط نے تمام عمر کی تحقیقات کے بعد کہا تھا

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

حکماء کے نزدیک مقرر ہے۔ کہ جو چیز زمین میں زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بسبب طبیعت و بباعث کشش
ذاتی کے مرکز کیطرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہاں قرار پائے۔ اسواسطے یہ بات مقرر ہوئی۔ کہ زمین سب عناصر سے بھاری
ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے ہے۔ چنانچہ حکیم بطلیموس وغیرہ
ارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف حکیم فیثاغورس کے یہی مذہب ہے۔ حکیم بطلیموس اپنی کتاب مجسطی میں
لکھتا ہے۔ والارض بکل اجزاءہا کرویۃ (و) ہی کالمرکز للسماء۔ کالنقطۃ عند کرۃ الثوابت وغیر
منتقلۃ عن الوسط۔ مجسطی عربی قلمی صفحہ۵ ان الارض لیس لہا حرکۃ انتقالیۃ۔ لانہا فی الوسط

ولان الثقال بطبعها يميل الى الوسط محيط بت فالسفل جهة المركز والعلو ما يقابلها والخفيف يميل الى العلو والثقيل الى المركز فالارض بجملتها في موضع المركز واجزاءها متساوية من جميع الجوانب اليه ساكنة فيها محيط بها سفلا اوسطا

اور محقق طوسی لکھتے ہیں ان الارض بجملتها الى بكليتها مستديرة ولان الواقف عليها من جميع الجوانب راسه الى المحيط وهو الفوق ورجله الى ما يلي المركز وهو التحت ۔ تکملہ شرح تذکرہ للمحقق الطوسی ویدل الدلائل على كون الارض في وسط الكل عند المركز ۔ تکملہ شرح تذکرہ اور محقق شیرازی لکھتے ہیں الارض ساكنة في الوسط وذالك لانطباق مركزه على مركز العالم لعدم حركتها منه وعليه تحفہ شاہی اور مولانا فضل حق خیرآبادی لکھتے ہیں ۔ واما ان الارض لها طبيعة واحدة بسيطة يقتضي السكون في الوسط والميل المستقيم الى جهة التحت فمركز حجمها منطبق على مركز العالم ۔ ہدیہ سعیدیہ

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شمس الہند محدث دہلوی اپنی کتاب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں ۔ واز عجائب صنع الٰہی زمین است ۔ کہ اورا درحیز خود ساکن ساختہ اند کہ میانہ عالم است ۔ زیرا کہ حیز او بالطبع مائل بسوی پائین است ۔ چنانچہ ہر جز سبک بالطبع مائل بسوئی بالا است جہت پائین نام مرکز زمین است کہ نقطہ ایست در وسط حقیقی وجہت بالا نام آں طرف است کہ رو باسمان دارد ۔ پس چنانچہ بلند شدن زمین بسوئی آسمان از طرف بالا بر آنیم مستبعد است ۔ ہم چنیں پائین رفتن زمین در مقابل آں طرف نیز مستبعد است زیرا کہ آں پائین عین بلند شدن است بسوئے آسمان ۔ پس باین تدبیر در قرار گرفتن زمین درحیز خود احتیاج نماندہ تا آویزہ او را از بالائے او بر بندند یا ستونے از پائین او را امداد نمایند ۔ بلکہ آنچہ در طبیعت او از میل طبعی بوسط حقیقی نہادہ اند ۔ دریں باب کفایت میکند چنانچہ در آیت ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ۔ ہمیں معنے اشارت است تفسیر فتح العزیز ۔ صفحہ ۱۱۸

عبارت مذکورہ بالا عربی اور فارسی کا خلاصہ مطلب یہ ہے ۔ کہ فلاسفہ متقدمین اس بات کے قائل ہیں کہ عناصر چار ہیں ۔ اور ان کے ٹھکانے بھی جدا گانہ ہیں ۔ چنانچہ بعضے گراں ہیں ۔ اور بعضے سبک ہیں اجسام ثقیلہ پستی کو اور اجسام لطیفہ بلندی کو مائل ہیں ۔ اجزائے ناری نہایت سبک اور لطیف ہیں ۔ اسلئے اعلے کو رجوع کرتے ہیں ۔ اور اجزاء ہوائی اس سے کم لطیف و سبک ہیں بوجہ سے قریب باعلی ہیں علی ہذا القیاس اجزائے ارضی نہایت ثقیل و کثیف ہیں اسی باعث قریب باسفل ہیں ۔ .... یعنی حکما متقدمین کے نزدیک یہ مقرر ہے ۔ کہ جو جسم ثقیل ہے وہ بالطبع مائل بہ پائین ہے ۔ اور جو چیز سبک ہے وہ بالطبع

ماتن بر فوقیت ہے۔ اور یہی مذہب ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ قدماء کا ہے۔
مگر موجودہ سائنسدانوں نے بھی نہایت بے توجہی اور لاپرواہی سے حکماء متقدمین اور اساتذہ
متطلبین کے دلائل قوی اور براہین متین کو نہ سمجھ کر انکے اصول پر طرح طرح کے اعتراض و جرح اور قسم قسم
کے رد وقدح کئے ہیں اور اسیقدر پر بس نہیں کی۔ بلکہ انکے نفوس خوابیدہ و متوفیہ اور ارواح
مقدسہ ذکیہ پر غیظ و غضب کیساتھ حملے کئے ہیں۔ چنانچہ ان ہی میں سے بعض نے ارسطاطالیس کی نسبت
تحفہ سائنس میں عبارت ذیل لکھی ہے۔ "دنیا میں اگر کسی بڑے نام نے صدیوں تک بنی نوع انسان
کو گمراہ کیا ہے۔ تو وہ ارسطو کا نام ہے۔ ارسطو کا معمول تھا۔ کہ ناکافی مشاہدات کی بناء پر غلط نتائج جلدی
سے مرتب کر لیتا تھا۔ اور دنیا اس کے اقوال کو صحیح مان لیتی تھی" تحفہ سائنس صفحہ اور اسی کتاب میں
دوسری جگہ مرقوم ہے۔ "گو دھوئیں کی حقیقت سے لوگ زمانہ قدیم میں ناواقف تھے۔ لیکن اس امر
پر سب متفق تھے۔ کہ یہ ایک مادی چیز ہے۔ اور اسلئے نیچے گرنے کی بجائے دھوئیں کے اوپر جانے کا
مشاہدہ انہیں اس کلیہ قائم کرنے میں (کہ زمین تمام مادی اجسام کو اپنی طرف کھینچتی ہے) مانع تھا۔ اس قسم
کے مشاہدہ کی بناء پر ارسطو کا وہ غلطی اور غلط قیاس مبنی تھا۔ کہ مادی اجسام دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنکی خاصیت
ہلکا ہونا ہے دوسری وہ جن کی خاصیت بھاری ہونا ہے۔ ارسطو یا ارسطو کے متبعین میں سے کسی نے ہلکے اور
وزنی کے صحیح معنی دریافت کرنے کی کوشش نہ کی" تحفہ سائنس صفحہ ۲۸ مقام تعجب ہے۔ کہ اس عبارت مذکورہ
میں ارسطاطالیس جیسی ہستی کی نسبت ایسے نفرت آمیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ حکمت کی جہت سے
اسکو گمراہ کنندہ انسان کہا گیا ہے۔ حالانکہ ارسطاطالیس کی نسبت کتاب فلسفہ ابن سینا میں
لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں نے فلسفہ کا فن یونانیوں سے مستعار لیا ہے۔ اور اپنے علم کی اصل کی بنیاد کمالات
یونان کے کھنڈروں پر رکھی۔ یونانی فلاسفہ میں افلاطون اور ارسطو دو حکیم ایسے گذرے ہیں جنکی
حکمت کو آج بھی منتہائے عقل انسانی سمجھا جاتا ہے۔ علی الخصوص ارسطو کی نسبت تو یہاں تک کہا جاتا ہے
کہ حقائق موجودات اور معرفت کنہ اشیاء کے متعلق جو خیالات اس نے ظاہر کئے انکے مخالف سے کوئی
شخص آجتک اسکا جواب نہیں پیدا ہوا۔ تمام قوموں نے بالاتفاق اس کو بنی نوع انسان کا استاد
سمجھا ہے۔ اور کوئی علم دوست قوم ایسی نہیں جس نے ارسطو کے شارحین و تابعین کا ایک بڑا گروہ
نہ پیدا کیا ہو۔ چنانچہ مسلمانوں نے بھی جب اپنی توجہ نظری علوم پر مبذول کی تو سب سے پہلے ارسطو کی
تصانیف کو عربی میں ترجمہ کرایا۔ خلیفہ المامون کی نسبت ایک روایت مشہور ہے۔ کہ اس نے ایک خواب میں

دیکھا کہ ایک پیرمرد اس کو فلسفہ اور دوسرے ذہنی معارف کی اشاعت کی ترغیب دے رہا ہے۔ جب مامون نے
اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا۔ کہ مجھے ارسطو کہتے ہیں۔ صبح اٹھ کر خلیفہ کو اپنا خواب یاد آیا۔ اور اس نے ایک علمی
سفارت قسطنطنیہ کے قیصر کے پاس ارسطو کی تصانیف منگوانے کی غرض سے بھیجی۔ جب یہ تصانیف
آگئیں۔ تو مامون نے حکم دیا۔ کہ ان کا ترجمہ عربی میں کیا جائے۔ چنانچہ بہت سے علما جو یونانی اور عربی
دونوں زبانوں پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ اس امر پر مامور کئے گئے۔ اور ارسطو کی تصانیف عربی میں
آگئیں۔ ارسطو کی حکمت سے نہایت متاثر ہو کر دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں میں بھی ایک گروہ ایسے حکما
کا پیدا ہو گیا تھا۔ جن کا یہ خیال تھا۔ کہ عقلی و ادراکی کمالات کے لحاظ سے جس حد تک وہ کمالات اس
دنیا میں ظاہر ہو سکتے ہیں ارسطو عقل مجسم ہے۔ بالفاظ دیگر جو کچھ ارسطو نے کہا اس میں سقم اور اعتراض
کی مجال نہیں۔ اس گروہ کی وقعت و امتیاز کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ الفارابی اور خود بوعلی
سینا جیسے لوگ اس میں شریک ہیں۔ بوعلی سینا اور اس کے ہم خیال حکما کے نزدیک چونکہ یہ امر
ناممکن ہے۔ کہ ارسطو سے کوئی عقلی غلطی سرزد ہو۔ لہٰذا اگر ارسطو کے اقوال بادی النظر میں
خلاف قیاس ثابت ہوں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم ان اقوال کی تہ کو نہیں پہنچ سکے۔ نہ یہ کہ
فی الحقیقت ان میں کوئی غلطی مرکوز ہے۔ اس تحریر سے ہم کو صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ ارسطو کی
وقعت بوعلی سینا کے دل میں کس درجہ تک جاگزین تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جن سائنس دانوں نے ایسے
عقلی مسائل میں ارسطاطالیس پر غلطی کا اتہام لگایا ہے۔ وہ حق بجانب نہیں۔ وہ اس کے قوانین اور
اصول کو سمجھ نہیں سکے یا کسی خاص مصلحت کے سبب انہوں نے ایسا کہا ہے۔

الغرض اس مسئلہ میں جو حکما و سائنس دانوں نے اختلاف کیا ہے۔ تو اس کی غرض و غایت یہ ہے
کہ فریقین میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے طرز و طریقے کے مطابق نظام عالم کی بنیاد کے انضباط اور استحکام
کو مدنظر رکھا ہے۔ کیونکہ حکما اور فلاسفہ نے اپنے اصول کے موافق جانب محیط کو فوق اور جانب
مرکز کو تحت قرار دیکر زمین کو جو اجرام فلکیہ اور عناصر و اجسام ثقیلہ کو سب کے نیچے اور انتہائے تحت
اور پستی و مرکز میں ساکن قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ قانون مقرر کیا ہے۔ کہ جو اجسام متصف بوصف
ثقالت ہیں وہ بالطبع خود بخود پستی اور مرکز کی طرف جانے کا میلان رکھتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ زمین
ان کو بمعنی کشیدن و بر خود افگندن و آوردن ان کو کھینچ کر اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ بلکہ وہ خود
بمعنی آمدن و برزمین افتادن زمین پر گر پڑتے ہیں۔ پہلے فلاسفروں میں سے اگرچہ فیثاغورث نے

یہ جو کہا گیا تھا کہ زمین ایک بیضی خط پر حرکت محوری کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور سال بھر میں سورج
کے گرداگرد اپنا دورہ پورا کرتی ہے۔ جس سے رات دن اور چاروں موسم پیدا ہوتے ہیں۔ اور موجودہ
سائنسدانوں نے بھی فیثاغورس کی اتباع کی ہے۔ مگر باقی فلسفیوں نے فیثاغورس کے اس دعویٰ کو
ناقابل اعتبار سمجھکر قبول نہیں کیا۔ بلکہ دلائل قویہ اور براہین جلیہ سے اس کی تردید کی ہے
اب سائنس کے بعض استدلال مرقومۃ الذیل ہیں معرکہ مذہب و سائنس میں اسطرح لکھا ہے کہ سنہ ۱۶۸۷ء
وہ تاریخ ہے جو نہ صرف یورپین سائنس بلکہ انسان کی دماغی ترقی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگی یعنی
اس سال نیوٹن کی بے مثل اور زندہ جاوید کتاب پرنسپیا شایع ہوئی اس اصول کی بنا پر کہ تمام اجسام
ایک دوسرے کو اپنے مقدار کی نسبت مستقیم اور اپنے فاصلہ کی نسبت معکوس سے کھینچتے ہیں۔ نیوٹن نے ثابت
کردیا۔ کہ اجرام سماوی کے تمام حرکات کی معقول اور شافی وجہ بیان کی جاسکتی ہے معرکہ مذہب و سائنس
صفحہ ۳۲۲ ایک اور کتاب میں لکھا ہے۔ اور یہ بیان کرنا باقی رہا۔ کہ گیند ہمیشہ زمین ہی کی طرف کیوں
آتی ہے۔ اور اس صورت میں امریکہ والوں کے سروں کا رخ ہمارے سروں کے رخ سے مخالف ہے۔ تو
پھر وہ کسطرح مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ زمین کا یہ کرہ جو ہمارا مسکن ہے۔ ہر ایک
شے کو اپنی طرف کھینچتا یا کشش کرتا ہے۔ اور یہ کچھ زمین کا ہی خاصہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز جسکو
ہم دیکھتے ہیں یا مس کرتے ہیں اور ہر ایک شے جو وزن رکھتی ہے۔ اس کا یہی عمل ہوتا ہے۔ گیند جو خود
زمین پر گرتی ہے۔ جسطرح خود اسکی طرف کھینچتی ہے اسیطرح اس کو بھی کھینچتی ہے۔ مگر ہر ایک کی
کشش کا زور اس کے حجم کے بساط اور اس کے اصلی وزن کی مقدار پر موقوف ہے چنانچہ سیسہ
کی گیند اسی حجم کی روئی کی گیند سے زیادہ کشش رکھتی ہے۔ پس چونکہ زمین نہایت بڑی ہے
اور گیند بہت چھوٹی سی ہوتی ہے۔ اس سبب سے ہمکو فقط گیند ہی زمین کی طرف کھینچی نظر آتی
اور محسوس ہوتی ہے اور وہی اکیلی حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے جغرافیہ طبعی مصنفہ ہنری بلانفرڈ
صاحب صفحہ ۱۹ اور مولوی ضیاء الدین صاحب لکھتے ہیں۔ جس کشش کا اثر دور سے یا پاس
سے اجزا اجسام کی ہیئت مجموعی میں ہوتا ہے۔ یعنی کچھ فاصلے سے ایک جسم دوسرے جسم کو کھینچتا
ہے۔ اسے کشش ثقل کہتے ہیں۔ اور سب چیزیں جو گرتی ہیں زمین کیطرف میل رکھتی ہیں حقیقت
میں اس میل کے پیدا ہونے کا سبب کشش زمین ہے۔ اور چونکہ زمین تمام اجسام سے
جو اسکی سطح پر ہیں بہت بڑی ہے۔ اس لئے وہ جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور جو چیز بے
سہارے ہے زمین پر گر پڑتی ہے۔ تمام اجسام خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے کشش کی طاقت

رکھتے ہیں۔ اور مقدار مادہ کے موافق ایک دوسرے کو کھینچتے ہیں۔ اصول علم طبعی صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں
تمام سخت اجسام کشش اتصال کے سبب کشش ثقل کو اپنے اوپر نہیں گرنے دیتے ورنہ کشش
ثقل تمام اجسام کو ریزہ ریزہ کر کے زمین سے ہموار کر دیتی۔ اصول طبعی صفحہ ۱۱

مسئلہ کشش ثقل یا میل مرکزی سنہ ۱۶۶۶ء علم ریاضی کے مطالعہ کرنے میں ایک دفعہ نیوٹن
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ماہتاب زمین کے گرد اور سیارے آفتاب کے گرد ہمیشہ کیوں گردش
کرتے ہیں۔ کیونکہ قدرتی قاعدہ یہ ہے۔ کہ ہر شے ایک خط مستقیم میں حرکت کرتی ہے۔ اگر ایک پتھر
کو پختہ فرش کے اوپر لڑھکایا جائے تو جب تک اُسے ہوا یا خود فرش نہ روکے گا۔ وہ سیدھا حرکت
کرتا ہوا چلا جاوے گا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اجسام فلکی دوائر میں متواتر حرکت کرتے رہتے ہیں
نیوٹن اس سبب میں غور کر رہا تھا۔ کہ سنہ ۱۶۶۵ء میں ایک دن ایک باغ میں بیٹھا ہوا کسی مسئلہ
پر دماغ لگا رہا تھا۔ کہ یکایک ایک درخت کی ٹہنی سے ایک پختہ سیب زمین پر گرا۔ نیوٹن
نے اس کی طرف توجہ کی اور معاً اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ سیب زمین پر کیوں گرا
اُس نے تھوڑی ہی دیر غور و خوض کیا ہوگا۔ کہ اس کے ذہن رسا نے جواب دیا۔ کہ زمین کی کشش کے
باعث۔ اگرچہ یہ کوئی نیا خیال نہیں تھا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں کے دل میں
گذر چکا تھا۔ لیکن نیوٹن نے سب سے پہلے اس خیال سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس پر عقل دوڑانے
لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے دل میں یہ رائے قائم کی کہ اگر زمین کی کشش سے پھل زمین
کے اوپر گرا تو ماہتاب کو بھی زمین ہی اپنی طرف کھینچتی ہوگی۔ اور اسی طرح آفتاب دیگر اجسام
فلکی کو کھینچتا ہے۔ اسی باعث ماہتاب زمین اور کل اجسام فلکی آفتاب کے گرد گردش کرتے
رہتے ہیں۔

نیوٹن کا خیال بالکل درست ہے۔ کیونکہ اگر تم ایک گیند کو ایک ڈورے میں باندھ کر
گھماؤ تو وہ تمہارے گرد اس وقت تک گردش کرتی رہیگی۔ جب تک تم ڈورے کو ڈھیلا
نہ کرو گے۔ جونہی کہ ڈورا ڈھیلا ہوا۔ اور وہ ایک طرف سیدھی چلی جاوے گی۔ اسی
طرح اجسام فلکی آفتاب کے گرد اس کی قوت کشش کے زور سے رکے ہوئے گردش کرتے
رہتے ہیں۔ نیوٹن کا خیال درست تھا۔ مگر اس نے اسے عملی صورت میں لانے کی کوشش شروع
کر دی۔ اس نے زمین سے ماہتاب تک کا فاصلہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اُسے
ناکامی کا سامنا ہوا۔ کشش ثقل سے اشیاء ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔

زمین پر جسقدر چیزیں ہیں وہ اسی کے باعث لگی ہوئی اور اپنی اپنی جگہ پر قائم رہتی ہیں۔ ورنہ
گر پڑیں اور لڑھکتی پھریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زمین پر سے اڑ کر خلا میں پرواز کرنے
لگتا علوم طبعی۔ اور مولوی ضیاءالدین صاحب لکھتے ہیں کہ نظام شمسی کے موافق تمام سیاروں کو
آفتاب کھینچتا ہے۔ اور قوت طالبہ اور قوت ہاربہ دونوں قوتیں ملکر ان کو آفتاب کے گرد
مغرب سے مشرق کی طرف حرکت دیتی ہیں۔ اصول علم طبعی حصہ اول صہ۔
نظام شمسی میں زمین مغرب سے مشرق کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اسیواسطے آفتاب مشرق
سے مغرب کی طرف جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اصول علم طبعی حصہ اول صہ **تردید عجیب**
اور یفثاغورس اور سائینس والوں کے اس دعوے کی تردید میں اہل فلسفہ کی ایک یہ دلیل بھی تھی
کہ کسی چیز کی حرکت کو حس بصر یا حس لمس سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن زمین کی حرکت
ان دو قوتوں سے معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ زمین کا سکون معلوم ہوتا ہے۔ یا کسی عنصر کی طبیعت
اس طرح معلوم نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے جزو سے بذریعہ استقراء کل پر استدلال کیا
جائے۔ کیونکہ جو طبیعت جزو کی ہے۔ وہی کل کی بھی ہوگی۔ جیسے شمع کا قلیل شعلہ اوپر کو جاتا
ہے۔ ایسے ہی بڑے آتشکدے کا بڑا شعلہ بھی اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اسی بنا پر اگر زمین سے
ایک پتھر کو اٹھا کر اوپر کو پھینکا جائے۔ تو چاہیئے کہ وہ پتھر حرکت محوری کرتا ہوا مشرق کی
طرف بڑھتا چلا جائے۔ تاکہ ہم اس سے قیاس کریں۔ کہ جو خاصیت جزو کی ہے۔ وہی بعینہ
خاصیت کل یعنی زمین کی خاصیت ہوگی۔ کیونکہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف
ہوتا ہے۔ لیکن وہ پتھر اس طرح حرکت محوری نہیں کرتا۔ بلکہ وہ سیدھا خط مستقیم پر
عمودًا ڈالا ہوا سیدھی حرکت کے ساتھ زمین پر گرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زمین
حرکت محوری اور مستدیرہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ جزو اور کل کی طبیعت ایک ہی ہوتی ہے۔ اور
زمین کی طبیعت ایک بسیط شے ہے۔ جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے۔ اور
بالطبع صاحب مبداء میل مستقیم ہے۔ اور جس شے میں مبداء میل مستقیم کا ہو۔ محال ہے کہ
اس میں مبداء میل مستدیر کا ہو۔ کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و مقرر قانون
ہے۔ کہ اول ہر ایک جسم میں کہ اول ہر ایک جسم میں میل مستدیر یا میل مستقیم کی علت اور

اور مبداء کا ہونا ضرور ہے۔ دوسرا ایک جسم میں دو طباعی میلوں یعنی میل مستقیم اور میل مستدیر
کے دو مبداؤں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بسیط عنصری میں تو بوجہ بسیط ہونے
کے چونکہ ایک طبیعت ہے اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی اور جسم
مرکب میں بھی دو میلوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب ہمیں تجربہ اور مشاہدہ متکررہ سے ثابت
ہوا۔ کہ زمین کے اجزا میں سے کسی جزء یعنی پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں مینار کے اوپر سے چھوڑا
جائے۔ تو وہ بوجہ اپنے میل مرکزی کے سیدھا خط مستقیم پر عمود ڈالتا ہوا زمین پر آ
پڑتا ہے۔ پس اس مشاہدہ متکررہ اور دلیل استقرائی سے جزماً و یقیناً ثابت ہوا
کہ زمین میں مبداء میل مستقیم کا ہے۔ نہ مستدیر کا۔ کیونکہ زمین جسم عنصری بسیط الطبع ہے
اس میں دو میلوں کے مبداؤں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع ضدین محال ہے
پس زمین کی حرکت مستدیرہ کا مذہب یقیناً باطل ہو گیا۔
اس پر سائنس والوں نے بلطائف الحیل یہ جواب دیا۔ کہ پتھر وغیرہ جو مینار کے اوپر سے چھوڑا
جائے۔ یا توپ وغیرہ کے ذریعے سے اوپر کو پھینکا جائے۔ وہ بے شک خلا اور ہوا میں چکر لگاتا
ہوا محوری حرکت کے ساتھ مغرب کی طرف سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ اور یہی اس
کی طبیعت ہے۔ مگر زمین اسکو اپنی قوت قاہرہ و قاسرہ جذب و کشش سے اس پر غلبہ
پا کر اس پتھر وغیرہ کو اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ اس سے سائنس والوں نے تجاذب عامہ کا
اصول نکال کر نظام شمسی کی بنیاد کا مستقر قرار دیا۔ لیکن انہوں نے ایک اور عجیب و غریب
تدبر نکالی اور وہ یہ ہے۔ کہ اصول کشش کو نیوٹن کی تھیوری سے نامزد کر دیا۔ اس سے غرض یہ
تھی۔ کہ کشش کا مسئلہ جس کو سائنس والوں نے ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ حکماء کا جواب
پیش کیا تھا۔ وہ لوگوں کے دلوں سے بھولکر نسیاً منسیاً ہو جائے۔ تاکہ حکماء کی طرف سے
اس اصول کی تردید نہ واقع ہو۔ مگر صداقت اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی
قبل ازیں کہ کشش زمین کے ابطال پر استدلال بیان کئے جاویں۔ اس امر کی طرف ناظرین کی
توجہ منعطف کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ اس مسئلہ کا آغاز اور شروع کہاں سے
اور کب سے ہے۔ اور اس کا مقصود کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی ابتداء و ایجاد کب سے

ہوئی ہے۔ اور اس کی غرض و غایت کیا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ ناظرین تمکین پر اعبارات
مذکورہ سابقہ سے اس امر کا انکشاف بالتفصیل والتوضیح ہو گیا ہو گا۔ کہ کشش زمین کا
مسئلہ نظام شمسی یعنی نظام فیثاغورس و نظام کوپرنیکس کیلئے بنیادی پتھر کے طریق پر
رکھا گیا ہے۔ اور نظام موصوف کی دیواروں کو کشش زمین کے مسئلے پر مرصوف کیا گیا ہے۔
پس یہ مسئلہ فیثاغورس کے زمانے کی ہی ایجاد ہے۔ اور تھیوری آف نیوٹن نہیں۔ جیسے کہ
موجودہ زمانے کے بعض سائنسدانوں کا خیال ہے۔

واضح ہے کہ ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ نظام عالم میں زمین کو ساکن اور مرکز کائنات
بیان کرتے ہیں کما مرّ۔ اور فیثاغورس و کوپرنیکس اپنے نظام میں اس کے برخلاف زمین
کو حول الشمس متحرک بتاتے ہیں۔ چونکہ نظام بطلیموس کا یہ مسئلہ کہ زمین ساکن اور مرکز
کائنات ہے۔ اس وجہ سے کہ بداہت و مشاہدہ۔ عقل صحیح۔ نقل صریح اور شرائع انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہے۔ اس لئے وہ مورد اعتراض نہیں۔ اور فیثاغورس و کوپرنیکس
کا یہ مسئلہ کہ زمین اور سیارے حول الشمس مغرب سے مشرق کی طرف حرکت محوری و حرکت انینی سے حرکت
کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہیں" مذکورہ بالا علوم یقینیہ کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ محض خیال
وہم۔ فرض۔ قیاس باطل کی بنا پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل فلسفہ کیطرف سے طرح طرح کے اعتراضات
و تردیدات و نقوض کا ورود ہوئے۔ از انجملہ ایک یہ بھی تھا۔ کہ زمین کا حرکت کرنا بداہت و مشاہدہ
کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حواس خمسہ سے اس کا حرکت کرنا محسوس نہیں ہو سکتا۔ پس لامحالہ حرکت
ارض کو بدلیل استقرائی اس طرح سے ثابت کیا جا سکتا تھا کہ زمین کی کسی جزء کو مثلاً پتھر
وغیرہ کو اوپر کیطرف پھینکا جاتا یا مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا۔ تو وہ اپنی محوری و اینی حرکت
کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ تو اس پر یہ قیاس ہو سکتا تھا۔ کہ اسی طرح
پھر کل زمین بھی اپنی محوری و اینی حرکت کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتی چلی جاتی
ہے۔ اور آفتاب کے گرد سالانہ دورہ پورا کرتی ہے۔ کیونکہ استقراء استدلال خاص
سے عام کی طرف یا عام سے اعم کی طرف ہوتا ہے۔ پس زمین کی حرکت محوری اور اینی ثابت
کرنے کیلئے اگر کوئی چیز دلیل ہو سکتی تھی۔ تو صرف یہی ہو سکتی تھی اور بس۔ لیکن اس طریقہ سے

وہ مدعا ثابت نہ ہوسکا۔ بلکہ وہ پتھر مستدیرہ حرکت کے برخلاف حرکت مستقیمہ کے ساتھ خط مستقیم
پر عمود وار گرتا ہوا سیدھا زمین پر آکر ٹھہر جاتا ہے۔ جس سے زمین کے اپنے حیز طبعی میں ساکن ہونے
کا مسئلہ یقیناً ثابت ہوگیا۔ کیونکہ جو طبیعت کل کی ہوتی ہے۔ وہی بعینہٖ جزء کی ہوتی ہے۔ اس پر
فیثاغورس اور اس کے اتباع نے اپنے اصل دعوے کے اثبات کیلئے بڑی جدوجہد اور دماغ
سوزی کے بعد یہ حیلہ نکالا۔ کہ وہ پتھر وغیرہ جو مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا ہے
یا توپ وغیرہ کے ذریعہ اوپر کو پھینکا جاتا ہے۔ وہ بیشک خلا اور ہوا میں چلے گا تا ہوا مغرب
سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا [illegible]۔ اور اس کی طبیعت بھی یہی تھی۔ مگر زمین اس کو اپنی قوت
متجاذبہ جذب وکشش کیوجہ سے اس پر غلبہ پاکر اس کو اپنے زور و قسر و جبر و قہر سے کھینچ کر اور
دھکیل کر اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ مگر اشتباہ ہو کہ یہ عندیہ جواب اور تدبیر محض لاطائل ہے
یہ سب تھیوری آف گریویٹیشن کی حقیقت واصلیت جو اصل میں مایہ کچھ بھی نہیں۔ بلکہ اس اعتراض کے
لئے بطور حیلہ مغلوبانہ ایک جواب نکالا گیا تھا۔ جواب نئی روشنی والوں کے نزدیک ایک بہت
بڑا مہتم بالشان مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم مسئلہ کشش زمین کے ابطال پر چند دلائل ہدیۂ ناظرین
کرتے ہیں۔ تا کہ اہل انصاف اور اہل غیرت دینی ان کا ذکیانہ باصفا ان ادلہ کو دیکھیں اور اپنی بے
لوث وحق پسند طبع کے ساتھ غور وفکر سے کام لیکر انصاف کریں اور حق وصداقت کو اپنا معتقد
بنائیں۔ کہ الحق یعلو ولا یُعلیٰ

ابطال کشش زمین کے دلائل — دلیل اول (نمبر ۱)

یہ کہ جو جسم ہے۔ اس کیلئے طبیعت ہے اور جو جسم طبعی ہے وہ ضرور اپنے حیز طبعی میں رہتا ہے
تا وقتیکہ کوئی عارض موجود نہ ہو۔ کیونکہ کوئی حیز طبعی نہیں مگر ضرور ہے۔ کہ اس کے لئے
جسم طبعی ہو جو بالطبع اس میں رہے۔ کما قیل اذلاحیز الا ولہ جسم طبعی کما لاجسم طبعیاً الا ولہ
حیز طبعی الشفاء لابی سینا۔ وکما لاجسم الا ولہ حیز طبعی کذلک لاحیز الا ولہ جسم طبعی شمس بازغہ
اسی لئے آگ اور ہوا۔ جو اوپر جاتے ہیں اور زمین اور پانی کے اجزا جو نیچے آتے ہیں تو وہ اپنے اپنے حیز
طبعی میں جاکر ہی ٹھہر جاتے ہیں کما قیل فصارت تلک قد القنت ان حرکۃ اجزاء العناصر الصاعدۃ
للخفیفین والہابطۃ للثقیلین طبعیۃ ووصولہا الی احیازہا الطبعیۃ شمس بازغہ اس سے ثابت

کہ زمین کے اجزا اپنے طبعی میلان اور قصد و ارادہ سے نیچے آتے ہیں یہ کہ زمین کی قوۃ قاسرہ ان کو کھینچ کر لاتی ہے۔ اور اس امر کا جو مخالف ہے۔ وہ غلطی پر ہے۔ کما قیل ومن فاسد الظنون ظن من رأى ان النار تتحرک الی فوق بالقسر والارض تتحرک الی اسفل بالقسر مختصر الشفا لابی سینا۔ یعنی جس کا خیال یہ ہے۔ کہ آگ اوپر کو اور زمین نیچے کو جو حرکت کرتی ہے وہ حرکت قسری ہے۔ اس کا خیال فاسد اور باطل ہے اسی طرح شمس بازغہ میں بھی ہے۔ اب مخالف پر ضروری ہے۔ کہ اس کے خلاف کوئی دلیل پیش کرے۔ ورنہ خلاف سے باز آجائے۔

دلیل دوم ۲ — اگر زمین میں قوت جاذبہ و قاسرہ ہوتی تو ضرور ہوتا کہ دو مختلف الوزن اجسام کو مثلاً ایک روپیہ یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جس کا عرض اس کے مقدار پر ہو اور مینار کے اوپر سے چھوڑے جاویں۔ ان میں سے جو جسم خفیف ہو۔ جیسے کاغذ وہ بہ نسبت جسم ثقیل مثلاً اشرفی کے پہلے زمین پر آ پڑے کیونکہ قوت جذب و کشش اور قہر و قسر کا اثر بہ نسبت جسم ثقیل کے جسم خفیف پر جلدی واقع ہوتا ہے۔ جیسے تم ایک سیر لوہے کو ایک من لوہے کی نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ اپنی طرف کھینچ سکتے ہو۔ کما قال المحقق الطوسی والاثر ان یکون الاصغر اسرع من الاکبر تکملہ شرح تذکرہ وکما قال المحمود الجونفوری فان الحرکۃ بالقسر یکون الصغیر اقبل للحرکۃ من الکبیر فیکون الشئ الصغیر اسرع من الکبیر شمس بازغہ۔ کہ حکم یہی ہے کہ زمین پر دونوں یکساں واقع ہوں۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوتا۔

دلیل سوم ۳ — آگ کا شعلہ ہمیشہ اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اگر زمین میں قوت جاذبہ و قاسرہ ہے۔ تو چاہیے تھا کہ چراغ جب جلاؤ۔ اس کا شعلہ ہمیشہ نیچے زمین کی طرف ہو۔ مگر ہوتا اس کے برخلاف ہے پس ثابت ہوا۔ کہ زمین میں قوت جذب نہیں۔

دلیل چہارم ۴ — کیا اس بات کو عقل مان سکتی ہے۔ کہ زمین جیسی بڑی چیز جاذبہ قاسرہ ہو کر بڑے بڑے پتھروں اور توپ کے گولوں کو اپنے اوپر گرا لیتی ہو۔ مگر جیونٹی جیسے ضعیف پرندے بلکہ مکھی اور مچھر تک کی حرکت کو نہ روک سکے فالعجب کل العجب من فرض جذب الارض

دلیل پنجم ۵ — کشش کی حس ممکن الوجود ہے۔ اور فی الواقع ہے۔ جہاں کشش ہو قوۃ لامسہ و باصرہ سے معلوم کیا جا سکتی ہے۔ جو لوگ اعضا درد رسیدہ پر بجلی کا استعمال

کرتے ہیں ۔ اس کو بجلی معلوم ہی کہ بجلی کا تار انہیں کس قدر کشش کرتا ہے ۔ کہ نوبت باضطرار پہنچا دیتا ہے ۔
دیہرا بجلی کی اس تار سے صحیح بجلی کی نسبیں جلی ہوئی ہوں ۔ اگر کسی کی انگلی بھی چھو جائے ۔ تو وہ اسکو بنے
نہیں دیتی اور ایسا گیا ہے کہ بجلی پر کام کرنیوالے بعض آدمی بعض جگہ [illegible] [illegible] گئے ہیں ۔ تعجب ہے کہ اتنا کے
کے مقدار شے کی کشش تو اس قدر ہے ۔ لیکن ایک زمین جیسے ناپیدا کنار کرے کی کشش کا کسی
کو ذرہ بھر تک بھی احساس نہ ہو ۔ اور پھر زمین میں کشش کو فرض کیا جاوے حق کی بات تو یہ ہے ۔ کہ
کشش زمین کا مسئلہ سرے سے ہی بالکل باطل ہے ۔ اور جب کشش زمین ورد زمین کے ساتھ بھی
نظر نہیں آتی تو سائینسدانوں کا فرض اولین ہے ۔ کہ وہ اپنے اس قانون کے مطابق ۔ کہ جسکی وجہ
سے جنوں اور فرشتوں سے بھی انکار کرتے ہیں کشش زمین سے بھی انکار کریں ۔

دلیل ششم (۶)

سائینس والوں کے نزدیک وزن کوئی شے نہیں ہے ۔ جس کو وزن کہا جاتا ہے
وہ صرف کشش زمین ہی ہے اس کے بغیر اور کچھ نہیں چنانچہ مسٹری بالفور [illegible] لکھتے
ہیں یاد رکھو جس شے کو ہم کسی جسم کا وزن کہتے ہیں وہ درحقیقت اس جسم اور زمین کی باہمی کشش
ہوتی ہے ۔ کشش کی اس قوت کو جو ہر ایک وزن دار شے میں پائی جاتی ہے کشش ثقل کہتے ہیں ۔ کشش کا
یہ قاعدہ ہے ۔ کہ مرکز زمین سے کوئی شے جسقدر دور ہوتی ہے اسیقدر کشش کا اثر وہاں کم ہوتا ہے چنانچہ
طبیعیات ۲ ۔ اور ایک سائینسدان لکھتے ہیں کہ جس سبب سے چیزیں زمین پر گرتی ہیں اسی سبب سے ان میں وزن بھی
پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل انکو بھاری کر دیتا ہے ۔ ان کی کشش ثقل کے موافق تو بوجھ ہوتا ہے جس طاقت سے اشیاء
زمین کی طرف میل کرتی ہیں اسی طاقت سے سہارا دی گئی چیزیں سہارا دینے والی چیزوں کو دباتی ہیں طبیعی سائنس
کا یہ مسئلہ بھی باطل ہی ہے کیونکہ اس مسئلے کے مطابق تو خربوزہ درخت اور زمین وغیرہ میں جو اشیاء کا وزن اور ثقل جانا گیا ہے
وہ سب بیکار ثابت ہوتا ہے ۔ اور پھر غذا اور دھوئیں کے جز دیکھ تو لنے میں کچھ ثابت نہیں ہوتا ۔ دوسرا یہ کہ ترازو کے
ایک پلڑے پر سیسہ کی گیند یا پارہ سے بھرا ہوا اور بند کیا ہوا رکھیں اور پھر اسکو اٹھاویں یقینی ہے کہ سیسے اور پارے والا پلڑا
جھکے گا ۔ کیونکہ وہی جاری ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کشش زمین کو دونوں اشیاء میں کوئی دخل نہیں ۔ اگر زمین کی کشش
سے انکا وزن ہوتا تو چاہیے تھا کہ دونوں پلڑے برابر رہتے کیونکہ کشش کا اثر ہوتا ۔ تو دونوں پر یکساں واقع ہوتا ۔ اگر
سائینس کا یہ عذر ہو کہ سیسے اور پارے کے اجزاء زیادہ وزن دار ہیں ۔ تو ان کا شبہ اس طرح ہے ۔ کہ سائینس نے پہلے کشش
زمین کے بغیر وزن کوئی چیز ہی قرار نہیں دیا پھر اس کا اقرار کیا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ اشیاء میں وزن اور ثقل کا ہونا

ضروری ہے اور اس سائنس کی کشش کا نہ ہونا لابدی اور بدیہی ہے ۔

دلیل ہفتم ۷ ۔ اگر زمین کو کشش ہے وزن ہے ۔ تو ترازو پر دو ہم وزن لے کر معلوم ... پھر رکھو اور ترازو کا ایک پلڑا کنوئیں کے منہ پر
اور دوسرا پلڑا زمین پر رکھو پھر ان کو اٹھاؤ ۔ اگر ان کا وزن برابر ہے ۔ تو زمین کی کشش نہیں ۔ بلکہ ان کا اپنا ثقل طبعی
ہے ۔ اور اگر زمین کی طرف کا پلڑا کنوئیں کے منہ کے پلڑے سے بھاری ہو تو بے شک کشش زمین ہے ۔ کیونکہ زمین قریب سے بنسبت دور والے
پلڑے کے زیادہ کشش رکھتی ہے جیسے کہ جزو فزیکل جغرافیہ ص میں لکھا ہے ۔ کہ کشش کا یہ قاعدہ ہے ۔ کہ مرکز زمین سے کوئی مقام جس قدر
دور ہوتا ہے ۔ اسی قدر کشش کا اثر وہاں کم ہوتا ہے ۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ وہ دونوں پلڑے برابر رہیں گے ۔ اسی نتیجہ ہوا کہ زمین میں کشش
کی قوت نہیں ۔ **دلیل ہشتم ۸** ۔ زمین کے قوت جذب اور کشش پر تو بجز فرض کے کوئی چیز دلیل نہیں ہو سکتی نہ مشاہدہ سے نہ
عقل سے بلکہ بعض وجوہات سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ زمین میں قوت دفع موجود ہے ۔ کیونکہ بسا اوقات جب اوپر سے گیند یا پتھر وغیرہ
زمین پر گرے ۔ تو پھر ایک دو بار مندفع ہو جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین میں قوت دفع موجود ہے کم از کم یہ نتیجہ تو ہوتا ہے
کہ زمین میں قوت کشش بوجود قوت دفع نہیں ۔ اس کو مندفع نہ ہونے دیتی کیونکہ ضدین ہیں ۔ ایک ضد کا وجود دوسری ضد کے عدم کا مقتضی ہے
دلیل نہم ۹ ۔ اس طرح تجربہ کرو کہ کنوئیں کے لب پر ایک لکڑی گاڑ کر کنوئیں کے منہ کی طرف جھکا دو اور اس کے ساتھ کوئی وزن دار
چیز رسی یا دھاگے کے ساتھ باندھ کر لٹکا دو اور پھر اس کو پکڑ کر کنوئیں کے لب پر زمین کی طرف لے جاؤ ۔ اور تھوڑا سا فاصلہ چھوڑ دو یا
زمین کے ساتھ ملا کر چھوڑ دو ۔ اگر وہ وزن دار چیز زمین کے ساتھ ملی رہے اور وہاں ہی ٹھہری رہے تو زمین کی کشش ثابت ہے
اور اگر اس جگہ سے ہٹ کر کنوئیں کے منہ پر آ ٹھہرے تو زمین میں کشش کی قوت نہیں بلکہ وہ اپنے بوجھ سے قریب تر مقام یعنی
کنوئیں کے منہ پر پانی کے مقابل آ کر ٹھہرا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ اگر زمین میں کشش ہوتی ۔ تو وہ کنوئیں کی بہ نسبت
اس کو اپنے قریب مائل کر دیتی اور پانی کے مقابل نہ ٹھہرنے دیتی ۔ مگر مشاہدہ اس کے برخلاف ہے ۔ اس لئے زمین میں قوت
کشش موجود نہیں ۔ **دلیل دہم ۱۰** ۔ اس طرح تجربہ کرو کہ کسی مقام بالا یعنی مینار کے اوپر یا درخت کی چوٹی سے دیوار کی چوٹی پر
... ہوا ہو اس کی چوٹی پر اور ٹیلے کے ایک طرف یا کرو واقع ہوگا ۔ پھر وہاں نہ ٹھہر سکے گا ۔ تو اس جگہ سے نقل کر کے جہاں کسی گڑھے
کی جگہ پر جا رکے گا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اس پتھر کا واقع ہونا بوجہ کشش زمین ہوتا ۔ تو ضرور ہوتا کہ وہ پتھر جہاں پہلے آ کر
واقع ہوا تھا وہاں یعنی دیوار کی چوٹی یا ٹیلے کے کنارے پر ہی رک جاتا ۔ اور جو کہ وہاں نہیں رکا تو سمجھو کہ زمین کی
کشش کی وجہ سے وہ نہیں گرا تھا ۔ کیونکہ اگر زمین کی کشش کی وجہ سے گرتا تو چاہئے تھا ۔ کہ زمین کے اس حصے پر جہاں پہلے آ کر
واقع ہوا ہے رک جاتا ۔ یعنی دیوار کی چوٹی اور ٹیلے کے ایک جانب نے جو اول دور فاصلے سے کشش کر لیا تھا ۔ پھر جب اس پر
واقع ہوا ۔ تو وہ کشش کہاں گئی کہ اس کو روک نہ سکی ۔ مقناطیس کے ایک بڑے پتھر پر لوہے کا ایک ریزہ گر پڑے تو یہ وہ

اس کو روک نہیں سکتا۔ اگر روک نہیں سکتا۔ تو پھر وہ مقناطیس ہی کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرنے والے اجسام بوجہ کشش
زمین نہیں گرتے بلکہ وہ طبعی میلان کی وجہ سے گرتے ہیں۔ دلیل یازدہم۔ گیند یا کوئی ٹھوس جب اسے پُر شکر سے کو پانی کی
تہ میں زمین کے ساتھ لگا دیں پھر وہ پانی کے اوپر آجاتے ہیں اگر زمین میں کشش ہوتی تو وہ ان اشیاء کو پانی کے اوپر کیوں آنے
دیتی۔ دلیل دوازدہم۔ جو پتھر اوپر سے کنوئیں کے لب پر رکھا ہو لازم ہے کہ زمین اُسے وہاں ہی روک رکھے
لیکن کنوئیں کا پانی اُسے کھینچ لیتا ہے۔ اور زمین کی کشش پر توسط سے پانی کی کشش غالب آجاتی ہے۔ سائنس دانوں
کی ایسی واہی باتوں پر تعجب آتا ہے۔ اور محقق طوسی اسی مطلب کو اس طرح لکھتے ہیں۔ والثالث انفصال الطل ولا
نرى سكونها عند وصولها الى شفير الابار۔ دلیل سیزدہم۔ اگر زمین میں کشش ہوتی تو نہ کوئی درخت
اٹھتا نہ پرندہ اڑتا۔ نہ دھواں اٹھتا۔ نہ غبار اڑتا اور نہ ہی پانی کے بخارات اوپر کو جاتے۔ نہ کوئی چیز زمین سے
جدا ہو سکتی۔ کیونکہ ان میں سے کسی میں ایسی طاقت نہیں ہے۔ کہ زمین کی اتنی بڑی قوت کا مقابلہ کر سکے۔ دلیل چہاردہم
اگر کشش زمین کی وجہ سے تمام اشیاء نیچے کو جاتی ہیں اور خود اس شے کا ثقل قابل اعتبار نہیں۔ جیسا کہ سائنس کا
مسلہ ہے کہ اگر کسی مکان کو ہوا سے خالی کر دیا جائے پھر اس مکان میں ایک پیسہ یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جو حجم کی
مقدار میں ایک پیسے کے ہو۔ اوپر سے چھوڑا جاوے تو ان دونوں پر کشش زمین مساوی پڑے گی۔ اور وہ دونوں
آن واحد میں زمین پر گر پڑیں گے۔ جیسے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ اگر مختلف جسم کے دو وزن میں مثلاً ایک تو
کاغذ کا پرچہ اور ایک پیسہ۔ اور ان دونوں کو ایک ایسے مکان میں جس میں سے ہوا کو بالکل نکال دیا ہو۔ یکساں
بلندی سے ایک ہی وقت میں ڈالیں۔ تو معلوم ہو گا کہ کاغذ اور پیسہ ایک ہی وقت میں اس مکان کے فرش پر پہنچ جائیں گے اگر ہم مکرر
اس تجربہ کو اس یا کاغذ اور پیسے کی بجائے اور مختلف اجسام لے کر نیچے ڈالیں۔ اور ہر بار یہی دیکھیں کہ وہ اجسام یکساں بلندی سے ایک ہی وقت
میں فرش پر پہنچیں تو ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ اگر ہوا کی مزاحمت دور کر دی جائے اور اجسام مختلف الوزن یکساں بلندی سے ایک ہی وقت
چھوڑے جاویں تو وہ ایک ہی وقت میں زمین پر پہنچیں گے یہ استدلال یا نتیجہ اس قسم کا استدلال ہے جس کو ہم استدلال استقرائی یا
تصفح کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ ثقیل اشیاء زمین پر دیر سے پہنچتی ہیں۔ اور ہلکی اشیاء جلدی یعنی زمین
پر پہنچنے کے وقت اور گرنے والے اجسام کے وزن میں نسبت معکوس ہے۔ اس تجربہ نے ثابت کر دیا کہ یہ قاعدہ غلط ہے۔ اور
اگر کشش ثقل کے سوا اور سب اسباب مخالف بالکل دور کریں۔ تو وزن کا اختلاف زمین پر پہنچنے کے وقت میں کچھ تبدیلی نہیں لاتا۔
منطق استقرائی صفحہ ۲۰۱۔ اس بات کے سمجھنے میں مشکل یہ ہے کہ کسی بند مکان سے ہوا خارج نہیں کی جا سکتی اور پھر بند مکان سے
ایسا کہ اس کے اندر زمین پر پہنچنے کے وقت میں اختلاف اور فرق معلوم نہیں ہو سکتا۔ تو چاہیے کہ جس مکان سے ہوا خارج کی جائے اس میں
ایک چھوٹی سی ترازو لٹکا کر اس کے ایک پلڑے پر اشرفی اور دوسرے پلڑے پر اتنے ہی مقدار اور حجم کا کاغذ رکھیں اور وزن کریں اگر دونوں
پلڑے برابر ہو جائیں۔ تو سائنس کا دعویٰ سچا ہے۔ کہ کشش زمین چھوٹی اور بڑی چیز پر مساوی واقع ہوتی ہے اور اگر اشرفی والا پلڑا بھاری ہو

حصہ دوم کتاب **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** حکمۃ اللہ البالغہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد۔ احقر عباد اللہ **محمد گوہر علی**
علوی حنفی صوفی نقشبندی مجددی نوری لی طوی تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی عرض پرداز ہے
کہ احقر اگرچہ چنداں علم وفضل نہیں رکھتا مگر قدرے علم سے مس و دسترس رکھتا ہے۔ اور اللہ
سبحانہ وتعالیٰ اور اسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اہل اسلام کا ہر فرد
بشر بوقت حاجت حتی المقدور التباس حق بالباطل کو اٹھا کر عامۃ الناس پر حق کو حق اور باطل کو باطل
ظاہر کردے اور بقدر وسعت علم اور سعت فہم حقیقت مخفیہ بوجہ طریق منکشف کردے لہذا یہ احقر
بھی لہذا یہ احقر اسی طریق چند سطور لکھ کر ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اس زمانے میں معاصر
سائنس نے نظام عالم کے بارے میں کچھ ایسے عقائد و قواعد بیان کئے ہیں جو قرآن کریم اور حدیث
شریف کے مخالف اور کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ کے منافی ہیں چنانچہ انکا اصل الاصول جو مستلزم
نفی سمٰوات ہے یہ ہے کہ سورج ساکن ہے اور زمین اسکے گرد حرکت محوری و آنی کے ساتھ گردش
کرتی ہے۔ اور یہ بات صرف قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے ہی مخالف نہیں بلکہ جمیع ادیان و شرائع
سابقہ کے علاوہ دیگر مذاہب فلسفہ وہیئت قدیمہ کے بھی خلاف ہے اور اجماع الناس۔ اخبار متواترہ
تاریخیہ۔ مشاہدہ مشکرہ تجربیہ کے بھی برخلاف ہے۔ اس امر کی تشریح و تفصیل تو حکمۃ اللہ البالغہ
کے حصۂ سوم میں بیان کی جائیگی مگر اجمالی طریق پر اسیقدر بیان بھی صحیح ہوتا ہے۔
(۱) یہ کہ قرآن شریف میں ہے والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ اور الم نجعل الارض
مہادا۔ والجبال اوتادا۔ جسکا مطلب شیخ سعدی نے بیان فرمایا کہ۔ بیت۔
زمیں از تب لرزہ آمد ستوہ + فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ؛ اور دیگر آیات شریفہ
سے جنمیں زمین کی نسبت۔ فراش۔ بساط۔ قرار۔ مہاد وغیرہ الفاظ وارد ہوئے
ہیں ان سے بعبارۃ النص ثابت ہے اور دیگر آیات سے باشارۃ النص کہ زمین ساکن ہے اور
کسی حرکت سے متحرک نہیں۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ نے سورج کی نسبت فرمایا فان اللہ یاتی بالشمس
من المشرق۔ والشمس والقمر دائبین۔ وسخر الشمس والقمر۔ کل یجری۔ والشمس تجری۔ وکل فی فلک
یسبحون۔ والسماء ذات الرجع۔ ان آیات شریفہ سے بھی بعبارۃ النص ثابت ہے کہ سورج و چاند و کواکب
واجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ اور موجودہ بائبل میں ہے (اے خدا) تو نے زمین کو قائم کیا اور وہ ٹھہری ہوئی ہے
اور اسمیں یہ بھی ہے کہ آفتاب پہلوان کیطرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے۔ افلاک کے ایک
کنارے سے اسکی برآمد ہے اور اسکی گردش انکے دوسرے کنارے تک ہے۔ بائبل اور دیگر لوگوں کے اقوال یہ ہیں
(۱) زمین کو شیش ناگ نے سہارا دیا ہوا ہے یعنی ہزار پھن والے سانپ کے سر پر ہے (۲) بیل کے سینگ پر ہے (۳) کسی پر نہیں

(۴) ہوا کے سہارے پر ہے اس طرح زمین ٹھہری ہوئی ہے - (۵) سورج سات مونہہ والے گھوڑے کے
رتھ پر سوار ہو کر سمیرو پربت سے ہو کر بالا پربت پر دورہ کرتا ہے - ستیارتھ پرکاش
صفحہ ۱۹۲ اور مجوسی بھی زمین کے سکون اور سورج کے حرکت کے قائل ہیں جب دساتیر وغیرہ [illegible]
صفحہ ۲۲ - [illegible]
اور ویدوں میں ہے - (۱) اسوریہ ایکا کی چرتی ہے - یجروید منتر ۔ ادھیائے ۲۳ - ارتھات
سوریہ اکیلا چلتا ہے - (۲) اُتر نہیں سوتار تھینا دیویانی بھوونانی پشیّن - یجروید منتر ۴۹
ادھیائے ۳۳ - ارتھات سورن کے رتھ میں سوریہ دیو لوگوں کو دیکھتے جاتا ہے - یہ یجروید کی واکیہ
جن سے سوریہ کا لوگوں کے چاروں اور گھومنا سدھ ہوتا ہے - اور رگوید میں ہے [illegible]
نرتیم اور دیش) ۱۰|۱۶ ۶۴/۳۲ داہرن ہے جو پرتھوی چلتی ہوتی تو کیوں نرتی نام ہوتا کیونکہ
جسمیں گتی نہیں وہ نرتی ہے - (نرتی نرعتات) ارتھات جو ستھر ہوا ہے نرتی کہے ہیں
دیانند تمر بھاسکر اشٹم سمیلا کھنڈنم صفحہ ۱۳۱ مصنفہ پنڈت جوالا پرشاد - اور گرنتھ میں لکھا ہے -
ہے وچ سورج بچے وچ چند + کوہ کروڑ تین جیت نہ انت + اس شبد سے بھی سورج و چاند کا چلنا
ثابت ہوتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ زمین ساکن ہے اور شب و روز سورج کی حرکت سے پیدا ہوتا
ہیں -

سائنس آف اسٹرانومی یعنی نظام شمسی کے عقائد و اصول مذہبی -

اول ہم نظام شمسی کے عقائد و اصول مذہبی بیان کرتے ہیں بعد ازاں اسکی تردید کرینگے انشاء اللہ العزیز -
نظام شمسی کے عقائد و قواعد یہ ہیں - (۱) یہ کہ کرۂ زمین گول بشکل نارنج ہے اس کا محیط ۲۵ ہزار
اور مربع تقریباً بیس کروڑ اور مکعب قریب دو کھرب ۶۳ ارب میل ہے - اور قطر خط استوا کا
۷۹۲۵ میل اور قطر قطبین کا ۷۸۹۹ میل ہے اور وزن زمین کا -
۵۸۳۲۰۶۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ٹن تک پہنچتا ہے - (زمین) ہر طرف سے تھوڑے
اور زمین بمع کرۂ آب و کرۂ ہوا کے ایک کرۂ زمین کہلاتا ہے - اور ہوا ۴۵ میل تک زمین کے گرد
گرد محیط ہے - (۲) آفتاب کرۂ زمین سے حجم میں ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ایک سو حصہ بڑا
ہے اور مادہ یعنی وزن میں تین لاکھ ۳۳ ہزار ۹ سو ۲۸ حصہ بڑا ہے اور $\frac{1}{2}$ ۹ کروڑ
میل دور ہے - لیکن موسم سرما میں ۳۰ لاکھ میل قریب ہو جاتا ہے - (۳) آفتاب ساکن مرکز
عالم ہے اور زمین ریل کے پہیے کی طرح شب و روز اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی آفتاب کے گرداگرد
اپنے مدار ارضی بیضوی یا اہلیلجی جس کی مسافت تقریباً ساٹھ ۶۰ کروڑ میل ہے - ۶۸ ہزار
میل فی گھنٹہ کے حساب سے - انرجی اور سورج کی قوت کشش سے مقہور و مجبور ہے تابان آفتاب
وغیرہ ان ایک برس یعنی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ ۸ منٹ میں اپنے طواف کو ختم کرتی ہے - اور آسمان
کوئی چیز نہیں خلائے محض کا نام آسمان ہے - اب نظام شمسی کے بڑے بڑے دلائل ذیل میں
درج کئے جاتے ہیں - اول یہ ہے کہ اہل سائنس نے جس قدر کہ دلائل کو تلاش کیا اور ہر چند [illegible]

یا مگر سوا ذیقہ میں سے کچھ پتہ نہ لگا۔ تسلی کے لئے ہم ایک خیالی چیز کو مثال کے طور پر
پیش کیا اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ریل کے اندر بیٹھے ہوئے باہر کو دیکھتے ہیں تو ریل ساکن اور
زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسی طرح زمین ساکن اور سورج متحرک نظر آتا ہے لیکن دراصل
جیسے ریل متحرک ہے اور زمین ساکن۔ ویسے ہی زمین متحرک اور سورج ساکن ہے۔ دوم
یہ کہ چونکہ آفتاب کا حجم بہ نسبت زمین کے حجم کے بہت بڑا ہے اس لئے زمین کی گردش آفتاب کے
گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرین عقل ہے۔ سوم تجاذب عامہ سے بھی
استدلال ہو سکتا ہے کہ زمین ہی سورج کے گرد گھومتی ہے کیونکہ آفتاب زمین سے بہت بڑا ہے
اسکی عظمت اور بڑائی اس امر کی دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا زمین کے گرد اگرد پھرنا عقلاً
ممتنع ہے۔ اگر زمین اپنے محور پر نہ گھومتی تو آفتاب سال بھر میں ایک دفعہ زمین کے گرد گھومتا دکھائی
دیتا۔ سیسرو اور ہنائی سی ٹس نے کہا کہ اگر زمین کی گردش محوری مانی جاوے تو آسمانوں کی قطاریں
جو قیاس میں بھی نہیں آتیں دشواری سے خالی ہو جائیں۔ چہارم۔ اگر زمین کو سیارہ
مانیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ زمین ایک سیارہ ہے جو باقی سیاروں کی طرح آفتاب کے گرد گھومتی
ہے۔ پنجم۔ اگر ہم مان لیں کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے تو ہم کواکب کے ظاہراً جگہ بدلنے کی
توجیہ بیان کر سکتے اور انکا حساب بھی لگا سکتے ہیں۔ ملخص از مفتاح الافلاک وغیرہ۔ ششم۔ عقل
اس بات کو نہیں مانتی کہ خدا جو سب سے بڑا عقلمند ہے زمین جیسی چھوٹی چیز گرم کرنے کیلئے سورج
جیسے بڑے گولے کو جو اس سے کئی لاکھ گنا بڑا ہے زمین کے چاروں طرف جو چیز لینے میں لگا وے
دہکتی ہوئی انگیٹھی میں بھٹوں کو گھما کر بھوننا عقلمندی کی بات ہے اور انگیٹھی کو بھٹوں کے چاروں
طرف گھمانا عقل کے خلاف ہے۔ ریاضیہ جغرافیہ ص ۲۰۔ ہفتم۔ سائنس دان لٹو کو لیمپ کے گرد
اسکے محور پر گھماتے ہوئے پھیر کر لڑکوں کو دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین لٹو ہے اور سورج لیمپ جیسے
لٹو پھرتا ہے ویسے زمین پھرتی ہے اور جیسے لیمپ ساکن ہے ویسے سورج ساکن ہے۔ اور کہتے
ہیں کہ یہ تجربہ ثابت کر دکھلاتا ہے کہ زمین متحرک اور سورج ساکن ہے۔ جوابات۔ اول۔ [illegible]
تو کو غلطی ہے کیونکہ حقیقت میں ریل متحرک ہے اور زمین ساکن اور یہاں عام عقلاء جانتے ہیں کہ زمین ساکن اور
سورج متحرک ہے اور یہ غلطی نہیں بلکہ ایک حقانی [illegible] جو شے خلاف عقل ہو ثابت نہیں ہو سکتی۔ دوم۔ یہ کسی چیز
کو فرض کرنا دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ [illegible] سوم۔ [illegible] حصہ اول میں [illegible]
کی عظمت کا [illegible]۔ چہارم۔ زمین سیارہ نہیں [illegible] پنجم۔ [illegible] زمین کو ساکن [illegible] کا حساب
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہفتم۔ [illegible]
دنیا اور [illegible] ہے کیونکہ [illegible] زمین [illegible]
[illegible] اور [illegible] صاحب کہتے ہیں کہ علم ہیئت میں [illegible]
اور اگر اسطرح کی [illegible] ایک بڑے [illegible] کے گرداگرد
[illegible] سورج کو [illegible] زمین کو ساکن ثابت کرنے [illegible] ہیں۔

زمین کے سکون اور سورج کے تحرک پر دلائل یقینیہ ہیں۔ یہ دلائل علم طبیعی کے طریقے پر ہیں۔

دلیل اول اسکے کئی مقدمے اور تمہیدیں ہیں۔ تمہید اول یہ ہے۔ حکمت کی تعریف یہ ہے
کہ احوال موجودات کو طاقت بشریہ کے موافق کما حقہ جاننا اور اسپر عمل کرنا حکمت کہلاتا
ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں (۱) حکمت نظری۔ (۲) حکمت عملی۔ حکمت نظری اُن موجودات کے حال کا جاننا جنکا
وجود ہماری قدرت و اختیار میں نہیں جیسے زمین و آسمان و اجرام فلکیہ وغیرہ۔ اسکی تین قسمیں ہیں (۱) علم طبیعی یعنی
اُن موجودات کے احوال کا علم جو وجود ذہنی و خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں جیسے انسان۔ پانی اور ہوا وغیرہ۔
(۲) علم ما الطبیعی جسمیں تغیرات۔ زمان۔ مکان۔ حرکت۔ سکون۔ وغیرہ کی بحث ہوتی ہے۔ (۳) علم ریاضی
اسکی ایک قسم علم ہیئت ہے جس سے آسمان کے اجرام کے حرکات وغیرہ اور کرہ زمین کی کیفیت کا حال معلوم
ہوتا ہے۔ (۲) حکمت عملی۔ ان موجودات کے احوال کا علم جنکا وجود ہماری قدرت و اختیار میں ہے جیسے
صناعات اور کاریگریوں میں مشق اور کوشش کرنا اور عمل میں لانا۔ **تمہید دوم**۔ علم طبیعیات وہ علم ہے جس
میں مادہ کی مختلف حالتوں اور کیفیتوں کا ذکر اور انکے اسباب کی تحقیقات کا بیان ہوتا ہے۔ اور اسکے
حصول کے وسائل مفصلہ ذیل ہیں۔ اول۔ امر زیر بحث کا مشاہدہ دوم اسکا تجربہ سوم اسکا سبب
چہارم اسکا نتیجہ۔ علم طبیعی کا موضوع جسم اور قوۃ ہے اور علم کیمیا کا موضوع مادہ۔ کسی چیز کو اسکی قدرتی حالت
میں کسی قانون قدرت کے دریافت کرنے کی غرض سے دیکھنا مشاہدہ کہلاتا ہے۔ اور کسی چیز کو اپنے مطلب کے
موافق ترتیب دیکر کسی قانون قدرت کی دریافت کرنے کی غرض سے جانچنا تجربہ کہلاتا ہے۔ جب
ایک چیز کی ذریعہ سے کوئی اور بات دریافت ہوجائے تو پہلی چیز کو سبب اور دوسری کو اسکا نتیجہ کہتے
ہیں۔ **تمہید سوم**۔ (۱) کسی چیز کی حقیقت واقعیہ معلوم کرنے کے لیے لوگ تین سببوں کے محتاج ہوتے
ہیں اگر کوئی حقیقت ان اسباب سے معلوم نہ ہو سکے تو اسکا ہونا ہی ممتنع ہے۔ (۱) حواس خمسہ
سلیمہ باصرہ لامسہ سامعہ ذائقہ۔ شامہ (دیکھنا۔ چھونا۔ سننا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔) ہر ایک
حس سے وہی چیز محسوس ہو سکتی ہے جس کی حس کے لیے وہ قوۃ مقرر ہے مثلاً حس باصرہ سے
مرئی چیزیں اور انکے رنگ اور شکلیں اور مقدار اور سکون و حرکات وغیرہ معلوم ہو سکتے ہیں
اور حس لامسہ سے اشیاء کی شکل اور گرمی و سردی و سختی و نرمی۔ اور کیفیات [illegible] اور
حرکت و سکون معلوم ہو سکتی ہیں اور قوۃ سامعہ سے آواز اور حس ذائقہ سے شئی کی لذت
اور شامہ سے شئی کا خوشبودار و بدبودار ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔ جس قوۃ کا جو کام ہے وہ اُسی قوۃ سے ہو سکتا
ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک قوۃ کا کام دوسری قوۃ سے نکلنے پائے۔ (۲) خبر صادق
ہے۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں خبر متواتر۔ خبر پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اسکا بیان

حجۃ اللہ البالغہ کے تیسرے حصے میں آئیگا - (۳) عقل بھی حصول علم کا سبب ہے - عقل نفس میں
ایک قوۃ ہے جسکی وجہ سے نفس علوم و ادراکات کے لئے مستعد ہوتا ہے - اور جو علم عقل کے
سبب سے ثابت ہو - اگر اسمیں غور و تامل درکار نہ ہو تو وہ ضروری ہے یعنی علم تصوری و تصدیقی
میں سے جس میں غور و تامل درکار نہ ہو وہ ضروری اور بدیہی ہے - اور اگر محتاج نظر و فکر ہو
تو وہ اکتسابی و کسبی ہے - لہذا بعض علوم بدیہی ہیں اور کسبی و نظری - تمام علوم کسبی و
نظری کا منتہا علوم ضروری پر ہے کیونکہ یہ اُنکے مبادی اولی ہیں - ان ہی سے علوم نظری حاصل
ہوتے ہیں - علوم ضروری کی تین قسمیں ہیں اول وجدانیات یہ وہ ہیں جنکا علم انسان کو خود
اپنے نفس یا اپنے قوائے باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے - مثلاً اپنے وجود یا اپنے خوف اور غضب
اور لذت اور الم - اور بھوک اور پیاس کا علم حاصل ہوتا ہے اور اس علم کا نفع کم ہے دوسرا حسیات
تمام تجربیات اور متواترات اور مشاہدات بھی اسی قسم میں داخل ہیں - تیسرا بدیہیات یعنے اولیات
اولیات ایسے قضایا ہیں کہ عقل مجرد ان قضایا کے تصور سے حکم لگا دیتی ہے اور یہ دونو قسمیں عمدہ ہیں
اور علم منطق کا مسئلہ ہے کہ یقینیات چھے ہیں - بدیہیات اولیات - مشاہدات - متواترات - مجربات
حدسیات - قضایا قیاساتہا معہا - اور جو ان سے مرکب ہو وہ برہان ہے - تمہید چہارم
حکمائے یونان کا زمانہ ایجاد کا زمانہ تھا - اسقلیبیوس اول کی رائے فقط تجربہ پر تھی ثینوس نے قیاس
کو بھی تجربہ سے شامل کیا برانیدس نے صرف قیاس ہی پر عمل کیا افلاطون نے جانا کہ تجربہ بے قیاس
خطرناک ہے اور قیاس بے تجربہ مستلزم ہلاک لاجرم قیاس کو تجربہ سے ملایا - اور جو کتب قدیم کہ تجربہ
و قیاس دونو پر مبنی تھیں اُنپر اعتماد کیا پھر اسقلیبیوس ثانی نے افلاطون کی رائے کو درست دیکھ کر اسی پر
کاربند رہا - زمانۂ حال کے اکثر فلسفیوں کا یہ مذہب ہے کہ تمام یقینیات تجربہ سے حاصل ہوتے ہیں -
اس مذہب کا مشہور مقلد ہربرٹ سپنسر ہے - اوّل ہی اول لارڈ بیکن نے اپنی کتاب آرگنن جدید میں تجربہ اور
مشاہدہ کے فائدے کو مفصل بیان کیا اور کہا کہ انسان عالم خارجی اور عالم ذہنی میں فقط تجربہ اور مشاہدہ
سے صحیح صحیح علم حاصل کرسکتا ہے - مشاہدہ کی تعریف یہ ہے - مشاہدہ کسی حادثہ کو بحالت ظہور
میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں اور اس حادثہ کو خاص اور خاطر خواہ قرینوں میں
ترتیب دیکر اُسکے نتیجہ کو مشاہدہ کرنا تجربہ کہلاتا ہے گویا ہر ایک تجربہ میں مشاہدہ ضمناً شامل ہے -
مل صاحب کہتے ہیں کہ مشاہدہ میں مثال قدرتی موجود ہوتی ہے اور تجربہ میں ہم قرائن اور عوارض کی
مصنوعی ترتیب اور ترکیب سے مثال کو خود پیدا کرتے ہیں - مشاہدہ میں تجربہ کی بہ نسبت کم عمل
کرنا پڑتا ہے - اسلئے تحقیقات علمی میں مشاہدہ کا رواج تجربہ سے پہلے پایا جاتا ہے حکمائے
یونان بھی اکثر مشاہدہ کیا کرتے تھے اور پھر مشاہدہ سے استدلال عقلی کر لیتے تھے - بعض علوم
میں فقط تجربہ کا اور بعض علوم میں فقط مشاہدہ کا کام پڑتا ہے - مثلاً علم ہیئت میں اور
طبقات الارض اور علم نباتات - اور علم حیوانات وغیرہ میں ہم فقط مشاہدہ کر سکتے ہیں

اور بخلاف اسکے علم کیمیا / و علم روشنی اور علم قوۃ برقی وغیرہ میں بے تجربہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے (لاجک) ان تمہیدات کے بعد ہم اپنے مدعا کو بیان کرتے ہیں - مل صاحب کے قول کے بموجب علم ہیئت میں فقط حس مشاہدہ کا کام پڑتا ہے - خدا نے ہمکو حواس خمسہ سلیمہ اور قوۃ مشاہدہ اور قوائے عقلیہ عطا فرمائے ہیں ہم اسکے ذریعہ سے جیسے ہوا کو ساکن یا متحرک معلوم کر سکتے ہیں - اسیطرح پانی کو ٹھہرا ہوا (راکد) یا جاری یقیناً معلوم کر سکتے ہیں کسیکو انکے حرکت و سکون میں شک و شبہ نہیں ہوتا - اسیطرح حواس - عقل - مشاہدہ کے ذریعہ سے زمین کے سکون اور اسکی حرکت زلزلہ کو یقیناً معلوم کر سکتے ہیں اور کسی سائنس دان کے بتانے کے سننے کی ہمیں ضرورت نہیں پڑتی - کیونکہ قاعدہ ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا - یعنے ہر ایک شیئی اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے - جب یہ ثابت ہوا کہ زمین کی حرکت زلزلہ کو اگرچہ اقل قلیل ہو بایںکہ اسوقت زمین کی حرکت مستقیمہ (سیدھی) واقعہ ہوتی ہے تو لوگ اسکو بذریعہ قوۃ عقلیہ و قوۃ خاصہ باصرہ و لامسہ کے محسوس اور مشاہدہ کرتے ہیں - اور کسی قسم کے شک و شبہ کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا - تو محال بلکہ ممتنع ہے کہ زمین حرکت محوری کرے اور سبب کی سبب تہ و بالا ہو جاوے اور ایک گھنٹے میں ایک ہزار میل مسافت طے کرے یا اس سے بدرجہا زیادہ تیز چلے - اور کوئی آدمی اسکو ذرہ بھر تک بھی محسوس و مشاہدہ نکر سکے - پس زمین کی حرکت وہی ہے جو زلزلہ کیوقت حرکت کرتی ہے - اسکے بغیر ہمیشہ ساکن رہتی ہے پس زمین کی حرکت زلزلہ اور اسکے بغیر اسکا سکون مشاہدہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے - اور مشاہدہ تمام سائنس دانوں کا تسلیم شدہ حجت و دلیل ہے - اس سے کوئی سائنس دان انکار نہیں کر سکتا - پس ثابت ہوا کہ زمین یقیناً ساکن ہے - اور لامحالہ رات اور دن ہونیکے لئے سورج مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف جاتا ہے - پس سائنس دانوں کا یہ قول کہ ہم جب ریل یا کشتی یا جہاز میں بیٹھے ہوئے دائیں بائیں دیکھتے ہیں تو ریل وغیرہ ساکن اور زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے - اسیطرح زمین ساکن اور سورج متحرک نظر آتا ہے - لیکن دراصل جیسے ریل و کشتی متحرک اور زمین ساکن ہے ویسے ہی زمین متحرک اور سورج ساکن ہے - ہم کہتے ہیں کہ چلتی ہوئی ریل اور کشتی کو تو کوئی کم عقل بھی ساکن خیال نہیں کرتا - اور زمین اور سورج معدودے چند تمام جہان کے عقلا یقیناً ساکن جانتے ہیں - ہم مشاہدہ کی تعریف پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مشاہدہ کسی حادثہ کو حالت ظہور میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں - یعنے آنکھ سے دیکھنے کے ساتھ قوۃ عقلیہ کا ہونا بھی ضروری ہے پس زمین کے سکون اور سورج کے تحرک کو تمام جہان کے عقلا نے جسطرح دیکھا ویسا عقل سے سمجھا اور یقین کیا - برخلاف اسکے چلتی ریل اور کشتی کو کوئی عقلمند ساکن نہیں جانتا - اسیطرح دائیں - بائیں کے اطراف کو کوئی دانا متحرک نہیں سمجھتا - پس اب سائنس دانوں کے مغالطہ کی قلعی کھل گئی اور انکی دلیل باطل ہو گئی - ترجمہ تردید

دلیل دوم } ہم جب مشاہدہ کرتے ہیں کہ سورج ہر صبح بوقت افق مشرق سے نکل کر بتدریج ایک حد تک بلند ہوتا ہوا استواء کے بعد پستی کیطرف جھک پڑتا ہے

اور نیچے جاتے ہوئے اُفقِ مغربی میں جاکر غروب ہوجاتا ہے۔ ویسا ہی چاند بھی ہر مہینے کی ۱۴ اور
۱۵ تاریخ کو شام کے وقت اُفقِ مشرقی سے طلوع کرکے آسمانی فضا میں چلتا ہوا فجر کے وقت
اُفقِ مغربی میں جاکر غروب ہوجاتا ہے۔ قوۃ باصرہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کو یکساں
محسوس ومشاہدہ کرتی ہے اور قوۃ عقلیہ بھی دونوں کو یکساں متحرک جانتی ہے اور ہمیشہ اسی طرح
مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اسی واسطے تمام اہلِ شرائع ومذاہب اور حکماء سلف سورج اور چاند اور
کواکب کو متحرک اور زمین کو ساکن جانتے تھے۔ اور سائنسدان بھی چاند کو زمین کے گرد اگرد متحرک
تسلیم کرتے ہیں لیکن اسی طرح پر سورج کی حرکت سے منکر ہیں۔ اب وجہ معلوم نہیں کہ کس دلیل سے
چاند کو متحرک اور سورج کو ساکن مانتے ہیں حالانکہ مشاہدہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کا یکساں
ہے۔ غرضیکہ زمین کا سکون اور سورج وچاند کا تحرک بداہت ویقین سے ثابت ہے
اور جو امر بداہت سے ثابت ہو اسکا ماننا ضروری ولابدی ہے۔ عقل اسکے انکار سے عاجز
ہے۔ ایک سائنسدان آفتاب کے گرد زمین کی حرکت کا ثبوت اس عبارت میں لکھتے ہیں۔ زمین کی سالانہ
حرکت کا ثبوت اس بات پر مبنی ہے کہ اسکو فرض کرکے سیاروں کی ظاہری حرکتوں کی توجیہ اچھی طرح بیان ہوسکتی
ہے۔ اس بات کے فرض کرنے کے لئے مختلف وجوہات ہیں۔ (۱) اول آفتاب کا حجم بہ نسبت زمین کے حجم کے
بہت بڑا ہے۔ اس لئے زمین کی گردش آفتاب کے گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرینِ
عقل ہے۔ اس دلیل کا بطلان کئی طریق پر ہے۔ (۱) یہ دلیل اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور دلیل فرضی
قابلِ احتجاج نہیں لہذا وہ دلیل ہی نہیں ہوسکتی۔ (۲) جس غرض کے لئے یہ دلیل فرضی بنائی گئی ہے
یعنی سیاروں کی حرکتوں کی توجیہ کیلئے۔ سو بہر مرکوزہ ماننے نے بھی اچھی طرح بیان کی ہے جو زمین کے
قائل تھے۔ چنانچہ مجسطی وشرح چغمینی میں نہایت مفصل طور پر مرقوم ہے۔ تو پھر زمین کو متحرک بنانے
کی کیا ضرورت ہے۔ (۳) اگر سورج کی عظمت وبڑائی اس امر کی دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا چھوٹی چیز
کے ارد گرد پھرنا مشاہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ عقلاً ممتنع ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ بسا اوقات بڑی
کا چھوٹی چیز کے ارد گرد پھرنا عقل اور مشاہدہ دونوں کی وجہ سے جائز ہے اور چھوٹی حجم والی چیز کا بڑی
حجم والی چیز کے گرد اگرد پھرنا ناجائز وممنوع ہے۔ جیسے ایک پاؤ بھر
کے لوہے کے ساتھ ایک فٹ لمبے با حجم کاغذ کے گیند کو ایک تاگے کے ساتھ باندھ کر چلتی ہوئی ہوا
یا جگہ میں ایک ہموار زمین پر چھوڑ دو تو تم دیکھو اور مشاہدہ کرو گے کہ اس لوہے کے
گولے کے ارد گرد کاغذ کا گیند ہی پھرے گا۔ اور لوہے کا گولہ کاغذ کے گیند کے گرد اگرد نہیں پھرے گا
اور اہلِ سائنس کا یہ قول کہ سورج کا وزن زمین کے وزن سے کئی گنا زیادہ ہے
یقیناً بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اہلِ سائنس نے سورج کو جو ایک شعلہ نور ہے یا ایک کرہ
نار ہے نہ کسی ترازو سے وزن کیا ہے اور نہ اسکی وزن دار ہونے کوئی دلیل قائم کی ہے
اور نہ کوئی حجت مسلمہ قائم کرسکتے ہیں۔ کیونکہ عبدالرحمان کلیانی جج ریاست اودے پور

اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ اہل ہیئت اس بات کو پایۂ اثبات پر پہنچاتے ہیں کہ
سورج غایت درجہ کی لطیف حرارت کی مانند بھاپ کا ایک ڈھیر تھا اور وہ وسیع فضا
میں نہایت وسعت کے ساتھ حلقہ دار اسقدر پھیلا ہوا تھا کہ حد کشش مرکزی سے
باہر تھا جسقدر کشش مرکزی سے سکڑ سکا سکڑ گیا اُسکا یہ کرۂ شمس موجود ہے۔
روز ہستی جسم۔ اب بالیقین ثابت ہوا کہ سورج چونکہ لطیف حرارت کا ایک
کرہ ہے اور اسی واسطے بوجہ سبکی و خفت کے فوق میں ہے جو کچھ چیز سبک ہے وہ فوق
میں رہتی ہے۔ پس سورج کی مثال کاغذ کے گیند کیطرح ہے اور زمین کی مثال
لوہے کے گولے کی طرح جسطرح کاغذ کی گیند لوہے کے گولے کے گرداگرد پھرتی ہے
ویسے ہی سورج بھی زمین کے گرداگرد حرکت کرتا ہے۔ اب سائنس دانوں پر
واجب ہے کہ وہ اپنے قانون کے مطابق کسطرح سورج کو بھی زمین کے گرداگرد
متحرک مانیں اب بالضرور بداہۃً و یقیناً ثابت ہوا کہ رات اور دن ہونے کے
لیئے سورج ہی زمین کے اردگرد ہر طرف پھرتا ہے۔ فافہم و تدبر۔

دلیل سوم اگر زمین متحرک ہوتی تو اس تجربے سے ہمیں اُسکا علم ہونا چاہیئے کہ ایک وزندار
چیز کو کسی دھاگے سے باندھکر کسی مکان میں چھت کے ساتھ لٹکا دیں اگر
زمین متحرک ہے تو وہ چیز ہمیں ہلتی ہوئی نظر آویگی۔ جیسے کہ ہم ریل یا جہاز میں مشاہدہ
کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ چھت کیساتھ لٹکی ہوئی چیز ہلتی نہیں
اس دلیل سے ثابت ہوا کہ زمین متحرک نہیں۔

دلیل چہارم اہل فلسفہ کے نزدیک یہ قانون مقرر ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو آسمان
کے قریب ہے وہ فوق ہے اور وہ حصہ جو آسمان سے بعید اور مرکز زمین
کے قریب ہے وہ تحت ہے اور اہل سائنس کے نزدیک زمین کا جو حصہ سورج کے قریب
ہے وہ فوق ہے اور جو سورج سے بعید ہے وہ تحت ہے۔ اور اہل فلسفہ و اہل سائنس دونو
اثبات کے بھی قائل ہیں کہ پانی بالطبع سیال ہے اور وہ ضرور تحت اور نشیب
یعنی نیچے کی طرف بہتا ہے۔ جیسے دریا ہائے پنجاب جہلم و چناب وغیرہ۔ اوپر یعنی
پہاڑوں کیطرف سے آتے ہیں اور دیار وغیرہ درختوں کی گیلیوں اور شہتیروں
کو بھی ساتھ بہا کر لے آتے ہیں اور نیچے سمندر کیطرف بہتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور ہر شخص
اس بات پر بذریعہ مشاہدہ یقین رکھتا ہے۔ کسیکو مجال انکار نہیں۔ اس تمہید کے بعد
غرض مدعا یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت محوری سے رات اور دن ہوتے ہیں اور آفتاب
مرکز میں ساکن ہے۔ تو ضرور چاہیئے کہ شام کے وقت جبکہ سورج افق مغربی میں غروب
ہوتا ہے۔ اسوقت بحر محیط یعنے سمندر جانب فوق میں ہو۔ یعنے اوپر ہو۔ اور

کیونکہ سائنسدانوں کے نزدیک جانب فوق وہ ہے جو آفتاب کے قریب ہو۔ اور جو سورج سے
بعید ہو وہ پست ہے۔ اور چونکہ پانی مائع و سیال ہے لہذا وہ بالطبع مائل بہ پستی ہے۔ تو بالضرور
یہ نتیجہ نکلنا چاہیے کہ ہر شب کو یہ دریا جو مشرق سے آتے اور مغرب کو جاتے ہیں الٹے ہو کر بہتے
ہوئے اور مغرب سے مشرق کو جاتے ہوئے نظر آویں۔ اور سمندر بھی الٹ کر ہندوستان پر سے
چین و جزائر جاپان کی طرف بہہ جایا کریں۔ اگر ہر شب کو ایک طوفان برپا ہوتا رہے تو دنیا کی
آبادی ہی محال ہو جائے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ زمین متحرک نہیں ہے۔ تعجب ہے
کہ سائنسدان زمین کی حرکت کے خیال پر ہر مذہب اور دھرم سے بڑھکر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور تمام
شرائع حقہ اور مذاہب مروجہ کے سچا اور جھوٹا۔ کھرا اور کھوٹا پرکھنے کے لیے اس نظام شمسی اور
جغرافیہ اطفال کو معیار و محک بنا رکھا ہے۔ فالعجب کل العجب۔

دلیل پنجم تمہید قریب۔ استقرا مل صاحب کا قول ہے کہ استقراء استدلال خاص سے خاص کیطرف ہے لیکن
ڈاکٹر ہوویل صاحب کہتے ہیں کہ استقراء استدلال خاص سے عام کیطرف ہے۔ فولر صاحب
کہتے ہیں ...... کہ ان دونو تقریروں میں چنداں فرق نہیں۔ لیکن مل صاحب کی بہ نسبت ہوویل
صاحب کا طرز بیان اچھا ہے۔ (ملاحظہ ہو یہ تقریر منطق شفاء بوعلی سینا کا ترجمہ ہے)
اب مشاہدہ اور استقراء سے ثابت ہے کہ زمین ساکن اور سورج متحرک ہے۔ اب ناظرین پر واجب ہے
کہ ان یقینیات کو چھوڑ کر کوپرنیکس اور نیوٹن۔ اور گلیلیو کے مفروضات اور تخیلات اور خیالات
کے پیچھے پڑ کر اپنے تئیں خطاؤں کی اتباع نہ کریں۔ اس تمہید کے بعد تقریر دلیل یہ ہے۔ کہ زمین کی طبیعت
ایک بسیط شی ہے جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے۔ اور بالطبع صاحب مبداء میل
مستقیم ہے۔ اور جسم بسیط میں مبداء میل مستقیم کا ہو۔ محال ہے کہ اسی میں مبداء میل مستدیر کا ہو
کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و مقرر قانون ہے کہ اول یہ ایک جسم میں میل مستقیم
و میل مستدیر کی علت اور مبداء کا ہونا ناممکن ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک جسم میں دو طبعی میلوں یعنی میل
مستقیم اور میل مستدیر کے دو مبدؤں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بسیط عنصری میں تو
بوجہ بسیط ہونے کے چونکہ ایک طبیعت ہے اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی
اور جسم مرکب میں بوجہ دو میلوں کے اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب یعنی تجربہ اور مشاہدہ متکررہ سے
ثابت ہوا کہ زمین کے اجزاء میں سے کسی جزو مثلاً پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں جہاں کہیں اوپر سے چھوڑا
جائے تو وہ بوجہ اپنی میل مرکزی کے سیدھا خط مستقیم پر عمود واقع ہوا زمین پر آ گرتا ہے۔ اور حرکت دوری
نہیں کرتا۔ جیسے ہوا میں گھومتا ہوا مغرب سے مشرق کو نہیں جاتا۔ پس از روئے مشاہدہ متکررہ اور دلیل استقراء
سے جزماً و یقیناً ثابت ہوا کہ زمین میں مبداء میل مستقیم کا ہے تو پس مبداء مستدیر کا نہیں کیونکہ زمین ایک
عنصری بسیط الطبع ہے۔ اسکی دو حیثیتوں مبداؤں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع نہیں
محال ہے پس زمین کی حرکت مستدیرہ یقیناً باطل ہو گئی۔ دوسرا نفس کا یہ عذر کہ نہیں

کہ زمین اس پتھر وغیرہ کو جذب متعدی کیوجہ سے کھینچ کر ادھر گرا لیتی ہے۔ بالکل باطل ہے۔ اور اسکے ابطال
کے دلائل اس کتاب کے پہلے حصے میں گذر چکے ہیں۔ الغرض تجربہ اور دلیل سے استقرائی یقینی ثابت ہوتا ہے
کہ زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔

دلیل ششم بالفرض اگر زمین کو متحرک مانا جائے جسکی رفتار فی ثانیہ ۱۹ میل یعنی فی گھنٹہ ہزار میل سے زائد
ہے۔ تو اب اس بات کا فیصلہ کرنا سائنسدانوں پر ضروری ہے۔ کہ کیا
کرہ ہوائی اور پانی کا جو حصہ زمین کے جس جس حصے کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ بعینہ زمین
کے اجزاء متصلہ کی طرح اپنے پورے حجم کے ساتھ بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل کے اور بغیر
انتقال من موضع الی موضع کے زمین کے ساتھ ساتھ جاتا ہے یا نہیں۔ اگر زمین کے اس حصے
کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے کہ اسکی رفتار نہایت سریع ہے اپنی حالت پر نہیں جا سکتا بلکہ
بوجہ لطیف ہونے کے ہوا اور پانی کا وہ حصہ پیچھے رہتا جاتا ہے۔ اور آگے والی ہوا یا پانی کا دوسرا
حصہ اسکی جگہ آتا رہتا ہے۔ جیسے کہ مشرق کیطرف جانیوالی گاڑی سے مشاہدہ کیا جاتا ہے
کیونکہ ریل مشرق کیطرف آگے بڑھتی جاتی ہے اور اسکا دھواں پیچھے رہتا جاتا ہے۔ ریل کی کھڑکی سے
اگر کوئی کپڑا باہر نکالے تو وہ پیچھے کو ہی لہرا آتا ہے۔ اسیطرح جب ہوا مشرق کیطرف کو ہو تو
دوسرا ... کپڑا یا شعلہ یا شجر کا لہرا پیچھے مغرب کیطرف ہی لہراتا ہے بلکہ اگر کوئی ریل کے
پشت پر کھڑا ہو تو ہوا اسکو پیچھے کیطرف گرا دیتی ہے۔ اسیطرح اگر کوئی آدمی ریل کے ساتھ
ساتھ زمین پر چلتا ہو یا ہوا پر کوئی پرندہ ریل کے محاذی مشرق کیطرف جاتا ہو تو وہ آدمی
اور پرندہ دونوں پیچھے رہجاتے ہیں اور ریل آگے بڑھ جاتی ہے۔ اگر اسبات کو اہل سائنس مانتے ہیں
تو ضروری ہے کہ کوئی پرندہ یا ہوائی جہاز یا بادل وغیرہ غرضیکہ کوئی جسم ہوا پر مشرق کیطرف
گذرتا ہوا ہمیں نظر نہ آئے۔ کیونکہ جب ریل ان سے آگے بڑھ جاتی ہے اور زمین کی حرکت تو
ریل سے زیادہ اور تیز ہے۔ ریل ایک گھنٹے میں ۲۵ میل چلتی ہے اور زمین ہزار میل سے زائد
جاتی ہے۔ جس مسافت کو پرندہ تمام دن میں اور ہوائی جہاز ایک گھنٹہ میں طے کرتا ہے زمین
تو ایک ثانیہ میں طے کر جاتی ہے۔ دوم۔ چھوٹے پرندے مشرق میں کسی مقام پر پہنچ سکیں
بلکہ جو اپنی جگہ سے دور ہوا پر چلے جاتے ہیں اور سارا سارا دن تقریباً ہوا پر اڑتے رہتے ہیں۔ ضرور
ہے کہ وہ اپنے آشیانے اور مکان پر نہ پہنچ سکیں۔ کیونکہ انکے اڑنے کی حالت
میں زمین کئی ہزار کوس تک انکے آشیانوں اور مکانوں کو ساتھ لئے ہوئے مشرق کیطرف
بڑھ جاتی ہے اور وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ سوم۔ ہوا اگرچہ ٹھہری ہوئی ہو تاہم ہمیشہ جانب مغرب
کیطرف زور سے چلتی ہوئی تیز جاتی ہوئی نظر آوے۔ جیسے ریل کے دریچے سے منہ باہر نکالنے
سے محسوس ہوتا ہے اور محسوس کی جاتی ہے۔ چہارم۔ جہاز جو مشرق کیطرف سے آنیوالا
ہو کسی طرح ... نہ پہنچے۔ ... مشرق رخ کو جاتے ہوئے ...

کو سامنے سے ہوا کا سخت مصادمہ ہو۔ ششم ۔ مشرق طرف کو جانے والے پرندے یا کم از کم
چھری کو بھی ہوا کا مقابلہ و مصادمہ ہو کہ انکو مقام اولین سے پیچھے ہٹا دے بجز مشرق
کے طرف سے آنے والا جھکڑ عقاب وغیرہ کو بھی پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ اور مشرق کیطرف بڑھنے
سے انکو سخت مانع ہوتا ہے۔ ہفتم ۔ چاہئے کہ کاغذ کے تختے جنکو لڑکے کھیلتے ہیں مغرب کی
طرف اڑتے نظر آئیں۔ ہشتم ۔ چاہئے مشرق کو جانے والے پرندے جنکو ہم دیکھتے دیکھتے
آگے مشرق کیطرف بڑھ جائیں اور وہ ہمارے سامنے بجز مغرب کیطرف رہ جانے کے جیسے کہ
ہم ریل پر بیٹھے ہونگے۔ اڑتے ہوئے پرندوں کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ نہم ۔ چاہئے کہ پتھر وغیرہ اگر
زمین پر سے مینار کے اوپر سے چھوڑا جائے تو سیدھا واقع نہ ہو بلکہ ایک فاصلہ پر جانب
مغرب واقع ہو جیسے چلتی ریل کے تختہ پر اگر پتھر کو گرایا جائے تو وہ یقینا اپنے محاذات سے
پیچھے واقع ہوتا ہے۔ دہم ۔ ہم ایک وقت میں دو پتھر دو نشانوں مشرقی و مغربی پر جنکی مسافت برابر
ہو مساوی طاقت سے دو پتھر پھینکے جائیں تو چاہئے کہ مشرق جانب والا پتھر بوجہ اپنی
چال حرکت کے اپنے نشانہ پر نہ لگے بلکہ ایک فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہو۔ اور
نشانہ زمین کی حرکت سریعہ کی وجہ سے آگے بجانب مشرق بڑھ جاوے اور جو پتھر نشانہ
مغربی پر پھینکا گیا ہے وہ بہ عجلت مذکورہ اپنے نشانہ کے اوپر سے گذر کر بجانب
مغرب واقع ہو۔ یازدہم ۔ اگر زمین کو متحرک اور کرہ بخار و کرہ ہوا کو ساکن مانا جائے
تو ضرور چاہئے کہ ٹھہرے ہوئے اور لنگر انداز جہاز و انکے لوگوں کو خواہ سمندر میں ہوں یا ہوا
میں ہوں۔ یعنی دونوں قسم کے بحری اور ہوائی جہاز والوں کو ہر ایک مقام پر دیگر مختلف مقامات
نظر آتے جائیں۔ مثلاً بندر کلکتہ میں دونوں قسم کا بحری و ہوائی جہاز ٹھہرے ہوئے ہیں تو چاہئے کہ
دیکھو کلکتہ کے قریبی مقامات نظر آتے جائیں پہلے [illegible] کے مقامات غربی نظر آئیں اور
پھر آگرہ و دہلی کے مقامات غربی نظر آئیں اور کلکتہ کا شہر مشرق کیطرف جاتا ہوا نظر آئے
اور اسطرح نئے نئے مقامات نظر آتے جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ
عقیدہ باطل ہے۔ اور اگر سائنسدان اس بات کو مانتے ہیں اور واقع میں اسی بات پر
یقین رکھتے ہیں کہ ہوا اور پانی وغیرہ جو کچھ زمین کے حصص ہیں زمین کے ساتھ ملا ہوا ہے اور
بلا تغیر و تبدیل و انتقال عن مکان الی مکان کے حصص ہوا کے ان کا تمام سارا زمین کے اجزاء و حصص
کی طرح اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ بھی کئی وجوہات سے باطل ہے۔ اولاً یہ کہ
ہوا کے جو حصے جہاں ہیں وہاں ہمیشہ نہیں رہتے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہوا
جو حصہ شمال کے پہاڑوں میں ہوتا ہے وہ دریا وغیرہ درختوں کی ٹہنیوں [illegible]
[illegible] جنوب کے کنارے سے آکر گذر رہا ہے۔ اسطرح چلتی ہوائی [illegible] ایک
مقام سے دوسری جگہ چلی جاتی ہیں اور ہمیشہ پہلی جگہ کے ساتھ ہی ہوائی نہیں رہتیں [illegible]

کوئی وجہ نہیں کہ وہ دریا اور ہوا اسی پہلی جگہ کے ساتھ رہیں اور اسکو نہ چھوڑیں بلکہ ضرور ہے
وہ دونو پہلی جگہ سے منتقل اور متبدل ہو جائیں یعنی واسطے انکا خلف ہونا لازم ہے اور یہ امر مشاہدہ
سے ثابت ہے۔ دوئم۔ اسطرح پرندہ جو اڑ کر جاتا ہے اور بحری اور ہوائی جہاز پر سے اگر پتھر
سیدھا اوپر کو پھینکا جائے تو نیچے اور جانے اور واپس آنے کے اثناء میں جہاز بطرف مشرق چلا جائیگا
اور وہ پتھر جہاز سے مغرب کیطرف گریگا۔ مگر یہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہوا اسکو جہاز سے ادھر
ادھر نہیں گرنے دیتی تو پھر چاہیے ہوگا جہاز سے پتھر اوپر کو پھینکا جائیگا ضرور وہ جہاز کی جانب مغرب
واقع ہوگا اسوقت ہوا اسکو کیوں نہ روکیگی۔ سوئم جب ہوا ساکن ہو تو ایک پتھر اور پر کو
مینار کے اوپر سے چھوڑا جائے تو چاہیے کہ پر بہ نسبت پتھر کے مشرق کیطرف واقع ہو کیونکہ
ہوا کا اثر بہ نسبت چیز ثقیل کے خفیف پر زیادہ پڑتا ہے۔ اور ہوا چونکہ بوجہ حرکت زمین کے
مشرق کیطرف جاتی ہے تو چاہیے کہ بہ نسبت پتھر کے پر کو مشرق کیطرف دور لے جائے جیسے جبکہ ہوا
اگر مشرق کیطرف جاتی ہو تو یہ امر مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ چہارم اس صورت میں کہ کرہ بحر اور
کرہ ہوا بھی زمین کی حرکت کے ساتھ ساتھ زمین کے اجزاء متصلہ کیطرح بالعرض حرکت کرتے
ہیں تو ہم فرض کریں کہ دو قسم کے بحری و ہوائی جہاز اور چند پرندے ایک مقام سے ایک وقت
میں مساوی رفتار سے [illegible] مشرق کیطرف چلے اور کچھ مغرب کیطرف۔ مشرق کیطرف جانیوالوں کی تین حرکتیں
ہیں (۱) انکی اپنی حرکت (۲) زمین کی حرکت (۳) کھڑے ہوئی بحر اور ہوا کی حرکت جو بوجہ حرکت
زمین ہے۔ پس مشرق کے یہ دو حرکتیں ان کی حرکات کی ممد و معاون ہیں اور مغرب کیطرف جانیوالوں
کی صرف ایک ہی اپنی حرکت تھی مگر یہ آخری دو حرکتیں انکی حرکات کے مخالف و مقابل ہو کر مزاحم
اور روکنے والی ہو گئیں۔ اس طرح پر لازم ہے کہ مغرب کیطرف جانے والے جس مسافت کو دن بھر
میں طے کریں۔ مشرق کیطرف جانے والے اسکو ایک گھنٹے میں طے کریں۔ جیسے کہ اگر دریا اور جبکہ مشرق
کیطرف جاتے ہوں تو مشرق کیطرف جانیوالے جہازوں اور پرندوں کے ممد و معاون ہو کر انکی رفتار
کو نہایت تیز اور سریع بنا دیتے ہیں اسیطرح مغرب کی سمت کی رفتار نہایت بطی کہ [illegible] ہیں۔ حتی کہ
جس مسافت کو مغرب کیطرف جانیوالے ایک دن میں طے کرتے ہیں۔ مشرق کیطرف جانے والے ایک
گھنٹے میں طے کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اسطرح وقوع نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے۔

دلیل ہفتم | اگر زمین کی حرکت محوری ہی ستاروں کے ظاہر و غائب ہونے کا سبب ہے تو چاہیے کہ اگر ستاروں
کی طرح ستارہ قطبی بھی ظاہر و غائب ہوتا ہے مگر وہ ہر شب کو ہمیشہ ظاہر ہی رہتا ہے
اور غائب کبھی نہیں ہوتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ ستاروں کے طلوع و غروب کا سبب انکی
اپنی حرکت ہے نہ کہ زمین کی حرکت محوری کا۔

دلیل ہشتم | اگر زمین سورج سے ساڑھے نو کروڑ میل [illegible] پر حرکت اپنی
کے ساتھ [illegible] سے متحرک رہتی ہے تو چاہیے [illegible] حالانکہ

لیے ہوئے گزرنے نہ دے - کیونکہ ایک ٹھوس جسم دوسرے ٹھوس جسم کو اپنے میں بغیر سوراخ کیے گزرنے نہیں دیتا - اسیواسطے سائنسدانوں نے آسمانوں کے وجود ہی سے انکار کر دیا ہے لیکن آسمانوں کا وجود دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اس بحث کے متعلق تفصیلی بیان کسی اور مقام پر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ - (کتاب ہے) - اب ہم زمین کی حرکت کو ایک مرتبہ [illegible] متعلق ہوا [illegible] - فرض کرو کہ ہوا کی حرکت عارضی بحرکت زمین مغرب سے مشرق کیطرف ہے اور ہوا کی اپنی حرکت مشرق سے مغرب کیطرف ہے اور یقیناً خالی بعید بات ہے کہ ہوا کی حرکت عرضی بحرکت ارضی [illegible] اسکی اپنی حرکت کی نسبت ہزار درجہ سریع اور تیز ہے - اس صورت میں اگر ایک پتھر یا ایک پر یا کاغذ کے ٹکڑے کو مینار کے اوپر سے ہوا میں چھوڑا جائے تو چاہیے کہ پتھر جانب مغرب اور پر یا کاغذ کا ٹکڑا جانب مشرق واقع ہو - حالانکہ ہوتا اسکے برخلاف ہے - یا ایسی حالت میں دو پرندے ہوں کہ ایک مغرب اور دوسرا مشرق کو اڑے تو ضرور ہے کہ مشرق کو جانے والا بنسبت مغرب کیطرف جانے والے کے تیز ہو حالانکہ اسکے برخلاف وقوع میں آتا ہے مغرب کو جانے والا نہایت سریع اور مشرق کو جانے والا نہایت بطی اور ٹھیرا ہوا نظر آتا ہے - بلکہ بسا اوقات جبکہ اسکو مقام اور زمین سے بھی زیادہ ہٹا دیتا ہے یہی مطلب جب کرہ بحر اور کرہ ہوا دونوں متحرک ہوں تو اس صورت میں جو کشتی مشرق کو چلے ضرور ہے کہ مغرب کی طرف جانے والی کشتی سے نہایت تیز ہو اور مغرب چلنے والی نہایت بطی ہو کیونکہ مشرق کیطرف جانے والی کشتی کے ساتھ زمین اور بحر کی حرکتیں بھی مد و معاون ہوتی ہیں تو اسکی تیز حرکت ہے - اور مغرب کیطرف جانے والی کشتی کو اسکی اپنی حرکت سے بجز زمین اور بحر کی حرکتیں اسے روکتی ہیں تو اسکی صرف اصل ایک حرکت بھی پوری نہیں - حالانکہ وہ مساوی رفتار سے مسافت قطع کرتی ہیں - ان دلائل طبعیہ سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے متحرک نہیں - [illegible]

اب ہم زمین کی حرکت کو بذریعہ علم [illegible] (الجبرا ریاضی) و علم ہندسہ کے باطل کرتے ہیں دلائل رصدیہ یہ ہیں

دلیل نمبر ۹ سائنس کا عقیدہ ہے کہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی اپنے مدار پر چڑھتی چلی جاتی ہے جیسے ریل گاڑی کا پہیہ اپنے محور پر گھومتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور زمین چوبیس گھنٹے میں صرف ایک بار اپنے محور پر گھومتی ہے جس سے رات دن ہوتا ہے اور چونکہ زمین کا محیط صرف ۲۵ ہزار میل ہے تو ثابت ہوا کہ ایک گھنٹے میں صرف ایک ہزار میل مسافت کسیطرح زیادہ طے کر سکتی ہے - اب سائنس کا دوسرا عقیدہ کہ زمین ایک گھنٹے میں ۶۸ ہزار میل طے کرتی ہے بدیہی البطلان ہے - کیونکہ ایک وقت اور ایک ساعت میں ایک جسم سے دو متضاد حرکتوں کا صادر ہونا محال ہے - ریل گاڑی کا پہیہ [illegible] اپنی حرکت ایک

کہ اور کوئی حرکت صادر نہیں ہو سکتی ۔

دلیل دہم (۱۰)

جب زمین اپنے محور کے گرد چکر لگاتی ہوئی بڑھتی جاتی ہے تو کبھی وہ سورج سے تیس لاکھ میل فاصلہ دور ہو جاتی ہے اور کبھی وہ تیس لاکھ میل سورج کے قریب ہو جاتی ہے ۔ تو اسقدر قرب و بعد کی حالت میں سورج کی ٹکیا کا چھوٹا اور بڑا دکھائی دینا ایک لازمی امر ہے اور ارصادات بھی اسی غرض کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ اور کوپرنیکس نظام شمسی کا استاد ہے ۔ جس نے سورج کا فاصلہ زمین سے پچاس لاکھ میل بتایا ہے ۔ پس جب ہم موسم سرما میں بہ نسبت موسم گرما کے تیس لاکھ میل سورج کے قریب ہو جاتے ہیں تو اسقدر قرب کی حالت میں ضروری ہے کہ موسم گرما کی بہ نسبت موسم سرما میں سورج کی ٹکیا دو گنی سے زیادہ نظر آئے ۔ حالانکہ ذرہ بھر بھی کمی بیشی معلوم نہیں ہوتی ۔

دلیل یازدہم (۱۱)

جب نظام کوپرنیکس کے اصول شائع ہوئے تو موافقین و مخالفین سبھی علماء نے اس پر طرح طرح کے اعتراض کئے چنانچہ ایک اعتراض ... کے مشہور ہیئت دان ٹائیکو براہی نے بھی کیا جو در اصل ارسطارکس نے فیثاغورس کے مذہب پر کیا تھا یعنی اگر زمین حقیقت میں سورج کے گرد گھومتی ہو تو مناظر ثوابت کی سمت میں تغیر پیدا ہونا چاہیے ایک وقت خاص میں جبکہ بقدر دور زمین کے قطر کی مسافت کے فلک کے ایک مقام معینہ سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے بہ نسبت اس قرب کے جو ہمیں چھ مہینے پہلے حاصل تھا ۔ لہذا ثوابت کی ہیئت اعتباری پر اس قرب و بعد کا اثر پڑنا چاہیے اور انکے مناظر میں تغیر واقع ہونا چاہیے یعنی جوں جوں ہم ان کے (ثوابت کے) قریب ہوتے جائیں (یہاں تک کہ ۱۹ کروڑ میل قریب ہو جائیں) اور جوں جوں ہم دور ہوتے جائیں (یہاں تک کہ ۱۹ کروڑ میل دور ہو جائیں) وہ آپس میں ملے ہوئے نظر آنے چاہئیں ۔ یا باصطلاح ہیئت ان ستاروں کا ... زاویہ اختلاف منظر ہو جانا چاہیے ۔ کسی ستارہ کا زاویہ اختلاف منظر وہ زاویہ ہے جو ان خطوط کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے جو اس سے علی الترتیب سورج اور زمین کی طرف کھینچے جائیں ۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں زمین سے سورج کا فاصلہ بہت کم خیال کیا جاتا تھا اگر اس وقت یہ معلوم ہوتا جیسا کہ اب معلوم ہے کہ یہ فاصلہ نو کروڑ میل فاصلہ سے بھی زیادہ ہے یعنی دور زمین کا قطر اٹھارہ کروڑ میل سے اوپر ہے تو اعتراض متذکرہ بالا بلا شبہ نہایت قوی سمجھا جاتا ۔ اس اعتراض کا جواب ٹائیکو کو یہ دیا گیا تھا کہ چونکہ اجرام سماوی کا زاویہ اختلاف منظر اسی نسبت سے گھٹتا جاتا ہے جس نسبت سے کہ ان کا فاصلہ بڑھتا جاتا ہے لہذا ممکن ہے کہ کوئی ستارہ اس قدر دور و دراز فاصلہ پر ہو کہ اسکا زاویہ اختلاف منظر محسوس و معلوم ہی نہ ہو سکے ۔ ... کو مذہب ... سے یہ اعتراض در اصل انہیں لوگوں کا ہے جو زمین کے سکون کے قائل ہیں

مگر یہ وہ لاجواب اعتراض ہے کہ جس کا جواب اُس زمانے سے لیکر اِس زمانے تک صدیاں
کے گذرنے کے بعد بھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی آئندہ دیا جا سکتا ہے - کیونکہ ہمیشہ ثوابت کی کمی
وبیشی اور ظہور وخفا میں بلا تغیر وتبدل یکسانیت ہی نظر آتی ہے - فافہم وتفکر -

دلیل دوازدھم } الجاد نتیجۂ حالات - یعنے زمین سے آفتاب کسقدر فاصلہ پر ہے -
کوپرنیکس کے زمانے میں مہندسین کا خیال تھا کہ آفتاب کا فاصلہ
پچاس لاکھ میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا بلکہ بعض کی رائے تو یہ اندازہ بھی کچھ مبالغہ آمیز
تھا - ٹائیکو برہی کے ارصادات پر نظر ثانی کرتے ہوئے کیپلر نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ اندازہ بہت
کم ہے اضافہ لازمی ہے - اور آفتاب کا فاصلہ ایک کروڑ تیس لاکھ میل سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا
سنہ ۱۶۷۳ء میں کیسینی نے ظاہر کیا کہ یہ اعداد بھی اصل سے بالکل مطابقت نہیں رکھتے - اصلی فاصلہ
آٹھ کروڑ پچاس لاکھ میل ہے - گلگتے اپنی رصدگاہ سے تمام ارصادات قابل اطمینان انجام
دیئے لیکن مختلف مقامات کے رصدی نتائج کا جب مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اتفاق جو ان
سب میں موجود ہونا چاہیئے تھا مفقود ہے یعنے کم سے کم فاصلہ آٹھ کروڑ اسی لاکھ اور زیادہ
سے زیادہ فاصلہ دس کروڑ نو لاکھ میل قرار پاتا ہے - اس تفاوت کی تنقید کے لئے مشہور
ومعروف مہندس انک نے سنہ ۱۸۲۲ء و سنہ ۱۸۲۴ء میں ان مختلف ارصادات پر نظر ثانی کی اور یہ
نتیجہ نکالا کہ آفتاب کا زاویہ اختلاف منظر افقی یعنے اس مثلث کا زاویہ الراس جس کا قاعدہ
نصف قطر ارض ہے اور دونوں ساقین آفتاب پر جا کر ملتی ہیں بقدر ۸٫۵۷۷۶ ثانیہ
کے ہے - اور اس نے زمین سے آفتاب کا فاصلہ نو کروڑ باون لاکھ چوہتر ہزار میل ہے - اسکے بعد
انہیں ارصادات پر تبصرہ ہنسن نے کیا اور نتیجہ نو کروڑ سولہ لاکھ انسٹھ ہزار میل نکالا
ہنسن کے بعد لیوریئر نے اپنے پیشرو کے نتیجہ پر ایک لاکھ میل کا اضافہ کیا - ایئری اور اسٹون
نے دوسرے طریقہ سے اس نتیجہ پر پہنچے اور کہا کہ فاصلہ آفتاب کا نو کروڑ چودہ لاکھ میل ہے
البتہ اسٹون نے ارصادات سابقہ کی تنقیح سے یہ رائے قائم کی کہ حقیقی فاصلہ نو کروڑ تیرہ لاکھ
میل ہے - سب آخر میں فوکا اور فیزو نے طبعی تجربات سے جو سرعت رفتار نور کے اندازہ پر
مبنی تھے اور اس لئے بلحاظ نوعیت ان رصدی بدات سے بالکل مختلف تھے جن کا انحصار
مرور زہرہ پر تھا یہ نتیجہ نکالا کہ فاصلہ نو کروڑ چودہ لاکھ میل ہے تا وقتیکہ سال آئندہ
سنہ ۱۸۷۴ء کے مرور کے نتائج معلوم نہ ہوں - یہی تسلیم کرنا چاہیئے کہ آفتاب سے زمین کا فاصلہ نو
کروڑ بیس لاکھ میل سے کسیقدر کم ہے - اور تازہ ترین اکتشافات نے اس اندازہ
میں کسی قدر ترمیم کی ہے - اور اس وقت یعنی سنہ ۱۹۰۹ء سے مہندسین عالم کے نزدیک یہ
امر متفق علیہ ہے کہ سورج کا فاصلہ نو کروڑ اٹھائیس لاکھ میل ہے - جو کہ مذہب وسائنس کی
ترجمہ اردو "کنفلکٹ بیٹوین ریلیجن اینڈ سائنس" مصنفہ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر ایم اے ایل ایل ڈی -

اب قابل غور یہ امر ہے کہ ہر نکس جو حیثیت غوروں کیطرح نظام شمسی کا موجد قرار دیا گیا تھا اسنے اور
اسکے ہمعصر منجمین نے اپنی عمر بھر کی تمام تحقیقاتی قوانین و اصول کو مد نظر رکھکر یہ بیان کیا کہ سورج
کا فاصلہ زمین سے پانچ لاکھ میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا مگر دیکھئے انکے لائق شاگردوں نے انکے نہایت کوششوں
کے نتیجہ کو ذرا سا بھی وقعت نہ دیکر انکے تمام تحقیقاتی قوانین کو فاسد و باطل کر دیا۔ اسیطرح ہر ایک متاخر
شاگرد اپنے ہر ایک متقدم استاد کے تحقیق قواعد و قوانین کو بالکل [illegible] ردی کیطرح پھینک دیا۔ اب اس زمانے
سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ سورج کا فاصلہ نو کروڑ اکتیس لاکھ میل ہے۔ مجھے دور بیشک زمین سورج کے گرد
پھرتی ہے۔ مگر اب خدا تعالٰی کی قدرت اور قرآن مجید کا معجزہ دیکھو کہ ایک تفسیر القرآن نے انکے اس اتفاق
معجزہ قرآنی
کو بالکل باطل کر دیا ہے۔ اور وہ معجزہ کیا ہے۔ جب ثابت ہوا کہ [illegible] کا وجود [illegible] ہے اور آسمان کا وجود
بدلائل قطعیہ ثبوت ہوا جس سے یہ ہی ہے کہ دلیل اسکے خلاف کو زائل کرتی ہے اور مشکر کی علت نظر کو دور کرتی ہے تو یہ بھی
ثبوت ہوا کہ نیچریوں کا یہ دعوی کہ زمین گرد آفتاب کے حرکت کرتی ہے محض باطل ہے اور یہاں اس دعوے کے باطل ہونے کی
دوسری دلیل موجود ہے۔ اور تقریر دلیل سے پہلے اس فرقہ کے بعض اصول موضوعہ بیان کرنا ضرور ہے۔ اول محیط زمین
اس قوم کے نزدیک پچیس ۲۵ ہزار میل ہے۔ دوم چوبیس گھنٹوں میں زمین کی حرکت محوری کا صرف ایک بار ہے اور وہی [illegible] دور
ہے۔ سوم۔ زمین سے آفتاب تک ساڑھے نو کروڑ میل کا فاصلہ ہے۔ چہارم۔ اس فرقہ کا دعوی ہے کہ زمین
گرد آفتاب کے (۳۶۵) دن کے زمانہ میں ایک دورہ پورا کرتی ہے اور آفتاب جو بطور مرکز ہے اسکے گرد
زمین کی گردش سے دائرہ کامل نہیں بلکہ ناقص یعنی شکل بیضوی ہے۔ مترجم کو یہاں دو حکم دیگر بیان کرنا ضرور
ہیں۔ اول یہ کہ جسم کروی جب متحرک ہو پس اگر اسکا محور کسی جگہ جما ہوا ہو تو یہ کرہ اسی محور پر چکر کھائیگا
بدون اسکے کہ کوئی مسافت طے کرے جیسے چرخہ و چرخی و سلائی کی کل وغیرہ گول چیزیں اپنے محور پر چکر کھاتا ہے اور اگر
جما ہوا نہ ہو تو وہ چکر کھاتا ہوا آگے بڑھیگا۔ جیسے انجن ریل کا پہیہ چکر کھاتا ہوا آگے بڑھتا اور [illegible]
کرتا جاتا ہے خواہ اسی سے مسافت مستقیم طے کرے خواہ مستدیر خواہ منحنی جیسے اگر مواقع پر ریل کا پہیہ سے معقول
حد تک مسافت طے کرنیکا کام لیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اگر [illegible] وغیرہ [illegible] جائے تو وہ
اپنی مقتضا حرکت کے کھینچے چلا آویگا اور اگر اسکو ذاتی حرکت سے روکا نہ جائے مثلاً تیزی سے ہٹا دیا جائے
تو وہ مستدیر حرکت سے بڑھیگا پس جسم مدور کی حرکت مستدیرہ ہے۔ حکم دوم۔ ایک ہی جسم ہر وقت واحد میں
دو حرکت متضادہ کا جمع ہونا غیر ممکن ہے۔ مراد یہ کہ حرکت مستوی یا مستدیر جہت واحدہ یا متضادہ
میں جمع نہ ہوگی جبکہ وقت واحد ہو۔ جب یہ معلوم ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ زمین کا آفتاب کے گرد متحرک ہونا
بلا دلیل بلکہ منقوض ہے اور مجھے بلا دلیل اسواسطے کہا کہ دلیل ایسی تقریر کا نام ہے کہ جس میں
تخلف و گمان نہ ہو۔ بلکہ قطعی ہو کر اسمیں مخالف احتمال کو گنجائش نہ ہو اور جو بات نکلے تو وہ
لازمی ہو جیسے آفتاب نکلنے کو دن ہونا لازمی ہے پس بعض نیچریوں نے استدلال کیا کہ آفتاب
جرم کلاں ہے تو لازم ہے کہ وہ زمین کے گرد متحرک ہو بلکہ زمین کا جسم چھوٹا اسکے گرد متحرک
ہو لہذا ثابت ہوا کہ زمین اسکے گرد متحرک ہے۔ اسیطرح گلوب کی حرکت جہاز وغیرہ کی [illegible]

تقریریں ہیں کیونکہ عقل قطعی میں یہ امر لازم نہیں کہ صغیر ہمیشہ کبیر کے گرد متحرک ہو کیا
نہیں دیکھتے ہو کہ گھڑی میں ایک محور کے پہیہ کے گرد بڑے پہیے حرکت کرتے ہیں۔

تقریر نقض اگر ہم فرض کریں کہ آفتاب مرکز ہے اور زمین اسکے گرد (۳۶۵) دنمیں
سالانہ دورہ پورا کرتی ہے تو یہ حال سے خالی نہیں کہ یا تو محور کے گرد گھومنے کی حرکت سے
آگے بڑھتی جاتی ہے جیسے ریل کا پہیہ اپنے محور پر چکر کھاتا اور آگے بڑھتا جاتا ہے جس سے مسافت
طے ہوتی ہے۔ پس اگر یہ صورت مانتے ہو تو زمین ہر روز و شب میں ایک چکر کھائیگی
اور اس چکر سے اسی قدر طے ہوگا جسقدر کرۂ زمین کا محیط ہے اور وہ ۲۵ ہزار میل ہے
اور چونکہ سال (۳۶۵) دن میں دورہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو آفتاب کے گرد اسنے
جو دائرہ بنایا اسکی مسافت دونو کا حاصل ضرب یعنی (۳۶۵ × ۲۵۰۰۰ =
۹۱۲۵۰۰۰) سے کچھ زائد ہے ایک سال میں زمین اسقدر مسافت طے کرتی ہے۔ اب ہم
دوسرے طریق سے اس دائرہ کی مسافت نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ زمین سے
آفتاب تک ساڑھے نو کروڑ میل فاصلہ ہے۔ اگر اسکو نصف قطر مانو تو پورا قطر ۱۹ کروڑ
ہوا اور قطر و محیط میں (۷ و ۲۲) کی نسبت لگانے سے محیط (۵۷) کروڑ سے زائد
ہوگا اور اگر دائرہ بیضاوی کی کمی دیکھو تو پچاس کروڑ سے کسی طرح کم ہونا ممکن نہیں
حالانکہ تمنے صرف اکانوے لاکھ بیان کیا ہے یہ محض خبط ہے اگر تم کہو کہ زمین اپنے محور پر
مغرب سے مشرق کو حرکت کرتی ہے اور مختلف جذبات کھینچتے وہ شمال کی جانب بڑھکر قطع
مسافت سالانہ کرتی ہے۔ اسطرح کہ آفتاب کی کشش اپنی طرف اور زمین کی نفرت اپنی طرف
اور دیگر کروی سیارات کے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہیں لہذا دائرہ کی شکل میں رواں ہو کے
اور ایک منٹ میں (۹۶) ہزار میل بڑھ جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ اعجوبہ سننے کے
قابل ہے کہ جذب آفتاب باوجود اسقدر قوۃ شدیدہ کے جسکے سامنے زمین و سیارات [illegible]
زیادہ نہیں کہ جیسے خطے کے مقابلہ میں گویا۔ پھر زمین کی طبیعت کیا مقابلہ کر سکتی ہے اور
آندھی کے مقابلہ میں مچھروں کے پروں کی ہوا کیا اثر پیدا کرے گی۔ لیکن ہم اس اعجوبہ کو چھوڑ کر
بدیہی چند طور سے بطلان ظاہر کرتے ہیں۔ اول تو یہ تم مانا کہ زمین ان مختلف جذبات سے
مستقیم رفتار سے نہیں چل سکتی بلکہ مستدیر صورت میں ہو جاتی ہے لیکن زمین کی ذاتی حرکت مستدیرہ
ہے جب اسنے شمالاً جنوباً مستدیر حرکت کی تو شرقاً غرباً اسی ساعت میں محوری حرکت محال ہے
جیسا کہ حکم دوم میں مذکور ہو چکا ہے اور زمین کا محوری حرکت متحرک نہیں کہ اسکو مقتضائے ذاتی سے
روکے چال کے سامنے کوئی صورت اسکو کھینچنے والی نہیں اور اگر ہوتی تو بھی غیر متحرک محور میں وہ ذاتی
حرکت مستدیرہ سے دسکی جانب رواں ہوتی پس یہ بھی محال ہے کہ پھر وہ خود حرکت مخالفہ کرے
دوم یہ کہ کرۂ زمین اس پانی و مٹی کے مجموعہ کا نام ہے یعنی خشکی جس سے سات گونہ زائد

پانی اس خشکی کے گرد محیط ہے اور مجموعہ کرہ مذکورہ صرف شرقاً غرباً متحرک ہو تو شمالاً جنوباً منجمد
تو کوئی وجہ نہیں کہ پانی متصل رہے بلکہ واجب ہے کہ نیچے کے خلاء غیر متناہی میں ٹپک پڑے۔ کہا
گیا کہ تیزی حرکت سے پانی ٹھہرنے نہیں پاتا۔ جواب یہ کہ چوبیس گھنٹے میں صرف متدیرہ حرکت
۲۵ ہزار میل سے فی گھنٹہ ایک میل کے قریب ہوئی اور وہ اس عظیم جسم کے مقابلے میں
محض سست حرکت ہے اور شمالاً جنوباً البتہ فی لمحہ ۶۸ ہزار میل طے ہو لیکن وہ
متدیرہ ہو کر حرکت محوری کے ساتھ اسکا جمع ہونا محال ہے۔ جیسا کہ ثابت کر چکے ہیں۔
علاوہ ازیں وہ پانی جانب شمال یا جنوب سے نہ جائے کہ وہاں حرکت نہ ہو [illegible]۔ کہا
گیا کہ ہوا کا بوجھ ذرا ہوگا ہے۔ جواب یہ کہ سمندروں پر ہوا کی غایت مقید ہوئی لیکن
برتن کے قلیل پانی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اگر کہو کہ مرکز ثقل سے پانی حرکت کرتا ہے تاکہ پانی ڈھل
سے نہ جائے اور ہوا روک نہیں سکتی۔ جواب دیا جاویگا کہ پانی کا مرکز بالطبع سافل
ہے تو سمندروں کے نزول کو آندھی بھی روک نہیں سکتی۔ مترجم کو افسوس ہوتا ہے
کہ ایسے خیالات کے رد کرنے میں زیادہ وقت رائگاں کیا جاوے۔ وجہ سوم یہ کہ
جب شمالاً جنوباً ایک لمحہ میں ۶۸ ہزار میل رفتار رہے تو ہم ایک لمحہ میں اسکا امتحان
کیا دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ایک گولہ جانب آسمان چھوڑا اور وہ گولہ
اب زمین میں سے علاوہ جدا ہو کر اسی خلا میں ہے اور زمین اسی خلا میں متحرک ہے لیکن
اگر وہ گولہ ایک لحظہ ٹھہر [illegible] اور گرتے اسکو ایک منٹ صرف ہوا تو زمین
اتنی دیر میں ۶۸ ہزار میل پہنچ گئی حال آنکہ یہ بالکل دروغ کیونکہ صرف دس پانچ
[illegible] وہ بھی [illegible] اور [illegible] اور خود ان لوگوں
اسکی آزمائش کی ہے اور ایسا اقرار کیا کہ گرنے میں بہت کم
[illegible] لگے ہیں
لگ دیتے۔ اگر کہو کہ زمین کے گرد کے ساتھ کرہ ہوائی متحرک ہے۔ جواب یہ کہ تمام ہوائی خلا
لیے جوف و طبق بطبق یکساں متعلق ہے۔ اگر کہو کہ زمین کا جذب اس گولہ کو کھینچتا ہے تو
جواب کہ زمین شمالاً جنوباً ۶۸ ہزار میل سے کم نہیں اور جذب میں ہر جگہ یکساں ہے تو
پانی [illegible] شمال [illegible] میں جو گولہ چھوڑا وہ ایک منٹ کے بعد کہاں پایا جاتا
میں [illegible] جواب نہیں آتا) یہ محض دروغ اور مہمل خیالات ہیں۔ منقول از تفسیر
مواہب الرحمٰن مولانا سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری۔ [illegible] نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا

شعر ذیل کتاب حکمۃ اللہ البالغہ کے شان نہایت منطبق اور نہایت
موزوں وچسپاں ومناسب حال ہے وہو ہذا۔ بیت

سیاہی دو خال عباسیاں ٭ سفیدی بر چشم شہ[illegible]ان ٭

تمام شد حصہ ثانی کتاب حکمۃ اللہ البالغہ [illegible]

حصۂ سوم کتاب حکمۃ اللہ البالغہ

مصنفہ محمد گوہر علی علوی لودودی عفی اللہ عنہ

(در اس میں دلائل نقلیہ بیان کیے گئے ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - امابعد

تمہید[۱] معرفت حقائق اشیاء کی پیاس انسان کے دل میں ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہیگی
اگرچہ فلسفہ وسائنس نے اشیاء کی حقیقتوں کو بیان کیا ہے۔ مگر اسکا بیان اکثر اوقات شکوک
واوہام سے پاک وصاف نہیں ہے کیونکہ سائنس نے جو بعد تحقیق کے بیان کیا ذکر ہے بڑے بڑے اہل فلسفہ
باہم ایک دوسرے کے معلومات کے مخالف اور دریافت کے منکر ہوئے ہیں۔ لیکن جن حقائق و [illegible]
کو مذہب نے بیان کیا ہے وہ بالکل یقینی ہیں کیونکہ مذہب خدا تعالے کیطرف سے ہے جو خالق جمیع
اشیاء ہے اور جسکو اشیاء کے حقائق ومعارف کا پورا پورا علم ہے۔ لہذا جن حقائق کو مذہب بیان
کرتا ہے وہ ہمیشہ قائم وبرقرار رہتے ہیں انمیں تغیر وتبدل کو کبھی راستہ نہیں ملتا کیونکہ وہ اصل میں
وحی و ہدایت ہے - اس لئے ہمکو چاہئے کہ جو باتیں مذہب کی خدا تعالے نے بھیجے رسولوں نے خصوصاً حضرت جناب
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہیں ان کی پوری اطاعت واتباع کریں تاکہ ہمکو ہر ایک طرح کی نجات و
رستگاری حاصل ہو اور عقول ناقصہ وسقیمہ جو [illegible] عالم [illegible] علم [illegible] لفظوں میں انکو
[illegible] علم نہیں مگر [illegible] - [illegible] حقیقت [illegible] اجتناب [illegible]
[illegible]
[illegible] ابیات - [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
فلسفہ وسائنس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فلسفہ وسائنس کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
ابیات - [illegible]
[illegible]

نیاید زما جز نظر کردن ؂ دگر خط باز یا خوردن ؂ زبان تازہ کردن با قرار تو ؂ نینگیختن علت از کار تو ؂
ثنا گفتن بگذر دگر کار ؂ ز دراز تو اندیشہ آگہی ؂ بر چہ آن دیدہ آگہی طراز ؂ نہ جازت نہ اسرار ہمہ نیاز ؂
چنان آفرینندہ زمین و زمان ؂ بحال گردش انجم و آسمان ؂ کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند ؂ سر خود بر آن ناورد زین کمند ؂
حصار فلک برکشیدی بلند ؂ در او کردی رشتہ شیدا نہ شید ؂

ہاں مگر وہ انسان کامل اور مجسم عقل اور عقل کل یعنی سید المرسلین حضرت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ جس نے ساتوں سموات و کرسی و عرش کا سیر کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے دیدار بلا حجاب سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ سے جمیع حقائق و معارف کا علم حاصل کیا ہے جو کچھ وہ فرماتے ہیں خواہ بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو ہم انکی اطاعت و اتباع کر کے اسپر عمل و یقین کریں۔ چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابیات۔ کاشانی دولت روحانیان ؂ در جہان حکمت یونانیان ؂ تا ازان حکمت نگردی فرد تو ؂ کی شوی در حکمت دین مرد تو ؂ گر ازان حکمت دمے افروختہ ؂ کہ جہان فاروق برہم سوختہ ؂ شیخ دین را حکمت یونان بسوخت ؂ شیخ دین زین جملہ بر [illegible] فروخت ؂ حکمت یثرب بس است اے مرد دین ؂ خاک بر یونان فشان از درد دین۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں۔
وطائفہ سفہای یونان کہ مقتدای خود عقل را ساختہ اند در تیہ ضلالت ماندند عجب تر آنکہ جمعی این سفہا را حکما دانند و حکمت منسوب بایشان دارند اطلاق حکما بر اینہا کہ سراسر جہل مرکب نصیب ایشان است بلکہ اشقیا رسیدہ آید احکام اینہا مخالف احکام انبیاست علیہم الصلوات والتسلیمات بعضی از مردم کہ بعلوم فلسفی سر نیاز نہادہ و تسویلات فلسفی مفتون اند این جماعہ را حکما دانستہ تصدیق انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات بالکل نزدیک است کہ علوم کاذبہ ایشان را صادق دانستہ بر شرائع انبیا مقدم دارند علیہم الصلوات والتسلیمات اعاذنا اللہ سبحانہ عن ہذا الاعتقاد
با وجود تصدیق انبیا و تصدیق علوم انبیا مستلزم تکذیب انبیا و تکذیب علوم انبیاست علیہم الصلوات والتحیات کہ این دو علم در دو نقیض افتادہ اند تصدیق یکے مستلزم تکذیب دیگرے است ہرکہ خواہد متابعت انبیا را التزام نماید و از حزب حق باشد تبیین و عمل و از اہل نجات بود و ہر کہ خواہد فلسفی شود و در گروہ شیطان باشد خاسر و خائب بود قال اللہ تعالیٰ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا الآیہ سفسطہ چہ اگر شی باشد سفسطہ نیست کل آن در ہم سفسطہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر است ؂ بیت محال است سعدی کہ راہ صفا ؂ توان رفت جز بر پے مصطفےٰ ؂ انتہی
اس زمانہ کے سائنس داں اور حکما یونان کی تقلید کرتے ہیں
زمانہ ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔
چنانچہ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔ کہ امام غزالی نے تہافتہ الفلسفہ کے دیباچہ میں تمہید لکھی وہ ہمارے زمانہ کے حال سے بہت ملتی ہے اسلئے ہم اسکو نقل کرتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنکو یہ زعم ہے کہ انکا دل و دماغ عام آدمیوں سے ممتاز ہے یہ لوگ مذہبی احکام اور قیود کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں انکا خیال ہے کہ حکما کے قدیم مثلاً افلاطون۔ ارسطو۔ وغیرہ مذہب کو لغو سمجھتے تھے اور چونکہ یہ حکما تمام علوم و فنون کے بانی اور موجد تھے اور عقل و ذہن میں انکا کوئی ہمسر نہیں ہو اس لئے انکا انکار مذہب اس بات کی دلیل یقینی ہے کہ مذہب حقیقت میں لغو اور باطل ہے

اور انکے اصول و قواعد فرضی اور مصنوعی ہیں جو صرف ظاہر میں خوشنما اور دلفریب ہیں۔ اسی
بنا پر میں نے ارادہ کیا کہ ان حکما کی غلطیاں دکھاؤں اور ثابت کروں کہ انکے معتقدات اور اصول
بازیچۂ اطفال ہیں۔ الغزالی صفحہ ۱۳۲ تہافۃ الفلاسفہ مطبوعہ مصر اس قسم کے مطالعہ و علوم سے
گو اس میں امام غزالی نے فلاسفہ پر بہت رد و قدح کیا ہے لیکن امام المتکلمین فخر الدین
رازی نے تو انکا طلسم ہی توڑ دیا ہے۔ فخر الدین رازی کی نسبت مولانا شبلی لکھتے ہیں۔
علم کلام کے متعلق انکا بہت بڑا کارنامہ جو فلسفہ کا رد ہے لیکن زور طبیعت سے انہیں
انہوں نے اسقدر غلو کیا کہ ضروری و غیر ضروری کی کچھ تمیز نہ رکھی بلکہ تمام فلسفہ کو اعتراضات کے
تیروں سے چھلنی کر دیا۔ علم الکلام شبلی نعمانی ۶۲۔ مذہب کے فطری ہونے پر مولانا شبلی لکھتے ہیں۔
مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے اور یہی معنی ہیں قرآن کی اس آیت کے فاقم وجہک للدین حنیفا
فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اور
دوسری جگہ لکھتے ہیں دنیا میں عموماً ہر قوم کو مذہب ہر چیز سے زیادہ عزیز رہا ہے اور مذہب ہر جا ہی رہا۔
پھر لکھتے ہیں۔ جرمن کا ایک حکیم کسمر لکھتا ہے کہ مذہب ایسی چیز ہے کیونکہ مذہب جس حاسہ کا نتیجہ ہے وہ
کسی زمانہ میں بھی معدوم نہیں ہو سکتا۔ فرانس کا مشہور فاضل علم زبان لکھتا ہے کہ یہ سچ ہے کہ وہ اشیاء جن کو
ہم محبوب رکھتے ہیں اور وہ چیزیں جو لذائذ زندگی محسوب ہیں مٹ جاتی ہیں لیکن یہ نا ممکن ہے کہ مذہب دنیا سے
معدوم ہو جائے یا اسکی قوت میں زوال آ جائے وہ ہمیشہ اپنے عدم ثبوت دیگا کہ وہی مذہب [illegible]
بالکل غلط ہے جو یہ چاہتا ہے کہ انسان کی دماغی قوت [illegible] زندگی تک [illegible]
سپنسر فلسفہ دینیہ میں لکھتا ہے کہ میں کہوں یا نہ مذہب کہوں اسی [illegible] کہ اسکا خلاف ہو نہیں سکتا
کیونکہ پابند مذہب ہونا مسلمات میں سے ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ مذہب کے شاخ و برگ ہزاروں دفعہ کاٹ
ڈالے گئے لیکن جڑ ہمیشہ رہی ہے اور اسی شاخ برگ و بار پیدا کرتی ہیں اسی بنا پر مذہب ایسی چیز ہے
جو کبھی زائل نہیں ہو سکتی مذہب گویا چشمہ ہے جو ہر روز تر و تازہ ہوتا جاتا ہے۔ علم الکلام شبلی نعمانی۔
مذہب کا فطری ہونا اس سے بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہر زمانہ میں آتے رہے
اور انہوں نے شرائع اور مذاہب کی بنیادیں ڈالیں چنانچہ اب بجز چند ایک ملحدوں کے جہان
کی تمام قومیں ہندو۔ مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی وغیرہ سب کی سب اپنے اپنے مذہب کے پیرو ہیں
اس سے ثابت ہے کہ مذہب کی اتباع ضروری ہے۔ سائنس اگر مذہب کے موافق پڑے تو بہتر اور اگر سائنس
مذہب کی مخالف ہے تو سائنس کی غلطی ہے اسکو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ مذہب کے علوم خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہیں بالکل راستی اور صداقت ہے اور سائنس بندہ کے معلومات ہیں جو غلطی سے پاک ہو سکتے نہیں۔
تمہید۔ نظام شمسی مذاہب اور شرائع اور نظام قدیمہ کے خلاف ہے اسکے اثبات کے لئے
دو کتابوں کا نام لکھا جاتا ہے اول سائنس کی رزم و بزم۔ دوسرا معرکۂ مذہب و سائنس۔ یہ ایک انگریزی
کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس میں مذہب و سائنس کی باہمی نزاع کا مضمون مندرج ہے۔ حافظ نذیر احمد صاحب لکھتے
ہیں۔ انگریزی میں کیا دعوے [illegible] گلیلیو [illegible] تو سائنس سے نظام شمسی [illegible]
جیسا اسلام کا دشمن ہے ویسا ہی ہندوؤں کے مذہب کا۔ اور مسلمان یہ سنکر بڑا تعجب
کرینگے [illegible] مذاہب عیسائیت کا۔ لیکچر انکا مجموعہ [illegible]

اور سر سید صاحب نے اصول تفسیر میں تحریر کرتے ہیں - کہ جن لوگوں نے علوم جدیدہ (نظام شمسی) میں ترقی
کی خواہ وہ عیسائی تھے یا مسلمان یا ہندو انہوں نے عقائد مذہبی سے ہاتھ دھو لیا اس لئے
کہ انہوں نے علوم جدیدہ (نظام شمسی) کے مسائل کو سچ اور صحیح اور درست جانا اور عقائد مذہبی کو
جب اس کے خلاف پایا تو غلط مانا - انتہی - اور پرکٹ رام نندہ اپنی کتاب نکات پرکٹ میں لکھتا ہے
نکتہ اول اسرار الٰہی پوشیدہ ہے سمجھنے پر کوئی قادر نہیں - کتب الٰہی نیک اعتقاد رہے لوگ (پیروان مذہب) کہتے ہیں
وید ہر ایک کتاب میں غلطیاں ہیں جو اکثر کثرت نہیں ہو سکتیں قرآن - انجیل - توریت - زبور - صحیفہ آدم
دساتیر - ژند - اوستا - ان میں آسمان مانتے ہیں اور ان میں گردشیں مانی ہیں اس لئے ایسی فاش غلطی والی
کتابیں کلام الٰہی کیونکر ہو سکتی ہیں - یہ کتابیں بالکل خیالی خطا پرستوں کے اقوال کا مجموعہ ہیں جو حسن
اعتقاد سے ان لوگوں کے پیرو ان کو کلام الٰہی مانتے ہیں انتہی - یہ عبارت ستیارتھ پرکاش کی مختلف عبارتوں کا
خلاصہ ہے - اور دیانند نے زمین کا سکون اور سورج و چاند کی حرکات ثابت کرنیوالی آیات کو نقل کر کے
لکھا ہے کہ قرآن چونکہ زمین کو ساکن اور سورج کو متحرک مانتا ہے اس لئے یہ کلام الٰہی نہیں (اسی طرح بائبل) لیکن جدید
سائنس آف اسٹرانومی کے خلاف ہے بلکہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ بھی نہیں آتا - اور اسی طرح آریہ مسافر بھی
لکھتا ہے - (نعوذ باللہ من ذالک) چنانچہ دیانند لکھتا ہے - قال فان اللّٰہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب
ترجمہ کا یوں لکھتا ہے (دیانند) دیکھئے یہ لاعلمی کی بات ہے آفتاب نہ مشرق سے مغرب اور نہ مغرب سے مشرق
کو کبھی آتا جاتا ہے وہ تو اپنے محور پر گردش کرتا رہتا ہے اس سے تحقیق جانا جاتا ہے کہ قرآن کے مصنف کو
علم ہیئت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھی - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۸۹ (۵) والذی جعل لکم الارض فراشا
والسماء بناء الخ - بھلا آسمان چھت کسی کی ہو سکتی ہے - یہ جہالت کی بات ہے آسمان کا وجود
ماننا مسخری کی بات ہے اگر کسی اور کرہ زمین کو آسمان مانتے ہیں تو یہ ان کے گھر کی بات ہے [illegible] صفحہ ۵۹۵
(۹) وسخر لکم الشمس والقمر دائبین الخ کیا [illegible] سورج ہمیشہ گھومتے ہیں اور زمین نہیں گھومتی اگر زمین
نہ گھومتی تو دن رات کئی برسوں کا ہوتا [illegible] صفحہ ۵۹۶ - وجعل فی الارض رواسی ان تمید بکم - اگر
مصنف قرآن زمین کی گردش وغیرہ کو جانتا تو یہ بات کبھی نہ کہتا کہ پہاڑوں کو رکھنے سے زمین نہیں ہلتی -
[illegible] صفحہ ۶۰۵ اور لیکھرام لکھتا ہے [illegible] کا قول ہے اور سورج کے گرد گھومتا ہوا [illegible]
مقدس کے کسی منتر میں کتاب میں نہ تحریر نہیں اگر تمام ہی [illegible] مشتق [illegible] ۲۳ آسمان [illegible] باطل ہے
وہ خیال کے سوا کچھ نہیں یہ کسی نے سکھلایا اور کسی نے اس کا پرچار کیا کہ آسمان کے دروازے ہیں [illegible]
وہاں برج اور قلعے ہیں اور [illegible] صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہونے ہی سے آسمانی
خدا - آسمانی فرشتے - اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا - کلیات آریہ مسافر [illegible] لکھتا ہے
قرآن زمین کو ہموار اور اس کے مثل بچھی اور پہاڑوں کو میخیں [illegible] مانتا ہے لیکن یہ قطع النظر علم جغرافیہ
کے خلاف ہے مصنف قرآن کو بھی [illegible] مانتا ہے حالانکہ جغرافیہ دان جانتے ہیں کہ زمین [illegible] گول ہے [illegible]
[illegible] پہاڑ میخیں نہیں بلکہ زمین سے ابھرے ہوئے ہیں [illegible] قرآن [illegible]
حیران ہے - قرآن شہاب ثاقب رعد وغیرہ کی ماہیت سے [illegible] اور وہ علم [illegible]
[illegible] مادہ [illegible] صفحہ [illegible] پر زمین کے سکون [illegible] خدا کی [illegible]

دلی پر جسقدر علماء نے فخر کریں بجا ہے۔ رر صلا ہ اور دیانند لکھتا ہے اذا رجت الارض رجا یعنی زمین
و ہیئت متحرک ہے اور قرآن اسے ساکن سمجھتا تھا۔ ستیارتھ پرکاش۔ اذا السماء انشقت الخ
کیا آسمان بھی پھٹ سکتا ہے کیونکہ یہ ذرات نہیں۔ خلق الله سبع سموات طباقا الخ کا پش یہ جسم کسطرح
سات طبق بن گئی۔ اور اگر آسمان اجسام ہیں تو چاند اور سورج کسطرح روشنی کر سکتے ہیں۔ والسماء
ذات البروج الخ قرآن کو علم جغرافیہ و ہیئت سے مطلق واقفیت نہیں۔ ستیارتھ پرکاش۔
اور بائیبل کی نسبت لکھتا ہے۔ توریت میں ہے۔ ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ جب
آسمان ہے ہی نہیں تو بائیبل جھوٹی ہے۔ اسیطرح بائیبل کی اور بھی وہ آیتیں کہ جنمیں آسمان و زمین
و اجرام فلکیہ کا ذکر ہے نقل کر کے لکھتا ہے کہ یہ باتیں پرانوں کی باتوں سے بھی بڑھکر لغو ہیں۔
اور یہ جھوٹ ہے بھلا سورج وغیرہ کی کشش ستاروں کو کسطرح گرنے یا آنے جانے دیتی ہے۔ اور
آسمان کوئی شکل و جسم نہیں رکھتا کہ جسے کوئی پھٹ سکے اور اکٹھا کر سکے۔ زمین چھوٹی اور ستارے
بڑے بڑے ہیں اس زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا۔ غرضیکہ دیانند نے نظام شمسی کا سلاح لیکر
کل الہامی قرآن کریم پر اور بقیہ شرائع و مذاہب پر حملہ کیا ہے اور مذہب پر ردو قدح کیا ہے
حرف جغرافیہ اطفال اور نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر سبکو جھوٹا قرار دیا ہے۔
اور صرف آریہ مت کے بغیر باقی تمام مذاہب اہل ہنود کو بھی جغرافیہ و علم ہیئت و نظام شمسی
کی مخالفت اور عدم واقفیت کا عیب لگا کر جھوٹا قرار دیا ہے خاصکر جینی مت اور پھر ایک مت
کی تو سب سے سخت ہی ہجو کی ہے۔ وہ اعتراضات جو اسنے قرآن مجید پر کئے ہیں انکا جواب
دینا مسلمانوں پر فرض تھا۔ مگر انکا جواب اس سے پہلے نہیں دیا گیا۔ حق پرکاش میں بھی علاوہ
حرف یہی لکھا ہے کہ قرآن کو ان الحقول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بھلا جب قرآن مجید نے انکو
کو بیان فرمایا تو پھر تعلق کیوں نہیں۔ اور نور الدین میں بعض اعتراض کا جواب اسطرح لکھا
خلق السموات بغیر عمد الخ جواب۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تمام علویہ یا ان کسی ایسے ستون سے قائم نہیں
جنکو تم دیکھ سکو۔ نور الدین صفحہ دوسرا۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم
کہ ان معنوں کے لحاظ سے جو مادی کے کئے گئے ہیں اسکا یہ معنے ہوئے کہ ایسے پہاڑ جو
اس نے اکھاڑ دیں نہیں۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کا یہ معنے ہوگا کہ ہم نے زمین پر پہاڑ
رکھکر حلقہ کہا تمہیں ساتھ تمہارا ہے۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم اور والجبال اوتادا
ایک نہایت سچا فلسفی مرجہ جدیدہ علوم اور حال کی تحقیقات گواہی دیتے ہیں۔ ایک عجیب نکتہ آپکو
سناتے ہیں قرآن کریم میں ایک آیت ہے اسکا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا اعتراض ہی
حل ہو جائے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر وتری الجبال تحسبها جامدة وهي تمر
مر السحاب الخ غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے
ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے
ہیں اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ نور الدین صفحہ ۱۹۵

یہ جواب بھی صرف مجیب ہی کے اعتقاد کی ترجمانی کرتا ہے اور مسلمانوں کی بڑی جماعت اہل السنت والجماعت
پیروان ائمہ اربعہ کیطرف سے یہ جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو تفاسیر سابقہ پر اعتقاد و یقین رکھتے ہیں اور
رفع مطابق ہے جسے صریح غلط ہیں کیونکہ ان تفسیر میں جو جلالین وخازن میں ان لا تمید کی تحت لکھتے ہیں
اور بیضاوی میں کہ ان تمید بکم و تضطرب لکھا ہیں اور مواہب الرحمان میں لکھا ہے تاکہ مخلوق کو لیکر
حرکت نہ کرے ... اور پھر لکھا ہے کہ زمین کو سکون حاصل ہوا۔ اور اسی مجیب نے لکھا ہے کہ مجیب کا کہنا جاہی
تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب کا معنی یوم ینفخ فی الصور کی قیامت کا دن ہو گا جو ہی تمر مر السحاب کے متعلق
ہی مرقوم ہے۔ دیگر اگر مجیب کیطرف سے کہا جائے کہ پہلی تفاسیر غلط ہیں تو جواب ہے کہ کیوں غلط ہیں اور اگر
وہ غلط ہیں جنکو اہل السنت والجماعت پیروان ائمہ اربعہ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر مجیب کا ترجمہ جو انکے برخلاف ہیں
کسطرح صحیح ہو سکتے ہیں۔ نیز اگر صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اگر تم غلط جانتے ہو تو تمہی ہی کا ترجمہ کیا ہوا قرآن مجید بھی
ہے۔ الغرض کسطرح صحیح جانتے ہو۔ غرضیکہ کتاب مذکورہ میں بھی ان اعتراضات کا جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ وہ عام
مسلمان جو تمام شخص کو صحیح مانتے ہیں انکا جواب مسلمانوں کی جانب سے نہیں دے سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم اور تفاسیر
زمین کا سکون اور صحیح ... ثابت ہوتا ہے بلکہ چونکہ ان اعتراضات کا مسلمانان اہل السنت والجماعت
پیروان ائمہ اربعہ کیطرف سے دینا ضروری اور واجب تھا۔ اور انکا دیا نہیں گیا تھا اور نہ کسی کو جواب لکھنے کا
خیال تھا۔ پس اس امر نے اس فقیر کو قلم اٹھانے اور کتاب حکمۃ البالغہ کے لکھنے پر مجبور کیا۔ لہذا اس کتاب
کے لکھنے کا باعث اور سبب یہی امر ہے۔ فافہم و تدبر۔

اتنا ہ یاد رہے کہ کتاب حکمۃ البالغہ کے لکھنے کا باعث یہی امر ہے

العبد
محمد گوہر علی علوی لودی عفی اللہ عنہ

کتاب حکمۃ البالغہ کے لکھنے کا سبب

قرآن مجید چونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ اور وہ علانیہ فرماتا ہے۔ کتب السماوات
اکادرسلی۔ اسواسطے ہم بجائے مخالفین کے ہی مذہب کے ان کے اصول کی تردید
کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے مذہب کا کچھ نہیں۔

آریوں کا علم ہیئت۔ آریوں کے معتبر علم ہیئت ترجمہ لیکھ ستیارتھ (نظام
علم) موجب بیج اسد بانت کا مصنف شری وراہ مہر اچاریہ اودھیائے ۱۳ مترجم ڈاکٹر
نہال سنگھ سبھاسد آریہ سماج کرنال میں لکھا ہے۔ (بھوگل ورنن) (۱) یہ پانچ بھوتوں
(پرتھوی جل۔ اگنی۔ وایو اکاش) سے بنا ہوا بھی گولہ (کرہ زمین) اکاش کے اندر
تاراگن کے پنجر (چکر) میں گولہ کا اس طرح ٹھہرا ہوا ہے۔ جسطرح کوئی لوہے کا گولہ چاروں
طرف۔ ایکانت (چمبک پتھر یا مقناطیس) کے درمیان کا ادھر ٹھہرا ہوا ہے۔ نظام علم
آریہ کا شلوک اول صفحہ ۲۔ **نوٹ**۔ یہ گرنتھ شک عیسوی کا تصنیف شدہ ہے
اور اس پہلا شلوک فرانسیسی لکھا ہے۔ (۲) وراہ مہر اچاریہ سمت ۴۲۷ میں ہوا ہے جسکو
اب ۱۹۱۰ء میں ۱۴۰۰ برس ہوتے ہیں۔ اور بقول وراہ مہر آچاریہ جا راجہ وکرمادت کے
نورتنوں میں سے تھا۔ اس صورت میں وراہ مہر آچاریہ کو ہوئے بجائے ۱۴۰۰ برس
کے ۲۰۰۰ برس ہوتے ہیں۔ ہم پہلے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عبارت مذکورہ بالا سے یقیناً
زمین کا سکون ثابت ہے۔ اور اسی میں نظام شمسی کی پوری پوری تردید کی گئی ہے۔
اور اسی میں لکھا ہے (بھو بھرمن وچار یعنی گردش زمین پر بحث) جسطرح لوہے کے بھرم
یتر گھمیا یا گوپھن میں رکھا ہوا ڈھیلا گول چکر کھاتا ہے اسی طرح گویا بھرم یتر
میں رکھی ہوئی یہ پرتھوی (زمین) چکر کھاتی ہے۔ آرگی یعنی تاروں کا سا چکر نہیں گھومتا بعض آچاریہ
کہتے ہیں۔ اگر ایسا مان لیا جاوے کہ پرتھوی گھومتی ہے۔ تو اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ چیل
یا عقاب وغیرہ پرند جو آکاش میں دور چلے جاتے ہیں۔ وہ پھر اپنے گھونسلے میں واپس
نہ آنے چاہیں۔ کیونکہ جب پرتھوی مشرق کیطرف گھومتی ہے۔ تو ان کے گھونسلے کے
استھان مغرب میں ہونے کے کارن پرندوں کو مشرق میں گھونسلے نہیں ملنا چاہیئے۔ نتیجہ۔ اس
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وراہ مہر کا یہ خیال بھوداو (کرۂ ہوائی) سمیت زمین کا مشرق کیطرف
گھومنا معلوم نہیں تھا۔ **نوٹ**۔ جو اس وراہ مہر کا یہ خیال مستند سدھانت اگرچہ شسوں
کی رائے اسی خیال کے حق میں ہے۔ اور کل سدھانتوں کو دیکھا جائے لیا ہے سرائیں
سے مستند سدھانتوں کی رائے اسی خیال کے حق میں ہے۔ اور اس کے خلاف ماننے والا ان
میں شاید صرف ایک پہلا ہی سدھانت ہے۔ جو غیر مستند ہے۔ مستند سدھانتوں کی رائے
پر عمل کرنا فرض سمجھا ہے۔ یہ اعتراض زمین کے اپنے محور پر گردش کرنے کی تردید میں ہے۔
وہاں سے اگلے شلوک میں زمین کی محوری گردش پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ... اور بھی دلیل ہے۔

یعنی اگر زمین ایک دن میں مشرق کے رخ ایک گردش کرتی ہے۔ تو اس گردش سے ویگ (تیزی)
باد (ہوا) سے مکانوں و مندریوں کی چوٹیوں پر لگی ہوئی جھنڈیوں کے پھریرے ہمیشہ پچھم (مغرب)
کے رخ ہی کیوں نہیں لہراتے اگر یہ کہا جاوے۔ کہ زمین آہستہ آہستہ گھومتی ہے۔ اسلئے ایسا
نہیں ہوتا۔ تو پھر ایک دن میں ساری زمین کسطرح چکر کھاتی ہے مراد یہ کہ زمین کی محوری گردش کی تیزی
سے جو ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہے۔ پھریرے ہمیشہ پچھم کیطرف لہرانے چاہئیں۔ ہوا
کے رخ کا ذکر یا تعلق نہیں تھا کیونکہ ہوا کا رخ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ایک سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے کے
سوار کا دوپٹہ ہمیشہ پیچھے ہی کی طرف لہرنے لگا۔ ریل گاڑی کی کھڑکی میں سے کپڑا نکالو۔ تو وہ
بھی ہمیشہ پیچھے ہی کیطرف لہرائیگا۔ ہوا خواہ کسی رخ پر ہو۔ نوٹ۔ وراہ مہر صرف اپنی مستند
سدھانتوں کی رائے کو مد نظر رکھتا ہے۔ وہ پانچ سدھانتوں میں سے سوریہ سدھانت
پولیش سدھانت بھسک سدھانت کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔ اور سوریہ سدھانت کو سب
سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اسلئے اس کو سوریہ سدھانت کی مت کو مقدم رکھنا لازمی تھا
آریہ تقام عالم مصنف اس کتاب میں بابو ولتا ستری نے سنسکرت میں ایک رسالہ لکھا ہے
جس کا نام بھو بھرم وچار ہے۔ اسمیں لکھا ہے۔ کہ اس ملک میں گرہ بھرمن کے متعلق دو مت
مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ زمین ستھر (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد سورج وغیرہ پھرتے ہیں
اور دوسرا یہ کہ سورج اچل (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد تمام گرہ مع اس بھوی (زمین) کے
گردش کرتے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ دونوں متوں سے تمام باتیں حل ہو سکتی ہیں۔ پھر لکھتا ہے
جسطرح یورپ میں کوپرنیکس نے ٹالمی کے پرانی سدھانت کی تردید کر کے روی کیندرک
نیا سدھانت قائم کیا۔ اسی طرح آریہ ورت میں بھی آریہ بھٹ جوتشی نے جو ۴۷۶ء میں پیدا ہوا
تھا۔ پرانی سدھانت کی بجائے روی کیندرک نئے سدھانت کو رواج دیا۔ آریہ بھٹ کا سدھانت
بالکل کوپرنیکس کے سدھانت سے ملتا ہے۔ یہ سدھانت آریہ بھٹ کے خیال میں کوپرنیکس
سے کچھ اوپر ہزار برس پہلے اُٹھ چکا تھا۔ مگر وراہ مہر آچاریہ نے جو آریہ بھٹ کا ہمعصر ہوا ہے
اس نئے سدھانت کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ آریہ بھٹ سے کئی صدی بعد تک اس ملک کے
جوتشیوں نے پرانی سدھانت کے مقابلے میں اس نئے سدھانت کی کچھ قدر نہیں کی۔ بھاسکر
آچاریہ بھی آریہ بھٹ اور وراہ مہر آچاریہ کا ہم پلہ جوتشی ہوا ہے۔ پرانی سدھانت کو مانتا ہے
گویا اس کے نزدیک آریہ بھٹ کا سدھانت آریہ ورت میں مفقود ہی ہو گیا تھا۔ بھاسکر آچاریہ
پرتھوی کو بڑی متانت کیساتھ اچل بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ جسطرح سورج اور اگنی میں
گرمی ہے۔ چاند میں خنکی۔ پانی میں سیلانی (سیال پن) پتھر میں سختی اور ہوا میں چنچلتا سو
جاتا ہے اسی طرح بھومی سو بھاؤ سے اچل ہے۔ پر دشٹوں میں [illegible] شکتی ہے۔ [illegible]
یورپ میں سولھویں صدی کے اخیر تک پرانا ٹالمی کا سدھانت جو [illegible] قدیم آچاریوں کی سدھانت

کے ساتھ ملتا ہے۔ رائج تھا۔ تو وہی بطلیموس کا یہ سدھانت ہے۔ کہ پرتھوی برہمانڈ
کے مرکز میں واقع ہے۔ اس سے اوپر چاند۔ بدھ۔ شکر۔ سورج۔ منگل۔ برہسپتی۔ شنیچر۔ ترتیب
وار زمین کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور سب کے پرے فلک البروج یعنی راشی منڈل گھومتا
ہے۔ اور اس سے اوپر فلک اطلس اور سب سے پرے فلک افلاک ہے
کوپرنیکس نے نیا سدھانت جو رائج ہے۔ اور آریہ بھٹ سے ملتا ہے۔ ظاہر کیا
مگر ۱۵۰۰ء میں ٹائیکو برہی نے کہا۔ کہ بدھ۔ شکر۔ منگل۔ برہسپتی شنیچر سورج کے گرد گھومتے
ہیں۔ اور سورج ان سب کو ساتھ زمین کے چاروں طرف گردش کرتا ہے۔ اور راشی منڈل
بھی زمین کے گرد گھومتا ہے۔ آریہ نظام عالم پر لکھتا ہے۔ اصلی سدھانت برہم کیندر کا
ہی ہے۔ جیسے کہ سوریہ سدھانت میں کہا ہے۔ کہ برہمانڈ کے مدھیہ میں آکاش کے
اندر بھوگول (پرتھوی گول) دھارن آتمک (سبکو قائم رکھنے والی) برہم پرم شکتی کا سہارا پکڑکر
قائم ہے۔ شوک ہے آریہ نظام عالم۔ ناظرین قرآن کریم کا فرمان مذکور تھا اور پورا
ہو چکا۔ کیونکہ ایک آریہ بھٹ کے بلا دلیل اور سست ضعیف البنیان مذہب پر چلنے
والے چند اشخاص کے اصول نظام شمسی کو تمام آریہ ورت کے معتبر ہیئت دانوں نے
بذریعہ مستند سدھانتوں اور عقلی دلیلوں کے بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینکدیا ہے۔
اور سب نے زمین کو ساکن اور مرکز عالم قرار دیا ہے۔ اور پنڈت جوالا پرشاد لکھتا ہے
سوامی جی بیچارہ ہی انگریزی پڑھے ہے۔ بہت کچھ انگریزی ودیا کا اثر ہے۔ سوچنے کی بات ہے
یدی پرتھوی گھومتی ہوتی تو جس پر کا گرہ بارہ مہینے میں گھومتے ہیں۔ اسی پرکار پرتھوی بھی اپنی
میں گھومتی اور اسکی گرہ میں سنگیا بھی ہوتی اور یہی لوگ گھومتے ہی سے استھر رہتے۔ تو دھرو
کا تارا نہیں گھومتا اس بات کو بھی مانتے ہیں۔ اور اسی کارن اس کا نام دھرو پڑا کہ
وہ گھومتا نہیں۔ تو دھرو تارا بھی گر پڑنا چاہئے۔ تھا اور بھی تارا گن ہیں۔ جو نہیں
گھومتے وے بھی گر پڑیں تو یہ آکاش خالی ہو جائے۔ اس کارن یہ کہنا ٹھیک نہیں
کہ جو نہیں گھومتے ہیں۔ وے گر پڑیں۔ اور جب پرتھوی سورج کے چاروں اور گھومتی
ہے۔ تو گرمیوں کے دنوں میں بڑے گھنٹے ہونے سے۔ یعنی گنجت سوریہ پڑا درشٹی
آنا چاہئے۔ ایسا انگریزی والے مانتے ہیں۔ سو ایسا بھی نہیں ہوتا اور درپن کا جو دیا
دیا ہے وہ بھی رشد ہے۔ کیونکہ آپنے لکھا ہے۔ کہ دھرتی کو پہاڑ کے بوجھ سے دبا رکھا
ہے کہنا یہ ٹھیک ہے۔ آپنے سوریہ کو پرتھوی سے کئی لاکھ گنا بڑا کہا ہے۔ اور
کروڑوں کوس دور مانا ہے۔ ورنہ تو جیسے کہ۔ جب رائی کے برابر گھومتا ہے۔
اور رائی کا لاکھ گنا پہاڑ نہیں ہو سکتا۔ یعنی آدمی رائی کو ایک چاول کے برابر ... سے
تو دو چار رائی میں ۲۹۹۶ دانے ہوتے ہیں۔ ۱۷۰ ہی تولے میں ۱۰۲۳۲۸ ہیں۔ اسکے بھی اور پانچ لے

ہو جائیں گے - جن کا بوجھ پانڈے بھر کا بھی نہیں ہو سکتا - اس کارن رائی پربت کا درشٹانت سمجھ لو
اشدھ ہے - پھر ایک پرتھوی ہی تو نہیں - ایک برہمانڈ سا میں بہی سوریہ پرکاش کرتا اور
مُکت ہونے سے کہا پرماتما کے پرتاب سے او ہیگ ویگ سے گتی کرتا ہے - کیونکہ (سوریہ آپا
کی جرتی) یجر وید منتر ۱۰ دھیائے ۲۳ - اور (ہرنیش - سوبتا - تھیعا - دیو دہاتی - بھونانی
پشین) یجر وید منتر ۴۷ دھیائے ۲۳ - ارتھات سوریہ اسیھاٹے چلتا ہے - سوریہ کے رتھ
میں سوریہ دیو لوکوں کو دیکھتے جاتا ہے یجر وید کے واکیہ ہیں - جس سے سوریہ کا لوکوں کے ساتھ
اور گھو منا سدھ ہوتا ہے - - اور جو پرتھوی چلتی ہوتی - تو ایک منٹ میں ۱/۲ ۵ میل ہے گتی ہے
گھومتی ہے - پرتھوی کا دیا س انگریزی میں ۷۹۲۶ میل کا لکھا ہے - سوامی جی نے لکھا تو نہیں
پھر اسی کیا مانا ہوگا - اور جو دیگ مانیں گے - تو دہیگ ہی چال ہوگی - اس حساب سے جب
گھنٹے بھر میں ۱۰۳۸ میل پرتھوی گھومتی ہے - تو جو کبوتر کے اڑتے ہیں اور دوپہر کو ستے ہیں
نو گھر ہر دسک جاتے ہیں - کیونکہ چھ گھنٹے بھر میں پرتھوی ۶۲۲۸ میل نکل جائیگی - کیونکہ اتنا چل نہیں
سکتا یدی کہو - کہ پرتھوی کی کشش سے کھینچے جاتی ہے - تو ایسی بڑی پرتھوی کے گھومنے سے ہوا
کا بہت بڑا دھکا لگنا چاہیے - اور اڑنے والے استا ویست ہو جانے چاہئیں - اور سدا آدمی ہی
چلا کر ہی جا ہیئے - جیسے کہ جب ریل دیگ سے چلتی ہے - تو اس کے نکٹ کھڑا ہوا کا دیگ
ہوتا ہے - اور جہاں تہاں منٹ کے تیرن آدمی استاویست ہو جاتے ہیں - ایسی پرتھوی کے چلنے کی
اڑنے ہارے جیوں کی گتی ہونی چاہیئے - کنتو جو سرد گرم دشا ٹلے ہیں - پھر پرتھوی کے چلنے
والے کی طرف کو جو چلتے ہیں تو سو بھی نہیں - اپچا چاری اڑتے ہیں - کشش ہوتی ہے - تو کھینچے
سو جو پرتھوی کے چلنے والوں کی دکھائی جیتے
معلوم پڑتے - سو بھی نہیں ہوتا - اور پرتھوی سے تنا چلتا ہے - وہ بکھر جاتے - کیونکہ آکرشن شکتی
اپنے سے نیچوں کو آکرشن کر سکتی ہے - وہ شیش کو نہیں یدی کہو - کہ بوند میں جل بھر کے پھرانے
سے وہ نہیں گرے گا - تحریر تھوی مانو سو بھی نہیں ہو سکتا - کیونکہ پورے کے ہیر پانی بھر جاتا ہے
نیچے جوڑا ہوتا ہے - پرتھوی کے چھیر پانی نہیں اور رہے - اس سے درشٹانت نہیں ملتا ہے
یدی کہے آکرشن شکتی سموئے سمبندھ سے رہتی تو ایک مٹی کا گولہ بنا کر اسے تین گنے گھرے
کر کے پانی بھرے یدی پانی ٹھہر جائے - تو جو پرتھوی میں بھی ٹھہر جائیگا - سو ایسا نہیں ہوتا
اس پرکار سے پرتھوی کا گھومنا سدھ نہیں ہوتا - اب وید منتروں سے پرتھوی کا استھر ہونا
سدھ کرتے ہیں - اور کو سوامی جی آدی سے جو نتھے بتاتے ہیں - پرنتو آپ یہاں سا سے ہی
جو تھے ہیں - نرتھیں گتو شبد دیکھکر پرتھوی کا چلنا سدھ کر دیا - نرکت میں اس شبد کا اس
پرکار لکھا ہے - (گتو رتی پرتھوی نام دہیم یہ دور تک گئا بھوتی بجا سام ہونانی بھنتی کا تیرتی
... ہیں پرانچل سے دور ہو گیا ہے - جس کارن سے گا پر پانی چلتے ہیں
اس سے پرتھوی کا نام گو ہے - (دا گیتے ستو گیتے ...) دی یہ ستی بہاتی ہے - اس سے گتو کہا ہے

بھاگو بچار ریہ پہچان لیا نگھنٹو نے میں پرتھوی کا نام نرتی کہا ہے ۔ نرتی (نرتانات) تچل
اترے تا و ستھانات سے جسمیں گتی نہیں ہوتی انقات جو سخر انجو ہے ۔ نرتی کہتے ہیں ۔ جیسے
رگوید میں (یہو بہ جا ترہیم آدر لیش $\frac{۱۶۴}{۳۲}$ ۔ ادا ہرن ہے ۔ جب پرتھوی چلتی ہوتی تو بولاتی
ہم ہوتا ۔ کیونکہ جسمیں گتی نہیں ۔ وہ گرتی ہے ۔ سوامی جی نے ایم نگو رس کو تیسرے دیکھیا
کا و منتر لکھا ہے ۔ پر تو یہ چھٹا منتر ہے ۔ تو ماتھیں اس منتر کا سرپ راگنی کدر و دشی کا گیری
چھند اگنی دیوتا ہے ۔ وہی جان رکھنے کی بات ہے ۔ کہ جسکا منتر جو دیوتا ہے ۔ اس
منتر میں اسی کا گن کتھن ہوتا ہے ۔ جیسی اس منتر کا اگنی کو ہی گن اسمیں کتھن کئے ہیں
بہاں گنگو علم اگنی کا ہے ۔ یتھا ہی (ایم) اوس (اگنی) بگیہ سدھی کے ارتھ بھان کے
گھر آنے جانے والی (پرتھی) خوب رکت آدمی بہو پر کار کی جولاؤں سے یکت اگنی
نے (آ) سب اور سے آہوتی گراہ دکھشن اگن کے ستھانوں میں (الکر میت) اتی کرمن
کیا ۔ (بہرہ) پورو شیابیں (ماترم) پرتھوی کو (اسدت) پراپت کیا (جہ) اور (یوہ) سوز
عدج ہوکر (پریش) سور گیں جلتے اگنی نے (پرم) لوگ لوک کے (راشٹر) پراپت کیا (ساکھا
چارینے اہم کو سرپ راگنی یا تم ویوم سو ریم تی اس انو کرمنی کے انوسار سو رہ پر تو یاکھیان کیا ہے
بتھا گو مگں شیدیہ رتھ درنہ پراپت تھا ایم سو رہ اکرمیت آکر آتھوال ایدلوکی گمن خیال
تیج سپش سو دا انچل گمن کرتا ہے ۔ ستادہ اہیں یہ کو کا مگن نہیں ہے ۔ دیانند پرکاش شیو بھاشیہ
کھنڈن سمتی ۳۰۰ و ۲۰۱ مصنفہ پنڈت جوالا پرشاد مشرا طبعہ شری وینکٹیشور پریس
بمبئی سمبت ۱۹۷۰ ۔ **غرضیکہ ویدوں کے علم ہیئت سے** ۔ یقینی ثابت ہوتا ہے
کہ زمین ساکن اور سورج چاند وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں ۔ مشرق سے نکلکر مغرب کو چلتے ہیں
مگر تعجب ہے کہ دیانند آریہ نے ویدوں کے برخلاف نظام شمسی کے اصول کو ذریعہ بنا کر تمام مذاہب
و مذاہب پر بلا وجہ فتح کی ہے ۔ اور بجز اپنی خاص آریہ مت کے باقیہ اہل ہنود کے تمام مذاہب بھی علم
جغرافیہ و نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر جھوٹا قرار دیا خاص کر جین مت اور پرانک مت کی
توسخت ہجو کی ہے ۔ اسلئے پنڈت جوالا پرشاد سناتن دھرمی نے پرانوں کی حمایت کرتے ہوئے دیانند کو
نہایت عمدہ اور متانت سے جواب دیا ۔ اور نظام شمسی کے اصول کی ہی تردید کی ہے

پرانوں کا اور جین مت کا علم ہیئت ۔ اہل ہنود کے مذاہب دربارہ علم ہیئت (۱)
پرانوں کے اقوال (۱) زمین کو شیش ناگ نے سہارا دیا ہوا ہے ۔ یعنی ہزار پھن والے سانپ
کے سر پر ہے ۔ (۲) بیل کے سینگ پر ہے ۔ (۳) کسی پر نہیں ۔ (۴) جو کسی کے سہارے پر ہے ۔
(۵) سورج کی کشش سے کھنچی ہوئی بیٹھی ہے فضا میں قائم ہے ۔ (۶) زمین بجائی جو شکی ہے ۔
نیچے سے نیچے آکاش میں چلی جاتی ہے ۔ سانپ کے قول والے کہتے ہیں ۔ سانپ کچھوے پر کچھوا پانی
پانی آگ پر آگ ہوا پر ۔ ہوا آکاش میں ہے ۔ زمین سطح پر ٹھہری ہوئی ہے ۔ دوسرے سبھی نکلتے

پھرتے ہیں۔ (۷) سورج سات منہ والے گھوڑے کے رتھ پر سوار ہو کر سمیرو پربت کے چوگرد پھرتا
پربت پر ندورہ کرتا ہی دیا نند رگوید کے نقدا اللہ کو دیکھ کر کسی شخص بیل سمجھ لیا پر کہا کیا بیل زمین کو کس طرح
اٹھا سکتا ہے۔ اصل میں سورج کا نام الکھا ہے۔ رشی اپنی کشش سے من کو دھارن کیا ہوا ہے۔
ستیارتھ پرکاش مقنفہ دیانند آریہ صفحہ ۱۹۲ (الکشا کے معنی یہاں بیل ہی کے ہیں۔ غرض
نظام شمسی کے خلاف کا دھبہ دور کرنے کیلئے معنی بدلا دیے۔ جین مت کا علم ہیئت۔ زمین
کی پیدائش کا حال جین سار جاگ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے۔ اس ترجمے بیان میں سنکھیات جزیرے اور
سنکھیات سمندر ہیں۔ سنکھیات کا اندازہ یہ ہے۔ کہ ڈھائی ساگر دم کال میں جیقدر
وقت گزرے اتنی جزیرے اور سمندر ہیں۔ اول جمبو دیپ سب جزیروں کے درمیان ہے
اس کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس ہے۔ اور اس کے چاروں طرف نمک کا سمندر ہے
اس کا پیمانہ ۲ لاکھ یوجن یعنی ۸ لاکھ کوس ہے۔ اس جمبو دیپ کے چاروں طرف دھات کے کھنڈ
نامی جزیرہ ہے۔ اس کا پیمانہ ۴ لاکھ یوجن یعنی ۱۶ لاکھ کوس ہے۔ اور اس کے پیچھے پشکر
اورت جزیرہ ہے۔ اسکا اندازہ ۱۶ کوس ہے۔ اسی جزیرے کے اندر کئی کوہ ہیں
اس کے آدھے حصہ میں آدمی بستے ہیں۔ اور اس کے پرے سنکھیات جزیرے سمندر ہیں۔ زمین ریکلبنی کے
چیور رہتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۲۰ تو سار جاگ میں جو اس عبارت کے لکھی ہے۔ کہ سب
باتیں شری جین۔ مہد رگنی۔ کشماشر من ڈہری نانگی تیس کرنے والا چندر پنجی اور سور پنجی وغیرہ
اعلی کتب مقدسہ میں بیان کئے ہیں۔ اور پرکاش صفحہ ۴۲۹ و جین سار جاگ میں ہے۔ دو چاند
اور دو سورج کی قطاریں ہیں۔ ایک دوسرے سے لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس کے فاصلہ پر گردش کرتی ہیں
جیسے سورج کی قطار کے فاصلہ پر ایک چاند کی قطار رہتی ہے ویسے چاند کی قطار کے فاصلے
پر سورج کی قطار ہے۔ اسی طرح چار قطاریں ہیں۔ ہر ایک چاند کی قطار میں ۶۶ چاند ہیں۔ اور
ہر ایک سورج کی قطار میں ۶۶ سورج ہیں۔ چاروں قطاریں جمبو دیپ کے سمیرو کے ارد گرد
گردش کرتی ہوئی۔ انسانی دنیا پر دورہ کرتی ہیں۔ اور پرکاش صفحہ ۴۲۹ و کرۂ اول زمین است و بعض
انکار حرکت آن را نیز کرده۔ چنانچہ گفته اند۔ وقت سے سطح گوئی جمیں است۔ و بعض
یک و سکه دانست خرمن باشد و فوق زمین آب۔ و بالا آتش و بر تر از ان ہوا و فراتر از ان
آسمان۔ دبستان مذاہب۔ تعلیم دہم درعقائد متفرقہ اہل ہنود۔ صفحہ ۴۲۹ اس عبارت
کا مطلب یہ ہے۔ کہ زمین کی گردش کی بابت کچھ اختلاف ہے۔ اسی طرح گرو نانک صاحب کی جنم
ساکھی کے مختلف ساکھیوں کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ گورو صاحب نے زمین کے
بیماریوں پر چلا لیا لاکھ جوجن تک میں کیا ہے۔ جنم ساکھی صفحہ ۳۳۰ اس کا حساب ایک
ہزار سات لاکھ میل ہوتا ہے۔ اور پھر جو یہ ہے کہ ہندو اور استادوں میں سورج کو اسیر قوی تیز
رکھا گیا ہے۔ مگر اب کیا اہل ہنود اپنے بزرگوں کی بات پر کہیں جہاز ران کی بات کو

ترجیح دے سکتے ہیں۔ یا مگر صاحبان اپنے گرد و پیش کے متعلق یہ جو جسم ساکن میں لکھا ہے
کوپرنیکس علیہ کی دریافت کو فوقیت دے سکتے ہیں۔ یا اسکی ترجیح کی کوئی دلیل ہے۔ یا کوئی ایسی
وجہ ہے۔ کہ ٹولیمی کی دریافت کو علم کہا جائے۔ اور دوسروں کی دریافت کو جہالت سے تعبیر
کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ **یونانیوں کا علم ہیئت** ۔ واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اس
بات کے قائل تھے۔ کہ زمین ساکن اور مرکز عالم ہے۔ اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ زمین
کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور تمام روئے زمین کے فلاسفر اس بات کے قائل تھے
علوم طبیعہ کی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم ثالیس ۶۴۰ء قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔ وہ
پہلا یونانی تھا۔ جس نے علم ہیئت کو سیکھا۔ اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں کی مانند وہ
بھی قائل تھا۔ کہ زمین چپٹی اور سمندر سے محصور ہے۔ تاہم اُس نے بڑی بڑی دریافتیں
کیں۔ ثالیس نے آفتاب کی گردش سے دریافت کر لیا۔ کہ سال کے چار حصے
ہیں۔ دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے۔ حکیم فیثاغورس یونان کے نہایت
مشہور حکماء و فضلا میں سے ہے۔ اسکی پیدائش کا وقت ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہوا
لیکن وہ ۵۸۲ء اور ۵۰۰ء قبل مسیح کے مابین تھا۔ فیثاغورس پہلا شخص ہے۔ جس نے
یہ بتایا۔ کہ زمین ساکن نہیں۔ بلکہ متحرک ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ فیثاغورس
سے پہلے تمام یونانی حکماء و فضلا اسی بات کے قائل تھے کہ زمین ساکن ہے۔ پھر اسی
کتاب میں ہے۔ کہ حکیم ارسطو عرف ارسطاطالیس جو ۳۸۴ء قبل مسیح میں تھا۔ وہ بھی اور تمام
یونانی حکما جو شہنشاہ سکندر اعظم کے وقت میں تھے۔ انہوں نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ آفتاب
کو مختلف بروج میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اسی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ آفتاب
متحرک ہے۔ اور زمین ساکن۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حکماء سکندر اعظم نے بھی
حکیم فیثاغورس کی بات کو کہ زمین متحرک ہے۔ اور آفتاب ساکن ناچیز اور مردود کہا ہے۔
بلکہ سب حکما اس بات پر متفق تھے۔ کہ زمین ساکن مرکز عالم ہے اور آفتاب
متحرک ہے۔ **حکیم ارسطو اور بطلیموس کا علم ہیئت** ۔ تاریخ علوم طبیعہ میں
لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلیموس جو ۱۵۰ء میں ایک نہایت زبردست ہیئت دان
گزرا۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم ایجاد بطلیموسی نظام ہے۔ جس میں اسنے
آفتاب ستاروں سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے۔ اور زمین کو ساکن اور کائنات
کا مرکز قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور ان کے بیان کچھ ایسے اطمینان بخش تھے
کہ چودہ سو سال تک تمام ہیئت دان اس کے قائل تھے بعد میں کوپرنیکس نے اسکا
خلاف کیا۔ اور ایک آرتھر سیلاج کرنال لکھتا ہے کہ یورپ میں سولھویں صدی
کے اخیر تک پرانا بطلیموسی سدہانت جو آج کل قدیم آچاریوں کی سدہانتوں جیسا ہی تھا۔

رائج تھا۔ آریہ نظام عالم۔ اور منشی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ نظام بطلیموس میں چونکہ
زمین مرکز عالم ہے۔ اسلئے زمین اعلیٰ مقام میں ہوگئی۔ اسلئے عیسائیوں کے دل میں
کوئی رنجیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ جبکہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے
بطلیموس کی مجسطی کی خوبیوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرضیکہ یہ نظام بطلیموسی چودہ سو
برس تک دوسری صدی عیسوی سے سولھویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت
رہا۔ (مذہب وسائنس) رزم و بزم اور معرکہ مذہب و سائنس میں ہے۔ بطلیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات
قرار دیکر زمین کا تفوق قائم رکھا۔ اسلئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو یہ اقرو شتہ ہونیکا
موقعہ نہ ملا۔ اور نظام بطلیموس کو چودہ سو سال تک یعنی دوسری صدی عیسوی سے
لیکر سولھویں صدی تک پایۂ اعتبار سے ساقط نہ ہونے دیا۔ نظام بطلیموسی جس
حیثیت سے کہ المجسطی میں اسکی تشریح کی گئی ہے عام طور پر رائج ہوگیا۔ معرکہ مذہب
وسائنس۔ اور مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوی۔ نظام فیثاغورس کے بارہ میں
لکھتے ہیں۔ یہ نظام تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا۔ مگر بعد ازاں سولھویں صدی
عیسوی میں کوپرنیکس مسیحی معلم نے انگلستان میں اس نظام کی ترویج کی جسکے سبب سے
یہ نظام انگلستان میں نظام کوپرنیکس مشہور ہوا انگلستان کے ایک نامی بت والے نے اس نظام کے ترویج
کے سبب سے اس سے سخت مجادلہ کیا۔ اور نظام بطلیموسی کے جسکی تعلیم زمانۂ حال سے تین سو برس
پہلے تمام مدارس فرنگستان میں کیجاتی تھی۔ اور اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے۔ قائل رہے
ڈاکٹر ریشی صاحب نے لکھا ہے کہ کوپرنیکس کی کتاب جسمیں حرکت ارض اور ادوار حالات
کے باب میں مسائل فیثاغورس مندرج ہے چھتیس برس تک انگلستان میں رائج
نہ ہوئی اور آخر کو اسکی چھپائی۔ مگر اسکی موت سے چند ساعت پیشتر اسکے پاس گئی
بعد ازاں گلیلیو اور کیپلر سولھویں صدی کے آخر اور سترھویں صدی کے آغاز میں ان
مسائل کے مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے۔ اور پھر سترھویں صدی میں نیوٹن صاحب نے
مسئلہ کشش دریافت کر کے اپنی ہندسی دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں۔ اصول علم طبعی
ابو محقق طوسی کی مرقومہ ترجمہ شدہ مجسطی کی عبارت یہ ہے۔ اما الارض فانہا مستدیرۃ
بالاسر بکل اجزائھا حسی یدعی کالمرکز للسماء وکالنقطۃ معتوکۃ الثوابت وغیرہ
منتقل عن الوسط مجسطی۔ ان الارض لیس لہا حرکۃ انتقالیۃ لانہا فی الوسط
وان الثقائل بطبعہا تمیل الی الوسط۔ مجسطی مما التقل جہت المرکز والعلو یطلبہا
والخفیف یمیل الی العلو والثقیل الی المرکز فالارض محیطۃ فی موضع المرکز دائماً مجتمعا
متصلۃ من جمیع الجوانب الیہ ساکنۃ فیہا مجسطی۔ ان السماء کریۃ متحرکۃ
مستدیرۃ بما بالمعالا جرام النیرۃ طالعۃ من مشارق الارض مرتفعۃ بالتدریج

واما حدوث الظلمة فكذلك الى ان تغيب فى المغارب ما كانت فى جميعها زمانا ما ثم
بعد ذلك الى المشارق مختلفة فى ازمنة الظهور والخفاء فى المشارق والمغارب مجسطی
ان الارض بجملتها اى بكليتها مستديرة وان الواقف عليها من جميع الجوانب
راسه الى ما يلى المحيط وهو الفوق ورجله الى ما يلى المركز وهو التحت تكملة
شرح تذكرة للمحقق الطوسى - ويدل الدلائل على كون الارض فى وسط
الكل فمركزه تكملة شرح تذكره - واما كون الارض متحركة على الوسط فهو القول
تكملة - الناظر اليه اختلاف فى النيرين والكواكب السيارة والثابتة يجدها باسرها متحركة
سريعة بطيئة تكملة شرح تذكره - الارض ساكنة فى الوسط وذلك لانطباق
مركز ثقلها على مركز العالم عدم حركتها فيه وعليه - تحفه شاهی للمحقق الشیرازی -
واما ان الارض لها طبيعة واحدة بسيطة يقتضى السكون فى الوسط والميل
المستقيم الى جهة التحت فمركز حجمها منطبق على مركز العالم هدیه سعیدیه
مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی - اور یہ طریقہ شرح حکمۃ العین عربی
قلمی میں بھی دیکھا گیا ہے - اور یہی مضمون شرح المواقف میں بھی مرقوم ہے -
الغرض حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ جو چیز زمین میں ہوتی ہے وہ بسبب طبیعت
اور بباعث کشش ذاتی کے مرکز عالم کی طرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہاں قرار
پائے - اس واسطے یہ بات مقرر ہوئی کہ زمین سب عناصر سے بھاری ہے پس واجب
ہوگیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے چنانچہ حکیم
بطلیموس اور ارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف فیثاغورس کے یہی مذہب ہے -
علوم طبعیہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ حکیم تالیس نے ٦٤٠ قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا وہ پہلا
یونانی ہے جس نے علم ہیئت کو سیکھا اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں کیطرح وہ بھی قائل
تھا کہ زمین چپٹی اور سمندر سے محصور ہے تاہم اس نے بڑی بڑی دریافتیں
کیں تالیس نے آفتاب کی گردش سے معلوم اور دریافت کیا سال کے چار حصے ہیں -
اور اسی کتاب میں ہے کہ حکیم فیثاغورس پہلا شخص ہے جس نے یہ بتایا کہ زمین ساکن
نہیں بلکہ متحرک ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے - اور یہ بات
ہے کہ فیثاغورس سے پہلے تمام حکماء یونان اسی بات کے قائل تھے کہ ساکن ہے
اور اسی کتاب میں ہے کہ حکیم ارسطو عرف ارسطاطالیس (٣٨٤ قبل مسیح) یونانیوں میں
سب سے پہلا ہیئت دان ہے جس نے بیان کیا کہ زمین گول ہے

اور تمام یونانی حکما جو سکندر اعظم کے وقت میں تھے انہوں نے معلوم کر لیا کہ آفتاب
کو مختلف بروج میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے اس سے یہ نتیجہ بھی نکال لیا کہ آفتاب متحرک اور
زمین ساکن ہے۔ جس میں حکیم فیثاغورس کے مذہب کی تردید ہے۔ یہ نظام شمسی دراصل
نظام فیثاغورس ہے اور فیثاغورس نے اس نظام کو کسی ہندوستانی جوتشی سے سیکھا تھا
جیسے مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ ارسطارکس سے مدتوں پہلے فیثاغورس ہندوستان میں
آیا تھا اور یہ مسئلہ یہاں سے سیکھ گیا تھا کہ نظام عالم کا مرکز آفتاب ہے۔ اور ستارے
مدور مداروں پر یہ سیارے عطارد۔ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل علی الترتیب
طواف کرتے ہیں۔ اور اپنے محوروں پر بھی گردش کرتے ہیں۔ سائنس و مذہب کی [illegible]
اور معرکہ مذہب و سائنس میں ہے۔ فیثاغورس کے ذریعے سے ایک نیا خیال ہندوستان سے
یورپ میں پہنچ چکا تھا۔ اس خیال کے مطابق آفتاب مرکز کائنات تھا۔ [illegible]
ان دو معتبر تاریخی شہادتوں سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ نظام فیثاغورس دراصل
ہندوستانیوں کا نظام ہے اور بعض ہندوستانی ہی اس فخر کے لئے [illegible] کو ہی اس نظام
شمسی میں تمام فیثاغورسیوں پر حق اور فخر استادی حاصل ہے۔ اور حکماء فیثاغورسی
ان کے شاگرد رشید ہیں جنہوں نے اس علم کی پوری پوری خدمت کی ہے۔ فیثاغورس نے
جب ہندوستان سے واپس جا کر ممالک یونان وغیرہ میں یہ مسئلہ ظاہر کیا کہ زمین
متحرک اور آفتاب ساکن ہے تو یونانی اُسکے مخالف ہو گئے اسلئے وہ اپنے مذہب کو
چھپاتا رہا تاہم اسکو کئی مصائب اٹھانے پڑے آخر کار ان لوگوں نے بادشاہ کو بھڑکا کر اسے
قتل کرا ڈالا اور اسکے شاگرد ہمیشہ پردہ اخفا میں رہتے رہے یہاں تک کہ حکیم ارسطارکس
نے فیثاغورس کے مذہب کو ظاہر کیا اور کہا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے
لیکن منشی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ارسطارکس کے خیالات کو نظام عالم کے بارہ میں
متقدمین نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلیموسی کو ہر طرح بہتر جانا۔ سائنس و مذہب کی [illegible]
پھر تاریخ علوم طبعیہ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلیموس جو [illegible] میں ایک نہایت زبردست
دست ہیئت دان گذرا ہے۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم ایجاد بطلیموسی
نظام ہے جس میں اسنے آفتاب ستاروں اور سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے
اور زمین کو ساکن اور کائنات کا مرکز قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور اسکے خیالات
کچھ ایسے اطمینان بخش ہیں کہ چودہ سو سال تک تمام ہیئت دان ان کے قائل رہے
بعد میں کوپرنیکس نے اسکا خلاف کیا۔ اور ایک آریہ سماج کرنال لکھتا ہے۔ کہ یورپ میں

سولہویں صدی کے اخیر تک پرانا بطلیموسی سدہانت جو تقریباً قدیم آچاریوں
کی سدہانتوں کے ساتھ ملتا ہے رائج تھا - آریہ نظام عالم - اور منشی ذکاء اللہ صاحب
لکھتے ہیں - نظام بطلیموس میں چونکہ زمین مرکز عالم ہے اسوجہ سے زمین اعلیٰ مقام
میں ہوئی اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی ناراضگی و رنجیدگی پیدا نہیں ہوگی
جیسا کہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے بطلیموس کی مجسطی کی
خوبیوں کا ایک عالم قائل ہے - غرض یہ نظام بطلیموسی چودہ سو برس تک دوسری صدی
عیسوی سے سولہویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت رہا - مذہب و سائنس کی توہم جزم
اور جرم کہ مذہب و سائنس میں ہے - بطلیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات ٹھہرا کر اور
دیگر زمین کا تفوق قائم رکھا اس لئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو برافروختہ ہونے کا موقع
نہ ملا اور نظام بطلیموس کو چودہ سو سال تک یعنی دوسری صدی عیسوی سے سولہویں
صدی تک سب کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط نہ ہونے دیا - نظام بطلیموسی جس حیثیت سے
کہ المجسطی میں اسکی تشریح کی گئی ہے عام طور پر رائج ہو گیا - حرکۂ مذہب و سائنس -
لیکن مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوی نظام شمسی فیثاغورسی کے بارہ میں لکھتے ہیں یہ نظام
تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا مگر بعد ازاں سولہویں صدی عیسوی میں
کوپرنیکس مسیحی نے فرنگستان میں اس نظام کی ترویج کی جسکے سبب سے یہ نظام فرنگستانی
میں نظام کوپرنیکس مشہور رہا - مگر فرنگستان میں کے اکثر نامی ہیئت دانوں نے
اس نظام کے ترویج کے باعث اس سے سخت مجادلہ کیا اور نظام بطلیموس کے جسکی
تعلیم زمانہ حال سے تین سو برس پہلے تمام مدارس فرنگستان میں کی جاتی تھی اور
اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے قائل رہے - ڈاکٹر ہرشل صاحب نے لکھا ہے کہ کوپرنیکس
کی کتاب جس میں حرکت ارضی اور اور حالات کے باب میں مسائل فیثاغورسی درج
تھے چھتیس برس تک فرنگستان میں رائج نہ ہوئی اور آخر کو اسنے چھپوائی
مگر اسکی موت سے چند ساعت پیشتر اسکے پاس آئی - بعد ازاں گلیلیو اور
کیپلر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے آغاز میں ان مسائل کے
مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے اور پھر سترہویں صدی میں نیوٹن صاحب مسئلہ
کشش دریافت کر کے اپنی ہندسی دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں - اصول علم طبعی

نظام شمسی کے بطلان پر بطلیموس کے دلائل عقلیہ جو
مجسطی وغیرہ میں اندر درج ہیں نقل کئے جاتے ہیں - (۱) وقد ظن قوم ان الارض

متحركة بالاستدارة حول محور الحركة من المغرب الى المشرق (الى ان قال) والدليل مختص بالنظر
الى الهواء والشخاص الارضية دون صاحب هذا القول مع التزامه لامور مختلفة الطبيعة وهي نفي
الحركة المستديرة على الجرم اللطيف المتشابه بحسب الاجزاء واثباتها للكثيف المختلف الاجزاء
وقد ينافيه حركة ما يشبه الاول على ما هو اقل لطافة كالهواء اسهل واسرع وحركة ما هو على طبيعة الثاني
كالاجسام الارضية اعسر وابطأ وهو القول تشاركهما فيهما مع تغاير طبيعتهما مقربان الارض اسرع
ما عداها فيلزم ان لا يدرك الشخاص السفلية كالسحب والطيور والسهام حركة الى المشرق
والارض تسبقها اليه بل يرى متحركة الى المغرب ابداً فان قيل ان الهواء الملاصق يتحرك
بتلك الحركة فيلزم ان تشابه الاجرام التي فيه خارجة عنه وان جعلت لاصقة بمواضعها
كالملتصقة لزم ان ينتقل عن مواضعها ولا يتبدل في اوضاعها [illegible] صفحه ۱۱۱ - (۲) ولا يمكن
اسناد الحركة الاولى الى ما قيل من ان ذلك الاسناد يوجب ان لا يقع الحجر المرمي في الهواء الى جهة
الفوق على موضعه الاول بل يجب ان يقع في الجانب الغربي عنه (الى ان قال) بل لكونها ذات
مبدأ ميل مستقيم طبعاً كما يظهر في اجزائها المنفصلة عنها فيمتنع ان يتحرك على الاستدارة
بالطبع تحفه شرح تذكره محقق الطوسي - (۳) واما الثالث فلانها لو تحركت على الوسط حركة
وضعية من المغرب الى المشرق وجب ان لا يرى متحرك نحو المشرق بما ذكرتم ولم يبطلوه
بانها ذات مبدأ ميل مستقيم فيمتنع ان يتحرك على الاستدارة - تحفه شاهي للمحقق الشيرازي
(۴) وزعمت طائفة اخرى انها مستديرة الحركة (الى ان قال) والدليل على بطلان
هذا القول ان الارض اذ فرضنا في اجزائها المتوافقة لها في الطبع ميلاً مستقيما ففيها مبدأ
ميل مستقيم فلا يكون فيه مبدأ ميل مستدير وقد يبطل بان الحجر الذي خلي من الهواء يجب
ان لا يقع الى ما يحاذي الموضع الذي خلي على خط يكون عموداً بل يقع الى الجانب
الغربي منه او نزل اليه لا على عموده وبان السهم المرمي الى المغرب يجب ان يرى
اسرع من المرمي الى المشرق الخ - شمس بازغه صفحه ۱۴۲ - اور اسیطرح شرح حکمة العین عربی
قلمی اور شرح المواقف میں بھی لکھا ہے - تو جس شخص نے یہ کہا کہ نظام فیثا غورس پر بطلیموس
کا ایک یہ اعتراض تھا کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو ہوا اور دوسرے اجسام لطیفہ کو پیچھے چھوڑ
جاتی اسی لئے اسنے زمین کو مرکز کائنات قرار دیا ہے - یا یہ کہ اس زمانہ میں علم طبعیات کا اتنا نقص
تھا کہ بطلیموس نے نظام فیثا غورس پر ایک یہ اعتراض کیا کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو ہوا اور تمام ہلکے جسم
اس سے پیچھے رہ جاتے اسی لئے اس نے زمین کو مقام مرکز عالم میں ٹھہرا لیا اور اسکے گرد سیارگان کو
دوڑا دیا تھا - اس نے مجسطی کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھا - بطلیموس نے تو زمین [illegible] کے میں

مستقیم الی المرکز کا ساکن قرار دیا ہے اور اس اعتراض سے مخالف کے دعویٰ خیالیہ کو بدلیل
علوم حسنہ کے توڑا ہے۔ عربی عبارات اس لئے لکھے گئی ہیں تاکہ حق معلوم ہو۔ اور قبیل ازیں
ان عبارات کا مطلب اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ اور عقلی دلیلیں اس مضمون پر بہت
ہیں۔ منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ فلسفہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ زمین بسیط ہے اور بسیط
میں ایک ہی قسم کی طبیعت پائی جاتی ہے۔ جسکا مقتضا بھی ایک ہی ہوتا ہے یعنی
چونکہ زمین میں مرکز ثقل ہے اور اسمیں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنے اسکی حرکت
حرکت مستقیم ہے اسپر دلیل یہ ہے کہ ایک جزو زمین مثلاً پتھر یا ڈھیلا جسوقت اوپر
کیطرف پھینکا جاتا ہے یا بلندی سے نیچے کیطرف گرایا جاتا ہے تو سیدھا زمین کیطرف آتا
ہے۔ یہ حرکت مستقیم البتہ پھینکنے والے کی طاقت کی حرکت کیوجہ سے اگر اسمیں کوئی قسری
حرکت پیدا ہو جائے تو ممکن ہے۔ لیکن جب وہ قوت ختم ہو جاتی ہے اور اسکا میل
طبعی مرکز کیطرف شروع ہوتا ہے تو اسوقت سوائے حرکت مستقیم کے اور کوئی
حرکت اس میں پائی نہیں جاتی۔ پس جبکہ زمین کے ایک جزو کا یہ حکم ہوگا تو باقی زمین کا
بھی یہی حکم ہوگا۔ کیونکہ بسیط کے کل و جز احکام طبعیہ میں کسیطرح مختلف نہیں
ہو سکتے اور جبکہ زمین میں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنے اس کا اقتضائے طبعی
حرکت مستقیم ہے لیکن انتظام کرات عالم اور قسر قاسر سے درمیان میں قائم ہے تو ممکن
ہے کہ اسمیں دوری حرکت نہ پائی جائے یا پیدا ہو۔ کیونکہ جب اسمیں حرکت دوریہ پیدا ہوگی
تو لامحالہ اس میں مبدأ میل مستدیر بھی ہوگا۔ پھر تو دو متضاد چیزیں ایک بسیط
میں جسکی طبیعت واحدہ ہے پائی جائینگی حالانکہ یہ محال ہے پس اہل سائنس کا کہنا
کہ زمین میں حرکت دوریہ پائی جاتی ہے بالکل خلاف قانون فطرت ہے جسپر ان لوگوں کا ایمان ہے
دوسرے۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو یعنی مغرب سے مشرق کیطرف جاتی ہو تو لازم آتا ہے
کہ جو پتھر کو اوپر کیطرف پھینکا جائے وہ ٹھیک ہے اسی مقام پر آکر نہ گرے جہاں سے
پھینکا گیا ہے کیونکہ جتنے سکنڈ میں پتھر اوپر سے نیچے آئیگا اتنے سکنڈ میں زمین اور
پھینکنے والا شخص میلوں مشرق کی طرف نکل گیا ہوگا تو چاہیے کہ یہ پھینکا ہوا
پتھر اس مقام سے جہاں سے پھینکا گیا ہے کئی میل کے فاصلہ پر مغرب میں گرے حالانکہ
یہ بات مشاہدہ حسیہ کے بالکل خلاف ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر بعینہٖ
اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا گیا ہے۔ تیسرے۔ یہ کہ اگر کسی اڑتے
ہوئے پرندے کو تیر مارا جائے تو کبھی اسکو نہ لگے اور اگر لگے تو وہ اسی مقام پر نہ گرے

کیونکہ زمین نے اتنے عرصے میں میلوں راہ طے کر لی ہے حالانکہ یہ بات بالکل خلاف
مشاہدہ ہے۔ چوتھے۔ یہ کہ اگر دو پتھر ایک ہی طاقت سے پھینکے جاویں ایک مشرق
کیطرف اور دوسرا مغرب کیطرف تو چاہیے کہ جو پتھر مغرب کیطرف پھینکا گیا ہے
وہ زیادہ تیز جاتا ہوا معلوم ہو اور جو مشرق کیطرف پھینکا گیا ہے وہ بہت
سست محسوس ہو یا یہ کہ اسکی حرکت بالکل ہی محسوس نہو۔ کیونکہ زمین نہایت
تیزی سے حرکت کر رہی ہے اور مغرب سے مشرق کیطرف بھاگی چلی جا رہی ہے۔ تو ضرور
مغربی پتھر تیز جاتا ہوا نظر آئیگا اور مشرقی سست۔ حالانکہ دونوں کی حرکت
مساوی محسوس ہوتی ہے اور دونو مساوی وقت میں زمین پر گرتے ہیں اور نیز
مساوی فاصلہ پر۔ تو اب بتائیے کہ زمین کہاں حرکت کرتی ہے۔
پانچویں۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو تو چاہیے کہ کسی وقت ہوا میں سکون نہو
حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات ہوا ساکن ہوتی ہے۔ وجہ ملازمت
یہ ہے کہ اس رائے کی بنا پر زمین فی گھنٹہ ۱۰۳۶ میل اور فی سکنڈ ۱۵۲۰
فٹ حرکت کرتی ہے اور بنا بر رائے بعض صاحب زمین فی سکنڈ ۱۹ میل اور فی گھنٹہ
([illegible] میل) حرکت کرتی ہے تو ضرور ہے کہ زمین کی حرکت کے ساتھ گھومنے کیوجہ سے
ہوا بھی متحرک ہو خصوصاً پہاڑوں عمارتوں درختوں کے صدمے سے ہر وقت ہوا
میں وہ سخت تموج رہا کرے کہ آدمی ایک سکنڈ بھی زمین پر کھڑا نہ رہ سکے۔
حالانکہ ہم اسکے خلاف دیکھتے ہیں۔ دیکھئے تیز ریل گاڑی جو فی سکنڈ ۱۰ گز
اگرچہ ۲/۳ اپنی حرکت سے مسافت طے کرتی ہے کسقدر اسکے صدمے سے ہوا میں
تموج پیدا ہوتا ہے اگر آدمی گاڑی کے خانے سے منہ نکالے تو معلوم ہوتا ہے کہ سر
اُڑ جائیگا باوجودیکہ اسکی رفتار زمین کی رفتار سے بہت کم ہے
پھر کیونکر ممکن ہے کہ اتنا بڑا جسم ثقیل اس تیزی سے حرکت کرے اور پھر
ہوا کی حرکت محسوس نہ ہو۔ اور اگر اگلی بات کا یہ جواب دیا جائے کہ زمین کے
ساتھ ہوا بھی حرکت کرتی ہے اس لئے پتھر اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا
گیا ہے۔ تو اولاً اسمیں یہ خرابی لازم آئیگی کہ چاہیے ہر وقت آندھی سے زیادہ
تیز حرکت ہوا کی ہر وقت محسوس ہوتی رہے کیونکہ فطرتی رفتار ہوا کی یورپین تحقیقات
کے موافق فی منٹ پونے دو میل ہے اور فی گھنٹہ سو میل۔ تو زمین کی نسبت سے کسقدر
زیادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر یہی مان لیا جاوے کہ زمین کی

حرکت کیوجہ سے ہوائے مجاور بھی حرکت کرتی ہے تو چاہیے کہ جس وقت ہوا ساکن ہو اور
اسوقت دو کشتیاں دریا میں چلائی جائیں ایک مشرق کیطرف دوسری مغرب کیطرف
تو وہ کشتی جو مشرق کیطرف چلائی گئی ہے اسمیں دو قسم کی قوۃ محرکہ پائی جاوے ایک
ہوائے مجاور یا دریا کے پانی کی حرکت سے اور دوسری ملاح کی تحریک سے تو اسکی
رفتار مشرق کیطرف نہایت تیزی سے ہو اور جو مغرب کیطرف چلائی گئی ہے وہ بہت
سست چلے کیونکہ اسمیں ذاتی قوۃ حرکت کوئی نہیں ہے ۔ بلکہ صرف ملاح کی قوت سے بھی
نہیں بلکہ ضروری ہے تو اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی کشتی کی حرکت بالکل ہی محسوس نہو
کیونکہ وہ زمین اور پانی کے مشرق کیطرف نہایت تیزی سے چلے آنے کیوجہ سے آگے جا ہی
نہیں سکتی حالانکہ یہ بالکل خلاف مشاہدہ ہے ۔ نیز اگر یہی صحیح مان لیا جائے کہ زمین
کے ساتھ ساتھ ہوائے مجاور بھی متحرک ہے تو چاہیے کہ اگر دو پرندے ایک قسم کی طاقت
سے فضا میں اڑیں ایک مشرق کیطرف متوجہ ہو اور ایک دوسرا مغرب کیطرف
تو وہ پرندہ جو مشرق کیطرف جارہا ہے بہت سرعت سے جاتا ہو کیونکہ اسکے معاون دو حرکتیں
ہیں ایک اسکے ارادے کی حرکت ۔ دوسرے وہ ہوا جو مغرب سے مشرق کیطرف بمجاورت زمین نہایت
سرعت سے جارہی ہے اور مغربی پرندہ بہت سست جارہا ہو یا فضا میں ٹھہرا ہوا دکھائی
دیتا ہو کیونکہ وہ ہوا اسکی حرکت کے برعکس ارادہ کر رہی ہے جسکا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا حالانکہ
یہ امر خلاف معلومات عامۃ الناس ہے جو جائیگا فافھم ایھا الناس ۔ علی ہذا القیاس اور بھی
خرابیاں ہیں جو حرکت زمین اور حرکت ہوائے مجاور زمین کی بنا پر لازم آتی ہیں جنہیں
بخیال طوالت نظرانداز کیا جاتا ہے ۔ اہل سائنس کے دلائل جو ان سائکلوپیڈیا برٹینکا
سے مولانا سید غلام جیلانی کنتوری نے نقل کی ہیں اور انکو رد بھی فرمایا ہے میں
انہیں مع اصل و رد بیان نقل کرتا ہوں ۔ پہلی دلیل عملی تجربہ سے ثابت ہوا ہے
کہ بلند مینارہ سے اگر کوئی پتھر وغیرہ پھینکو تو اس نقطہ پر نہ گریگا جو مینارہ کے سامنے ہے
بلکہ مشرق کیطرف ہٹ کر گریگا لہذا زمین پچھم سے پورب کیطرف حرکت کرتی ہے
جواب یہ تجربہ العیاذ باللہ کی چاروں طرف کا جانا ہو گا درست ہو گا ۔ اس تجربہ کو درست فرض کر کے
ہم کہتے ہیں کہ زمین فی منٹ تخمیناً ۱۷ میل چلتی ہے پس اگر وہ پتھر ایک منٹ میں زمین پر گرا ہے
تو چاہیے کہ وہ پتھر مینارہ سے تخمیناً ۱۷ میل ہٹ کر پورب کیطرف گرے آپکے قاعدہ کیموجب ۔ حالانکہ
در اصل چاہیے تھا کہ وہ پتھر مینارہ سے ہٹ کر ۱۷ میل پچھم کیطرف گرے ۔ پورب کیطرف ہٹ کر گرنا
کیسا ذرا غور کیجئے ۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ مینارہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور زمین اسکے ساتھ حرکت

حرکت نہیں کرتا۔ اور اگر سیارہ اور چھوٹا محیط بھی زمین کے ہمراہ حرکت کر رہے
تو دونوں نقطے کے محاذات میں فرق نہوگا اور ضرور ہے کہ نقطہ محاذی مرکز پر جائے نہ کہ
ہٹ کر پھر دوسری اور تیسری دلیل میں بھی تقریباً یہی دلیل کیطرح ہے اور اسکا جواب بھی
اسی کے قریب قریب ہے لہذا اسکو نقل نہیں کیا گیا۔

عیسائیوں کا علم ہیئت ۔ موجودہ بائیبل میں ہے (اے خدا تو نے زمین کو قیام
بخشا اور وہ ٹھیری ہوئی ہے) زبور کی آیت سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے۔
اور زبور میں یہ بھی ہے کہ (آفتاب پہلوان کیطرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے
افلاک کے ایک کنارہ سے اسکی برآمد ہے اور اسکی گردش انکے دوسرے کنارے تک ہے) زبور
کی اس آیت سے سورج کی گردش و حرکت بھی کالشمس فی نصف النہار روشن و ثابت ہے
عیسائیوں اور یہودیوں کا اس عقیدے سے پھرنا گویا انکا اپنی مقدس کتاب کو ترک کرنا ہے۔
(۲) سینٹ اگسٹائن پادری نے سائنس میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ امر زمین کو بسیط
مسطح مرکز عالم بیان کیا ہے جس کے اوپر کھل کیطرح تنا ہوا آسمان کا برج قائم ہے۔ اور زمین
کے نیچے دوزخ اور آسمان کے اوپر بہشت ہے۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم مولفہ مولوی ظفر علیخاں صاحب
لیکٹنٹی اس ایک بڑا عیسائی لکھتا ہے کہ زمین کی گرویت کا مسئلہ بدعت سیئہ ہے۔ زمین
کی دوسری طرف آبادی کا ہونا ناممکن ہے۔ کتب مقدسہ میں کہیں ذکر نہیں آیا کہ زمین کے
دوسری طرف بھی نسل آدم ہے۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم۔ کاسماس انڈوکا پلیوسٹس کی
کتاب کرسچین ٹاپوگرافی یعنی (جغرافیہ مسیحی) میں لکھا ہے کہ زمین ایک چپٹی سطح ہے جس کے
شمال کی جانب ایک بڑا پہاڑ ہے آفتاب جب اس پہاڑ کے پیچھے چلا جاتا ہے تو رات ہو
جاتی ہے۔ معرکہ مذہب و سائنس۔ کرسٹوفر کولمبس جو امریکا کا جہازران ہوا بوجہ تحریرات انکی بتعدد
و آرا ارسطو سلی زمین کی گرویت کا قائل تھا۔ مگر اسپین کے پادریوں نے کفر کا اور سلیمنکا کی
مسیحی کونسل نے بدعت سیئہ کا فتوی لگایا اور کہا کہ یہ خیال خلاف بائیبل کے عہد عتیق اور جدید
اور رسولوں کی پیشین گوئیوں کو جھٹلاتا ہے۔ معرکۂ مذہب و سائنس۔ فیثاغورس نے آفتاب کو
مرکز عالم قرار دیکر زمین کا درجہ بہت ہی گھٹا دیا ہے۔ معرکہ۔ ارسٹاکس سیلیس کوپرنکس
فیثاغورس کے مذہب کا پیرو ہیں۔ یہ سب سماوات کے منکر ہیں اور زمین کو ایک چھوٹا سا سیارہ
سورج کے گرد گھومنے والا سمجھتے ہیں۔ ارسٹاکس کے خیالات کو نظام عالم کے بارے میں متقدمین
نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلیموس کو ہر طرح بہتر جانا۔ رزم و بزم۔ کوپرنکس نظام فیثاغورس
کو صحیح بتلاتا ہے اور اسنے ایک کتاب لکھی مگر ۳۶ برس تک اسے شائع کرنیکی ہمت نہ ہوئی بیماری کی حالت میں چھپی

فیثاغورس اور انکے پیروؤں کیطرح بجز اپنے خاص چند احبا کے دوسروں پر ظاہر نہ کروں لیکن
پادری شومبرگ نے اس کتاب کو ۱۵۴۳ء میں شائع کر دیا مگر انکو پوپ لیبش نے اسے ملحد قرار دیا
اور اس کتاب کا پڑھنا جرم قرار دیا اور نظام کوپرنیکس کی نسبت لکھا کہ یہ وہ باطل مذہب فیثاغورسی
ہے جو کتب مقدسہ کی ضد ہے۔ حرکۂ مذہب سائنس۔ کوپرنیکس ۱۵۴۳ء میں ایک کتاب لکھی جسکے
مسائل الہامی مذہب کے بالکل ضد تھے اور عیسائیوں کے خوف کے مارے ۳۶ برس تک اپنی کتاب
کو شائع نہ کیا۔ مذہب سائنس کا زعم و عزم۔ کوپرنیکس نے لکھا کہ آفتاب نظام اجرام کا مرکز ہے
اور زمین فضائے غیر متناہی میں بمنزلہ ایک چھوٹے سے نقطے کے ہے اور آفتاب اور قمر اور دوسرے
اجرام سماوی میں کشش ثقل موجود ہے۔ حرکۂ مذہب سائنس۔ برونو سائنسدان نے بہت دنیائیں
ماننے پر کیونکہ یہ عقیدہ عیسائیوں کی الہامی کتب مقدسہ کے خلاف تھا۔ دو برس قید کے بعد دوم
۱۷ فروری ۱۶۰۰ء میں زندہ جلا دیا گیا۔ مذہب سائنس کا زعم و عزم۔ گلیلیو کو اس جرم پر
کہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے حالانکہ یہ عقیدہ کتب مقدسہ کے بالکل برخلاف
ہے انکوزیشن نے اسے ستر برس تک طرح طرح کی عقوبتیں دیں جب وہ مرا تو مسیحی قبرستان
میں اسے دفن نہ ہونے دیا۔ حرکۂ مذہب سائنس۔ بیشک ان عیسائیوں کی اسقدر زیادتیاں ان
کی بے علمی اور عدم واقفیت کا جواب دلیل و شاہد نافی ہے اگر انکو علم ہوتا تو وہ دلائل عقلیہ سے کام
لیتے لیکن انکی ان کاروائیوں اور زیادتیوں کا نتیجہ خود مغربی عرب کی عقیدہ پر وہی ہوا جو ملحدگاری
کی صورت میں زمانہ سے ہونا چاہئیے تھا۔

اسلامی علم ہیئت و نظام عالم۔ تمہید۔ واضح رہے کہ انسانی عقل و تجربہ نہایت
درجہ کا محدود ہے۔ عقل ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اسوقت اللہ تعالیٰ کا کلام و الہام جو
بذریعہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نازل ہوتا ہے اسکی رہبری کرتا ہے عقل اگر اپنا تجربہ و غرور کرے
اور وحی الہی سے استغنا کرے تو یہ اسکی سفاہت ہے کما قیل فی المثنوی۔ ابیات۔

عقل کامل یا کبریٰ دار نور حق ٭ ہست احمق عقل خود را ند خلق ٭
گر بشہر عقل را ویران کند ٭ عاقلی را گمرہ و نادان کند ٭ عقل در اسرار حق بینا بود ہر شہ ٭
آنچہ گر میر سد ہم از خدا ست ٭ سرکشی از حق کہ عین ہر دا دم ٭ حاجت وحیش نزارم عاقلم ٭
نور حق تو حیث پیدا کند ٭ در دسہ عقل ترا سودا کند ٭ چوں نہ آموزی خرد را یافتی ٭
پس ز تعلیمش چرا سر تافتی ٭ حاجت نور سد بود ہر چشم را ٭ ہر چنیں افتد قانون خدا ٭
چشم بے خود تاباں کہ دید ٭ کہ چنیں چشم خدا بہ آفرید ٭

تا فلق رو از خور تابان کرمن ؛ خود برآرم روشنی از خویشتن ؛ عاقلا اکبر کرامت این خیال ؛
سرنگون افگند در چاہ ضلال ؛ ناز بر فطنت مکن گر فطنتی است ؛ در رہ تو این خرد ضعیفی بے سند
چون ضیائی زیر تابہ آفتاب ؛ چشمک قند بر تو شعاع در حجاب ؛ منتہائے عقل تعلیم خدا است ؛
بر صداقت را ظہور از انبیا است ؛ از کسی ناکس بیاموزی فنون ؛ عار داری زان حکیم بیچگون ؛
طبع او ناقص جا ہم ناقص است ؛ گر ترا گوئے شہود حرفے بس است ؛ جو عقل مخالف قرآن
مجید ہو وہ باطل و لغو ہے۔ عقل کامل ہرگز قرآن کریم کی مخالفت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ فطرۃ
الہیہ ہے کہ انسانی عقل کے طفل نادان کی تربیت و تعلیم کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے
جو رسول من اللہ ہو اور ایسی کتاب کی حاجت ہے جو کلام اللہ اور منزل من اللہ ہو۔ اور
عقل کامل بھی اس ضرورت کے وجود کو فطری اور بدیہی اولی تسلیم کرتی ہے۔ تمام جہان کے عقلا
نے بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور کتب سماوی کی اعتقادی اور عملی صورتوں میں اتفاق و
اجماع کے ساتھ اطاعت و اتباع کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بھی یہ سنت ہے کہ ہر ایک وقت حضرت
آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک اپنے لوگوں کی ہدایت
کے لئے بھیجتا رہا ہے جن حکما نے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت و اتباع کی ہدایت و فلاح
پائی اور جن سفہا نے خلاف کیا وہ ہلاک ہوئے۔ پس جن عقلا نے حضرت جناب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور کتاب اللہ و حکمۃ اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کی اتباع
کا ہر طرح سے عزت و آبرو پائی اور ہدایت و سعادت دو جہانی کے اعلی مدارج
حاصل کئے اور قرب الٰہی کے مقام صدق و صفا پر بوجہ اتم و اکمل پہونچا۔

ولنعم ما قال الشیخ النعمانی ۔ ابیات ۔ ایکہ بر مائدۂ یورپ مہمان باشی ؛
حیف باشد اگر از جملۂ ایشان باشی ؛ حیف اگر از اثر فلسفۂ مغربیان ؛
منکر فلسفۂ سنت و قرآن باشی ؛ سر شجرۂ جلوۂ دیدار نبینی ؛ منکر معجزۂ موسیٰ عمران باشی ؛
اب ہم صاحب حضرت جناب سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تعریف مصنف تحفۂ رسولیہ لکھتے ہیں۔ ابیات ۔ خالق کل عقل چو پیدا نمود ؛
کرد بجہہ بخشش ہوا پیدا نمود ؛ یک کم صد داد نبی پاک را ؛ بخشش یکے اہل سما خاک را ؛
عقل نبی ہست چو ریگ جہان ؛ عقل ہمہ خلق چو یک دانہ زان ؛ از پئے تعلیم جہان شد عطا ؛
عقل کامل ز عقل معاد و معاش ؛ عقل معاشش ز ہمہ بیش بود ؛ عقل معادش کہ تواند ستود ؛
عقل کہ اندر دل پاکش نہاد ؛ عشر عشیرش بجہان ہم نداد ؛ اہل طلب را خرد آموز گشت ؛
از خرد خلق جہان درگذشت ؛ امی و عالم شد و دانا باب ؛ یافتہ تعلیم ز ام الکتاب ؛ گرچہ ز ہمہ [illegible]

تمہید دوم - کیفیت بدء الخلق کا علم حاصل کرنا ضروری و لابدی ہے اور یہ علم بھی
منجملہ علوم دینیہ سے ہے - پس اس علم کا سننا اور قبول کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا
و خوشنودی کا موجب ہے اور اس سے اعراض کرنا ناخوشی کا باعث - جیسے کہ حدیث شریف
میں وارد ہوا ہے - تیسیر الوصول الی جامع الاصول کتاب خلق العالم میں بخاری و ترمذی سے
یہ حدیث نقل کی ہے - عمران بن حصین سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اس کے بعد آپکے پاس قبیلہ بنی تمیم کے چند
اشخاص آئے تو آپنے ان سے فرمایا کہ اے بنی تمیم لوگ خوش خبری کو قبول کرو یعنی ایسی بات سنو
جو موجب سعادت حقیقی ہو) تو وہ کہنے لگے کہ ہم خوش خبری کو سن چکے اب ہمکو کچھ دیجئے (اموال
دنیا) یہ بات انہوں نے دو دفعہ کہی جسکے سننے سے آپکا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا (اس وجہ سے
کہ ہم تو انہیں دینی امور کے متعلق خوش خبری سناتے ہیں اور یہ ہم سے دنیا طلب کرتے ہیں)
پھر اسکے بعد آپ کے پاس یمن کے لوگ آئے آپنے ان سے فرمایا کہ اے اہل یمن تم ہی خوش خبری
کو قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے نہیں قبول کی تو وہ کہنے لگے ہم نے اسکو قبول کیا پھر وہ کہنے لگے کہ ہم
لوگ تو اسی غرض سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دینی امور میں سمجھ حاصل کریں
اور آپ سے ابتداء پیدائش کا حال دریافت کریں کہ پہلے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ پس
خدا ہی خدا تھا اور کوئی شئی خدا سے قبل نہ تھی اور خدا کا عرش پانی پر تھا اسکے بعد
خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ہر شئی کو لوح محفوظ میں لکھ دیا - بخاری و ترمذی
ناظرین - اس حدیث پر مکرر سہ کرر غور و فکر فرماویں - اسکے بعد اصل مضمون پر توجہ فرمائیے
زمین ساکن ہے - اس پر فتاوائے شرعیہ اور دلائل قرآنیہ و سنیہ و براہین اضرار و حجج
قویہ مرقومۃ الذیل ہیں (۱) القول فی تاویل قولہ (الذی جعل لکم الارض فراشا) ای جعل
لکم الارض مهادا و موطئا و قرارا یستقر علیها الخ و عن ابن عباس و عن ابن مسعود و عن
ناس من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی جعل لکم الارض فراشا فہی فراش یمشی علیها
وہی المهاد و القرار - تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۱۲۱ - قولہ (الذی جعل لکم الارض
فراشا) ہہنا مسائل الاولی فی مطالع الارض - و الفراش اسم لما یفرش کما یقال و المهید
و هو البسیط و لیس من ضرورات الافتراش ان یکون سطحا مستویا کالفراش علی ما ظن
فسواء کانت کذلک او علی شکل الکرۃ فالافتراش غیر مستنکر و لا مدفوع لعظم جرمها و تباعد
اطرافها و لکنہ لا یتم الافتراش علیها ما لم تکن ساکنۃ فی حیزہا الطبیعی وہو وسط الافلاک
لان الثقال بالطبع تمیل الی تحت کما ان الخفاف بالطبع تمیل الی فوق و الفوق من جمیع

من جميع الجوانب الى السماء والى التحت اى الى المركز فكما انه يستبعد صعود الارض فيما يلينا الى جهة
السماء فليستبعد هبوطها فى مقابلته ذلك لان ذلك الهبوط صعود ايضا الى السماء فاذن
لا حاجة فى سكون الارض وقرارها فى حيزها الى علاقة من فوقها ولا الى دعامة من تحتها بل يكفى
فى ذلك ما اعطاها خالقها وركز فيها من الميل الطبيعى الى الوسط الحقيقى بقدرته واختياره ان
الله يمسك السموات والارض ان تزولا - تفسیر غرائب القرآن برحاشیہ تفسیر ابن جریر
مطبوعہ مصر صفحہ ۵ للعلامة نظام الدين النيشابورى - (۳) شاہ عبدالعزیز صاحب
محدث دہلوی شمس الہند فرماتے ہیں - الذی جعل لکم الارض فراشا - و از عجائب صنع الٰہی در زمین
آن است که او را در حیز خود ساکن ساخته اند که میانه عالم است زیرا که ہر چیز گران بالطبع
مائل بسوئے پائین است چنانچه ہر چیز سبک بالطبع مائل بسوئے بالا است و جہت پائین در
مرکز زمین است که نقطه ایست در وسط حقیقی و جہت بالا تمام آن طرف که رو باسمان
دارد - پس چنانچه بلند شدن زمین بسوئے آسمان از طرفیکه ما بر آنیم مستبعد است ہم چنین
پائین رفتن زمین در مقابل آن طرف نیز مستبعد است زیرا که آن پائین رفتن عین بلند
شدن است بسوئے آسمان - پس باین تدبیر در قرار گرفتن زمین در حیز خود احتیاج نماند
تا او را بزنجیرہا از بالا آویزند یا بر ستونها از پائین او را استوار نمایند بلکه آنچه در طبیعت
او از میل طبعی بوسط حقیقی نہادہ اند در این باب کفایت میکند چنانچه در آیت ان الله
یمسک السموات والارض ان تزولا ہمیں معنی اشارت است - تفسیر فتح العزیز صفحہ ۱۱۸
شاہ صاحب کی یہ عبارت بعینہ تفسیر غرائب القرآن کا ترجمہ فارسی ہے (۴) امام المتکلمین
فخر الدین الرازی رحمة الله علیه لکھتے ہیں - الذی جعل لکم الارض فراشا - المسئلة
الرابعة اعلم انه سبحانه وتعالى ذكر ههنا انه جعل الارض فراشا ونظيره قوله امن
جعل الارض قرارا وجعل خلالها انهارا وقوله الذى جعل لكم الارض مهادا - واعلم
ان كون الارض فراشا مشروطة بامور (الشرط الاول) كونها ساكنة وذلك لانها لو
كانت متحركة لكانت حركتها اما بالاستقامة او بالاستدارة فان كانت بالاستقامة
لما كانت فراشا لنا على الاطلاق لان من طفر من موضع عال كان يجب ان لا يصل
الى الارض لان الارض هاوية والانسان هاو والارض اثقل من الانسان والثقيلان
اذا نزلا كان اثقلهما اسرعهما والابطأ لا يلحق بالاسرع فكان يجب ان لا يصل
الانسان الى الارض فثبت انها لو كانت هاوية لما كانت فراشا لنا على الاطلاق
اما لو كانت حركتها بالاستدارة لم يكمل انتفاعنا بها لان حركة الارض مثلا اذا كانت

انہ المشرق والانسان یرید ان یتحرک الی جانب المغرب ولا شک ان حرکۃ الارض
اسرع فکان یجب ان یبقی الانسان علی مکانہ وانہ لا یمکنہ الوصول الی حیث یرید فلما امکنہ
ذلک علمنا ان الارض غیر متحرکۃ لا بالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ فہی ساکنۃ ثم ما بالہا لم تجری
انحدارہا الی المغرب اسہل من انحدارہا الی المشرق لا بنفسہا بما ذکر ان سکون الارض لیس الا من
اللہ تعالی۔ فعلی اہل الدین ان یمسک بسکونہا بقدرتہ واختیارہ ولہذا قال اللہ تعالی ان اللہ
یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر
صفحہ ۲۱۳۲۱ ایک اور تفسیر عربی نے بھی تفسیر کبیر کی اس عبارت کو آیت ومن الارض مثلہن کی تفسیر میں
نقل کیا ہے اور زمین کے سکون پر استدلال کیا ہے۔ اب تفسیر کبیر کی عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے
ترجمہ۔ واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام پر بیان فرمایا ہے کہ ہم نے زمین کو بستر بنایا ہے اور ایک
دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ امن جعل الارض قرارا وجعل خلالہا انہارا یعنی وہ کون ہے جس نے
زمین کو جائے قرار بنایا اور اسکے اندر نہریں چلائیں۔ اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے جعل لکم
الارض مہادا یعنی زمین کو تمہارا بستر بنایا۔ سو واضح ہو کہ زمین کا بستر ہونا چند باتوں پر موقوف
ہے (۱) یہ کہ زمین ساکن چیز ہو بغیر اسکے وہ فرش نہیں ہو سکتی ہے۔ اسواسطے کہ اگر وہ ساکن
نہ ہو بلکہ متحرک ہو تو اُسکی حرکت دو حال سے خالی نہ ہوگی حرکۃ مستقیمہ ہوگی یا مستدیرہ
یعنی یا تو وہ اِدہر اُدہر حرکت کریگی یا اپنی جگہ پر گھومتی رہیگی۔ اب اگر اُس کی حرکت استقامت
کے ساتھ ہو (یعنی سیدھی) تو وہ کسیطرح فرش نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ مثلاً اگر ایک شخص کسی
بلند جگہ سے کودا تو ضرور ہے کہ وہ زمین پر ہرگز نہ گرے۔ اسواسطے کہ اس انسان کی حرکت بھی نیچے کو
ہوگی اور زمین کی حرکت بھی نیچے کیطرف ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ زمین کا وزن انسان سے زیادہ ہے اور
یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب دو وزنی چیزیں اوپر سے نیچے کو گریں تو اِن دونوں میں اُسکی حرکت تیز ہوگی جسکا وزن
زیادہ ہو۔ اور جسکی سست ہو وہ تیز حرکت والی چیز کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس قاعدہ کے بموجب ضرور
ہوا کہ اگر زمین حرکۃ مستقیمہ ہوتی تو انسان کسی بلند جگہ سے کودتے وقت زمین کے اوپر ہرگز نہ گرتا
اور اس سے ثابت ہو گیا کہ زمین کو اگر اس قسم کی حرکت ہوتی تو ہرگز فرش نہیں ہو سکتی تھی۔
اب دوسرا احتمال باقی رہا کہ اُسکو حرکت مستدیرہ ہو سو یہ احتمال بھی باطل ہے اسواسطے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ہمکو زمین سے کامل طور پر فائدہ حاصل نہوتا اسواسطے کہ اگر زمین کی حرکت مثلاً مشرق
کیطرف ہوتی اور ایک شخص مغرب کیطرف کو حرکت کا ارادہ کرتا اور اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ زمین
کی حرکت کو نہیں پہنچ سکتا یعنی زمین کی حرکت اوسکی حرکت سے بدرجہا زیادہ و تیز ہوتی اور جب
ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ انسان ہرگز مقصد کی طرف نہ پہنچ سکتا۔ بلکہ وہیں رہ جاتا جہاں پہلے تھا

اور یہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص جہاں جانا چاہتا ہے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوگا
کہ زمین کو حرکت نہیں ہے نہ حرکت مستقیمہ نہ مستدیرہ جب اسکو حرکت نہ ہوئی تو لامحالہ ساکن ہوگی
پھر لوگوں کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ اس سکون کا سبب کیا ہے اور اسمیں انکے چند اقوال ہیں (۱) زمین نیچے کی طرف
سے ایک غیر متناہی چیز ہے اور غیر متناہی چیز بھاری ہوا کرتی ہے کوئی ایسی جگہ نہیں نکلتی جسکے اندر حرکت
کرسکے اسواسطے یہ حرکت کر ہی نہیں سکتی مگر یہ قول غلط ہے اسواسطے کہ اسبات پر دلیل قائم
ہو چکی ہے کہ کوئی جسم غیر متناہی نہیں ہو سکتا۔ (۲) جو لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ سب جسم متناہی ہوتے ہیں وہ
یہ کہتے ہیں کہ زمین کی شکل کروی نہیں ہے بلکہ نصف کرہ کی شکل ہے جسکا ابھرا ہوا حصہ اوپر کی جانب ہے اور
ہموار حصہ نیچے کی جانب پانی اور ہوا کے اوپر رکھا ہوا ہے اور سب بھاری چیزوں کا قاعدہ ہے کہ جب انکا سطح
پانی کے اوپر پھیل جائے تو پانی کے اوپر تیرا کرتی ہیں مثلاً سیسہ حالانکہ بہت وزنی چیز ہے مگر اسکو پتلا بنا کر
پانی کے اوپر چھوڑ دیں تو وہ تیرنے لگتا ہے اور جب اسکو جمع کرکے چھوٹا بنا دیں تو پانی کے اندر
ڈوب جاتا ہے اور یہ قول بدو وجہ باطل ہے (۱) یہ جو ہم کو زمین کے ساکن رہنے میں کلام تھا وہی
اس پانی اور ہوا کے ساکن رہنے میں کلام کرینگے۔ (۲) اسکی کیا وجہ ہے کہ زمین کی ایک جانب
چوڑی ہوگئی اور دوسری جانب اٹھی ہوئی رہی۔ (۳) بعض لوگ زمین کے ساکن ہونیکا یہ سبب بتاتے ہیں
کہ آسمان ہر طرف سے اسکو جذب کرتا ہے اور یہ کشش چونکہ سب اطراف سے برابر ہے اس لئے کسی
طرف کو زمین جا نہیں سکتی ایک جگہ کے اوپر قائم ہے (اسیطرح مثنوی شریف میں بھی مرقوم ہے اور وہی
چیز زمین کے معلق رہنے کی وجہ ایک حکیم کی زبان سے اسطرح بیان کی ہے۔ ابیات مثنوی مولانا روم
گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں ٭ در میان ایں محیط آسماں ٭ ہمچو قندیلے معلق در ہوا ٭٭
نے براسفل مے رود نے بر علا ٭ آں حکیمش گفت کز جذب سما ٭ از جہات شش بماند اندر ہوا ٭٭
چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ ٭ در میاں ماند آہنے آویختہ ٭ یعنے چونکہ اجرام فلکی ہر طرف سے کشش
کرتے ہیں اسواسطے زمین بیچ میں معلق ہو کر رہ گئی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ اگر مقناطیس کا ایک گنبد بنایا
جائے اور لوہے کا کوئی ٹکڑا اسطرح ٹھیک وسط میں رکھا جائے تو یہی حالت زمین کی ہے منقول
از سوانح مولانا روم للعلامۃ الشبلی النعمانی صفحہ ۱۹۰ -) ترجمہ تفسیر کبیر۔ اور یہ قول بدو وجہ باطل
(۱) یہ کہ جسقدر سرعت اور تیزی کیساتھ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسکی نسبت زمین کے ایک
ذرہ کو زیادہ تیزی کے ساتھ جذب کرنا چاہئے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کے ایک ذرہ کو بھی
آسمان اپنی طرف جذب نہیں کرتا ہے۔ باوجودیکہ زمین کی نسبت ہلکا اور چھوٹا ہے۔ (۲) بہ نسبت
بعید کے چیز کی قریب کی کشش زیادہ ہو سکتی ہے یعنی اگر ایک ذرہ کو آسمان کی طرف پھینکا جائے تو اسکو خود
جذب کرے اور پھر وہ ذرہ زمین کی طرف واپس ہو کر نہ آئے۔ (۳) بعض لوگوں نے زمین کے سکون کا سبب

یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اُسکو تمام جوانب سے دفع کرتا رہتا ہے جیسی طرح تھوڑی سی مٹی خالی گھڑے کے
اوپر ڈالدیجائے اور پھر تیزی کیساتھ اُسکو حرکت دیجائے تو وہ مٹی گھڑے کے درمیان میں ٹھہرجائیگی
کیونکہ وہ گھڑا اُسکو تمام جانب سے یکساں گرائیگا اور یہ قول بھی پانچ وجہ سے باطل ہے (۱)
یہ کہ جب آسمان کا زمین کو دفع کرنیکا یہ حال ہے تو اُسکی کیا وجہ ہے کہ ہم لوگوں کو اُسکے دفع کرنیکا حال
نہیں معلوم ہوتا - (۲) یہ کسی قسم کی مدافعت ہے کہ اُسکی وجہ سے زمین تو رُکی ہوئی ہے اور ابر جو
آسمان سے زمین کی نسبت قریب اور ہلکے ہوتے ہیں - انکی حرکت اُسی مدافعت کی وجہ سے
ایک طرف کو کیوں نہیں ہوتی (۳) اس کی کیا وجہ ہے کہ اس مدافعت کی وجہ سے مغرب کی طرف
حرکت دشوار ہوگی اور مشرق کیطرف آسان ہوگی - (۴) یہ بات ضروری ہے کہ جو چیز جسقدر چھوٹی
ہوگی اُسیقدر اُسکی حرکت ضعیف ہوگی اس لئے کہ کوئی شخص جسقدر چھوٹے جسم کو تیزی کیساتھ حرکت
دے سکتا ہے - بڑے جسم کو اُس تیزی کے ساتھ نہیں دے سکتا - (۵) یہ بات ضرور ہے کہ کوئی
جسم جسقدر دور ہوگا اُسیقدر تیزی کیساتھ حرکت کریگا - (پنجم) بعض لوگ سکون کی وجہ یہ
بیان کرتے ہیں کہ زمین کی طبیعت خود اسی بات کو چاہتی ہے کہ آسمان کے وسط میں ٹھہری رہے
پس ثابت ہوا کہ زمین کا سکون صرف خدا تعالیٰ کی جانب سے ہے - انتہی مختصراً مطلب یہ کہ اس
اس آیت اور اسکے ہم معنی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین انسان اور دیگر حیوانوں کیلئے فرش
ہے اور زمین کا فرش ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ زمین ساکن ہو کیونکہ اگر زمین کو متحرک مانا جائے
تو اُسکا متحرک بحرکت مستقیمہ ہوگا یا بحرکت مستدیرہ اگر اسکو متحرک بحرکت مستقیمہ الی الفوق مانا جائے
تو یہ استقرار کے خلاف ہے کیونکہ زمین کے اجزاء سے مقصد کا میلان ہمیشہ نیچے کیطرف ہوتا ہے نہ کہ
اوپر کو - اور اگر اسکو متحرک بحرکت مستقیمہ الی الهبوط مانا جائیگا تو ہوا پر سے پرندے یا ہوائی جہاز
جب زمین پر اُترنا چاہیں تو نہ پہنچ سکیں کیونکہ زمین بھی گرنے والی ہے اور وہ بھی اور دیگر گرنے
والوں میں سے جو جسم زیادہ ثقیل ہے وہ زیادہ تیز ہوگا اور جو ہلکا ہوگا وہ رفتار میں آہستہ
ہوگا - اور آہستہ چلنے والا تیز رفتار کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے زمین فرش نہیں بن سکتی ہے اور
اگر زمین کو متحرک بحرکت مستدیرہ الی المشرق مانا جائے جیسے کہ بعض نے کہا ہے تو اسوقت بالکل
ہی اسکا فرش نہیں بن سکتی کیونکہ پرندے یا ہوائی جہاز جو کئی گھنٹوں تک ہوا پر اڑتے رہتے
ہیں ضروری ہونا چاہئیے کہ وہ زمین پر جہاں پہنچنا چاہیں نہ پہنچ سکیں کیونکہ اس اثنا میں
زمین انکو پیچھے چھوڑکر انکے محاذات سے مع انکے آشیانوں اور مکانوں کے ہزاروں میل آگے مشرق
کیطرف بڑھ جاتی اور پھر انکا اپنے مکان مقصود یا اپنے آشیانوں اور مکانوں تک پہنچنا محال
ہو جاتا (اسلئے ہمیں زمین کا نشیب وفراز ہے جو محیط کو بھی بوجہ میلان بالطبع ہونے کے ادھر ادھر

بجنا پڑتا - تیز ہواؤں کا بھی باہم تصادم ہر وقت رہتا اور پرندوں کا حال بھی مجنون
کا سا ہو جاتا - غرضیکہ دنیا میں ہر طرح کی بدآرامی و بربادی و تباہی ہر وقت رہتی - تو پھر زمین
کا فرش ہونا اور خداتعالیٰ کے اعلیٰ ترین انعامات میں سے ہونا جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا ہے
کیسے مقصود ہوتا اور جب یہ نہیں ہو تو اللہ تعالیٰ کے اظہار احسان کے کیا معنے - [illegible] هذا الامتنان
عظیم تو ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے کسی طرح سے متحرک نہیں اور جو شخص زمین کے تحرک الی المشرق
کا قائل ہے - وہ زمین کا انتقال الی المغرب کا کیوں منکر ہے - زمین چونکہ ایک کرہ مستدیرہ ہے
تو وہ مشرق اور مغرب دونوں طرف پر تحرک و انتقال کی صلاحیت و استعداد رکھتی ہے - پھر
مشرق کی طرف اسے کون دھکاتا ہے اور مغرب کی طرف سے اسے کون روکتا ہے - اور جب دلیل نہیں
تو زمین کو صرف متحرک الی المشرق ماننا اور اس کے عکس سے انکار کرنا - اس پر ترجیح بلا مرجح لازم
آتی ہے پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے اور سکون بھی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور مطلق
کی وجہ سے ہے - اور امام فخر الدین رازی اپنی کتاب اسرار التنزیل میں لکھتے ہیں جسے اردو ترجمہ
سے نقل کیا جاتا ہے - فصل خداتعالیٰ نے بہت سے احوال زمین کے دلائل - پہلی دلیل یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے زمین
کو ساکن بنایا ہے - وجہ یہ کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو مخلوق کے مصلحت کے جو امور رکھے وہ سب باطل
ہو جاتے کیونکہ اگر زمین متحرک ہوتی تو اسکی حرکت یا تو خط مستقیم میں ہوتی یا مدور ہوتی خط
مستقیم سے یہاں مصنف کا مطلب یہ ہے کہ فرض کرو کہ پیدائش کے وقت زمین خلا میں پھینکی
گئی ہے اور قاعدہ ہے کہ بھاری چیز خط مستقیم میں سیدھی نیچے کو گرتی ہے - اور یہ نہیں ہو سکتا
کہ زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہوتی
تو جب کوئی آدمی زمین سے پاؤں اوٹھاتا اور پھر رکھنا چاہتا تو وہ کبھی زمین پر نہ پہنچ سکتا کیونکہ
زمین انسان کے وزن سے بہت بھاری ہے اور جب دو بھاری جسم نیچے گرتے ہیں اور ایک ان
میں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے اور جو زیادہ وزن رکھتا ہے اسکی حرکت دوسرے کی نسبت زیادہ تیز
ہوتی ہے اور جب یہ حال ہے تو جس جسم کا وزن ہلکا ہوتا ہے وہ بھاری جسم کو نہیں پہنچ سکتا پس اگر زمین
خط مستقیم میں متحرک ہو تو جو شخص ایک دفعہ زمین سے پاؤں اٹھا کر الگ ہوتا تو پھر اسکے پاؤں
کبھی زمین پر نہ پہنچ سکتے اور اگر ایسا ہوتا تو حرکت کرنے کا ایک بڑا فائدہ باطل ہو جاتا - اور اگر زمین
اور اگر زمین کی حرکت مدور ہوتی تو قاعدہ ہے کہ جب کوئی بڑا جسم زمین کے گرد حرکت کرتا ہے تو اس
پاس کی ہوا کو بھی اپنے ساتھ گردش میں لاتا ہے پس اس حال میں اگر کوئی زمین کی حرکت کے برخلاف
حرکت کرنی چاہتا تو یہ حرکت اسپر مشکل ہو جاتی اور اس قسم کا فائدہ جاتا رہتا اسی لئے پروردگار نے اپنی رحمت
اور قدرت سے زمین کو ساکن بنایا ہے تاکہ حیوانوں پر اس قسم کی حرکت کا فائدہ باطل نہ ہو تحقیق جمیل بر اسرار التنزیل صفحہ ٤٩٠
اور تفسیر اللہ ذکر کی احوال الانبیاء میں بھی اسی طرح اور یہی مضمون یعنی زمین ساکن ہونا مرقوم ہے -

اور ایک اور شخص امامیہ مذہب کی روایات سے لکھتے ہیں جعل لکم الارض فراشا۔ باعتبار ظاہر اس بات کو بتاتا ہے کہ زمین مستقر و ساکن ہے متحرک نہیں ہے اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یعنی زمین کو تمہارے لئے بستر بنایا کہ تم اسپر آرام و قرار لے سکو اور اگر زمین متحرک ہوتی تو استقرار ناممکن ہوتا اور رفائدہ فراشیت بھی مرتفع ہو جاتا۔ اسی وجہ سے علامہ طبرسی رح نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے فراشا اے بساطاً جعلکم ان تستقروا علیہا وتفترشوہا وتتصرفوا فیہا ولا یمکن الا بان تکون مبسوطۃ ساکنۃ دائمۃ السکون۔ یعنی بنا طا قرار دیا کہ تمکو ممکن ہو سکے کہ اسپر استقرار کر سکو اور اسے فرش بنا سکو اور اسمیں تصرف کر سکو اور یہ امر اسوقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ زمین مسطح پھیلی ہوئی ثابت ساکن اور ہمیشہ ساکن ہو۔ (۱) ایک اور آیت اپنے ظاہری لفظوں سے اس مطلب کو ظاہر کر رہی ہے جو پ ۱۴ ع ۹) والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ ترجمہ اور اسی خدا نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑ نصب کئے ہیں تاکہ یہ زمین تمہیں لے کر کسی اور طرف کو نہ جھکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے زمین پر جو پہاڑوں کی میخ گاڑی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ یہ ساکن رہے متحرک نہ ہونے پائے تاکہ اہل زمین کو اسکے جھکنے اور ہلنے جلنے سے تکلیف نہ ہو۔ (۲) ایک اور آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے (پ ۲۹ ع ۱) ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمور۔ ترجمہ کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس خدا سے جو آسمان کا مالک ہے کہ دھنسا دے تمکو زمین میں پس ناگاہ وہ جھکولے کھا یا کرے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت زمین میں صفت مور یعنی حرکت موجود نہیں ہے بلکہ ساکن ہے ہاں خدا تعالے کو قدرت ہے کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے ایسا کر دے کہ تم اسمیں دھنس جاؤ اور وہ حرکت میں آجائے۔ انتہی

آیت دوم — والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم (پ ۱۴ سورہ نحل) رواسی جبالا ثوابت ان لا تتحرک بکم۔ جلالین صفحہ ۲۱۵ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ اے لئلا تمید بکم اے تتحرک و تمیل والمید ہو الاضطراب والتکفؤ ومنہ قیل للعود والذی یحرک راکب البحر مید قال وہب لما خلق اللہ الارض جعلت تمور فقالت الملائکۃ ان ہذہ غیر مقرۃ احدا علی ظہرہا فقد اصبحت وقد ارسیت بالجبال فلم تدر الملائکۃ مما خلقت الجبال معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی ج ۳ صفحہ ۵۵۶

تفسیر والقی فی الارض رواسی جبالا ان تمید بکم کراہۃ ان تمید بکم وتضطرب وذلک لان الارض قبل تخلق فیہا الجبال کانت کرۃ حقیقیۃ بسیطۃ الطبع وکان من حقہا ان تتحرک بالاستدارۃ کالافلاک او ان تتحرک بادنی سبب للتحریک فلما خلق الجبال علی وجہہا تفاوتت جوانبہا وتوجہت الجبال بثقلہا نحو المرکز فصارت کالاوتاد والتی تمنعہا عن الحرکۃ وقیل

نیز ایک اور حدیث ہے جس (الدر المنثور) ثم تلا قولہ خلق ہذہ الارض [illegible] حین خلقت والتسمیۃ [illegible] ساکنۃ [illegible] الرشد

لما خلق الله تعالى الارض جعلت تمور فقالت الملائكة ما هي بمقر احد على ظهرها فاصبحت وقد ارسيت بالجبال۔ تفسیر بیضاوی جلد ۳ ص ۱۳۹ مطبوعہ مطبع نولکشور۔ والقى في الارض رواسي
جبالا ثوابت ان تميد بكم كراهة ان تميد بكم وتضطرب فانه لما خلق الارض كانت تتحرك
فقالت الملائكة ما هي بمقر احد فاصبحت الملائكة وقد خلقت الجبال لم تدر الملائكة
مما خلقت۔ تفسیر معالم التنزیل۔ (والقى في الارض رواسي) جبالا ثقالا (ان تميد بكم) يعني لئلا تميل
وتضطرب بكم۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۰۹ مصری (والقى في الارض رواسي) يعني جبالا ثوابت
كراهة ان تميل بكم وتضطرب او لئلا تميل بكم۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۱۰۹ مصری
آیت سوم۔ وهو الذي مد الارض (اي بسطها على وجه الماء) قال ابن عباس وقيل كانت الارض
مجتمعة فدحاها من تحت البيت الحرام وهذا القول انما يصح اذا قيل ان الارض مسطحة كالصحفة
وعند اصحاب الهيئة الارض كرة ويمكن ان يقال ان الكرة اذا كانت كبيرة عظيمة فكل قطعة
منها تشاهد ممدودة كالسطح الكبير العظيم فحصل الجمع۔ ومع ذلك فالله تعالى قد اخبر انه مد الارض
وانه دحاها وبسطها وكل ذلك يدل على التسطيح والله تعالى اصدق قيلا من اصحاب الهيئة
(وجعل فيها) يعني في الارض (رواسي) جبالا ثابتة۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۹۱ مصری (وهو الذي
مد الارض) بسطها (وجعل فيها رواسي) جبالا ثوابت۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ص ۹۱ مصری
آیت چہارم۔ والارض مددناها والقينا فيها رواسي۔ ترجمہ: اور بچھایا زمین کو اور ڈال دیے اس میں بھاری پہاڑ
ترجمہ شاہ رفیع دہلوی۔ والارض مددناها۔ يعني بسطناها على وجه الماء كما يقال انها دحيت من تحت
الكعبة ثم بسطت هذا قول اهل التفاسير وزعم ارباب الهيئة انها كرة عظيمة بعضها في الماء وبعضها خارج
عن الماء وهو الجزء المعمور منها واعتذروا عن قوله تعالى والارض مددناها بان الكرة اذا كانت عظيمة يكون كل جزء
كالسطح فثبت بهذا الاعتراف ان الارض ممدودة مبسوطة وانها كرة ورد هذا اصحاب التفسير بان الله اخبر
كتابه بانها ممدودة وانها مبسوطة ولو كانت كرة لاخبر بذلك والله اعلم بمراده وكيف مد الارض (والقينا
فيها رواسي) يعني جبالا ثوابت وذلك ان الله سبحانه وتعالى لما خلق الارض على الماء مادت ورجفت فاثبتها
بالجبال۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۹۲ (والارض مددناها) بسطناها من تحت الكعبة والجمهور على انه تعالى
مدها على وجه الماء (والقينا فيها رواسي) في الارض جبالا ثوابت۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۹۲
(الذي جعل لكم الارض فراشا) ان خلق لكم الارض بساطا ووطاء مذللة ولم يجعلها حزنة لا يمكن القرار عليها
والارض مفروشة كالبساط۔ تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۳ الذي جعل لكم الارض فراشا: بساطا تقعدون
وتنامون وتنقلبون وهو مفعول ثاني لجعل وليس فيه ما يدل على ان الارض مسطحة او كرية اذ الافتراش
ممكن على التقديرين۔ تفسیر مدارک علی حاشیہ خازن ج ۱ ص ۳۳ آیت پنجم۔ وجعلنا في الارض رواسي

ما كان يا مخلوقات ... [illegible] ... پہاڑ ... اور زمین ... [illegible] ... قرآن مجید ص ۱۳

[illegible vertical margin note]

اے جبال لاثابت ان تمید بھم لئلا تمید بھم قیل ان الارض بسطت علی الماء فکانت تتحرک تحرک
السفینۃ فی الماء فارساھا اللہ و اثبتھا بالجبال ۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۹۲ بلاغی الاکسیر [illegible] ص ۱۹۲
الذی جعل لکم الارض قراراً والسماء بناء ۔ ترجمہ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قیام اور آسمان کو تمہارے
لئے چھت بنایا ۔ حیرت ۔ جعل لکم الارض قراراً ۔ فائدہ اس زمین پر تمہارے قدم جمتے ہیں اور وہ متزلزل متحرک
نہیں ۔ تفسیر مواہب الرحمان ص ۱۹۰ آیت ۔ رواسی من فوقھا ۔ رواسی جس سے رسوخ حاصل ہو یعنی
زمین کو سکون حاصل ہوا ۔ تفسیر مواہب الرحمان ص ۱۹۵ آیت جعل لکم الارض قراراً ۔ فراشاً والسماء
بناء کالقبۃ ۔ تفسیر معالم التنزیل ۔ آیت جعل لکم الارض بساطاً ۔ فرشھا و انبسطھا لکم ۔ تفسیر معالم التنزیل ۔
والارض مددناھا [illegible] ہر آیت دلیل ہے کہ زمین مفروش ہے اور محمل ہے یعنی کہ گول شکل کرہ کی ہو [illegible]
قال) اور مشکوۃ کی کتاب بدء الخلق میں آیا ہے کہ زمین کو پانی پر لرزہ ہوتا تھا پس پہاڑ [illegible]
دھیر قائم کر دیئے ۔ تفسیر مواہب الرحمان ص ۱۵ کما قال الشیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ابیات ۔
ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب ؛ رواں کرد گسترد گیتی برآب ؛ زمین از تب لرزہ آمد ستوہ ؛
فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ؛ ان تمید بھم ۔ تاکہ مخلوق کو لیکر متحرک نہ ہو جھک نہ جائے ۔ تفسیر
مواہب الرحمان ص ۲۳ اور جیسے حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ۔ بیت ۔ وقتیکہ بر بساط [illegible]
ہر زمین است [illegible] گرداں ہے ۔ آیت الذی جعل لکم الارض مھداً ۔ ف کہ زمین پر آرام سے تم
قدم رکھتے ہو اور وہ ڈگمگاتی نہیں اور نہ جھونکا کھاتی ہے ۔ تفسیر مواہب الرحمان ص ۱۵ وجعل الارض
فراشاً لیکون مقرھم و مسکنھم وجعل السماء بناء لتظلھم ۔ تفسیر محی الدین ابن عربی ص ۳۰
الذی جعل لکم الارض مھداً ۔ [illegible] واقفۃ ساکنۃ یمکن الاستقرار بھا ۔ تفسیر خازن ص ۱۰۲
(جعل لکم الارض قراراً) اے فراشاً لتستقروا علیھا ۔ تفسیر خازن ۔ آیت الم نجعل الارض مھاداً
والجبال اوتاداً ۔ ترجمہ کیا ہم نے زمین کو انکا فرش اور پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں بنایا ۔ حیرت ۔
آیت ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور ۔ کیا تم نڈر ہو اس خدا سے جو آسمان میں ہے اس
بات سے خوف نہیں کرتے کہ کہیں وہ تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے تو ناگہاں وہ جنبش کرنے لگے ۔
حیرت ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب وہ جنبش نہیں کرتی ۔ (فاذا ھی تمور) اے تتحرک باھلھا ۔ تفسیر خازن ص ۲۹۱
(فاذا ھی تمور) اضطراب و تحرک ۔ تفسیر مدارک [illegible] خازن ص ۱۹۱ ۔ آیت الم نجعل الارض مھاداً
اے فراشاً والمھاد [illegible] تستقر علیھا الاقدام والجبال اوتاداً ۔ یعنی للارض حتی لا تمید ۔ تفسیر خازن ۔ (مھاداً)
فراشاً [illegible] والجبال اوتاداً للارض لئلا تمید بھم ۔ تفسیر مدارک ۔ الم نجعل الارض مھاداً
حدثنا حمید قال ثنا مہران عن سعید عن قتادۃ الم نجعل الارض مھاداً ۔ ای بساطاً والجبال اوتاداً ۔ ای تمید بکم ۔
تفسیر ابن جریر ج ۳۰ ۔ المھاد الفراش والاوتاد ما یشد بھا اطناب الخیمۃ شبہت الجبال الرواسی بھا [illegible]

الم نجعل الارض مهاداً - فراشاً والجبال اوتاداً للارض حتی لا تمید تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۶۰ ۔ بطبع مکہ -

الم نجعل الارض مهاداً۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا - والجبال اوتاداً - اور پہاڑوں کو میخیں جو زمین جنبش نہ
کرسکے۔ تفسیر میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو بنایا اور پھیلایا کشادہ کیا تو زمین جنبش کرنے
لگی تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زمین کے اوپر پہاڑوں کی میخیں بنا دیں تو زمین اسکے بوجھ سے قرار
پکڑ کر ہلنے سے موقوف رہی یہ بھی ایک بڑی قدرت ہے اور بڑا فضل ہے بندوں کے اوپر اگر زمین جنبش کرتی
تو کوئی اسپر آرام نہ کرسکتا اور چلنا پھرنا کھیتی کرنی کام کاج کرنا بھی موقوف ہوجاتا اور دنیا کا کاروبار
بند ہوجاتا اس قدرت کے فضل سے سارا کاروبار عالم کا بنگیا اور سب طرح سے چین حاصل ہوگیا۔ تفسیر اوی
ص ۲۷ الم نجعل الارض مهاداً والجبال اوتاداً - تنبیہ آیت میں ایک اشارہ نکلتا ہے کہ زمین کی نرمی کو
پھیل جانے سے محفوظ کر دیا گیا تاکہ جنبش نہو زمین ساکن ہے اور مہد بچے کیلئے یہ موزوں ہے بر خلاف
اسکے اس زمانہ میں جن لوگوں نے خیال کیا کہ زمین چکر لگاتی ہے اور ایک منٹ میں اڑسٹھ ہزار میل حرکت
کرتی ہے تو یہ اوہام ہیں جنکو ہم نے مقدمہ میں باطل کر دیا ہے اور تعجب ہے کہ ان اوہام کے ماننے والے بدیہی
دلائل یقینی کو چھوڑ کر ایسے وہمی قیاسات ایسے لاتے ہیں جن سے کچھ بھی مدعا ثبوت نہیں ہوتا لیکن
کہاں تک - یہ بہلا کر دین پھیرنے سے لوگوں کو آزادی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ ہمکو پناہ میں رکھے۔
امام ابن کثیر نے کہا کہ زمین کو مہاد کہا یعنی خلائق کیلئے ہر طرح انکے قدموں کے نیچے ہے اور
ٹھہری ہوئی ثابت ساکن ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان پ ۳۰ ص ۔

سورج وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں - اسپر نصوص قرآنیہ وحدیثیہ لکھے جاتے ہیں۔

فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق - ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سورج کو مشرق سے لاتا ہے - اور آیۃ وسخر لکم الشمس
والقمر دائبین - الدأب العادۃ المستمرۃ دائماً علی حالۃ واحدۃ ودأب فی السیر دام علیہ والمعنی
ان اللہ سخر الشمس والقمر یجریان دائماً - تفسیر خازن ج ۳ ص ۔ (دائبین) دائمین ای یدأبان فی سیرہما
مدارک برحاشیہ خازن ص ۔ وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی فی خلقہ منہما مقصودان یجریان علی ما یریدہ
لکل یجری لاجل مسمی - یعنی الی وقت معلوم وہو وقت فناء الدنیا - خازن ج ۳ ص ۔ وکذلک فی
المدارک ص ۔ وسخر الشمس والقمر لما ذلل الشمس والقمر لاستواء سیرہ کل یجری لاجل مسمی لیوم القیامۃ
ینقطع جریہما - تفسیر مدارک برخازن ج ۳ ص ۴۹ (والشمس تجری لمستقر لہا) ای الی حد لہا
قیل الی انتہاء سیرہا عند انقضاء الدنیا وقیام الساعۃ - خازن ج ۳ ص ۔ والشمس تجری لمستقر لہا
لحد لہا موقت مقدر ینتہی الیہ من فلکہا فی آخر السنۃ شبہ بمستقر المسافر اذا قطع مسیرہ او
لمنتہی لہا من مسیرہا کل یوم فی مرأی عیوننا وہو المغرب او لانتہاء امرہا عند انقضاء الدنیا
ذلک الجری علی التقدیر والحساب الدقیق - (تقدیر العزیز العلیم) مدارک برخازن ج ۳ ص ۔

وكل في فلك يسبحون - اى والشمس والقمر في فلك يسبحون - خازن ص (يسبحون) يسيرون - معالم
وهو قوله عز من قائل وكل في فلك يسبحون اى بالسير اى ان الشمس والقمر وما في حكمها من السيارة تتحرك
في افلاكها المختلفة بحركات تلك الافلاك - شمس بازغه ص ۲۰۱ والشمس تجري لمستقر لها - اى
الى انتهاء سيرها عند قيام الساعة او الى ابعد مغاربها او نهاية ارتفاعها في الصيف ونهاية هبوطها في
الشتاء وهو قد صح عن النبي عليه السلام انه قال مستقرها تحت العرش الخ - تفسير معالم التنزيل - وكل في فلك
يسبحون - وكلهم والتغيير لها ولسائر النجوم فان ذكرها مشعر بها - تفسير جامع البيان - (يسبحون) وظاهر القرآن
ان لنفسهما سيرًا وسباحة والعلم عند الله العزيز الحكيم - والشمس والقمر يجريان بحسبان بحساب
مقدر في بروجهما ومنازلهما ليعلم منها السنون والحساب - جامع البيان - قوله تعالى والشمس تجري لمستقر
لها - اى حين ينتهي اليه دورها - الى ان قال وظاهر هذا انها تجري في كل يوم وليلة فيضعها
كقوله تعالى في الآية الاخرى وكل في فلك يسبحون اى يدور وهو مغاير لقول اصحاب الهيئة
ان الشمس مرصعة في الفلك اذ مقتضاه ان الذي يسير هو الفلك - نعم اهم على طريق المدين و
التخمين فلا عبرة به - قسطلانی ص ۲۰۸ وكذلك في فتح الباري للابن حجر وعمدة القاري
للعلامة بدر الدين العيني - قوله والشمس تجري - ظاهره يقتضي كون الشمس متحركة دون الارض و
كون هذه الحركة ذاتية لا تبعا للفلك - تفسير بيان القرآن مولوی اشرف علی صاحب - والشمس تجري
لمستقر لها - لام خواہ بمعنی وقت ہے اور وہ (۱) منتہائے دنیا ہے جو منتہائے سیر وحرکت آفتاب ہے -
(۲) سال تمام جسمیں دورہ بروج ختم ہوتا ہے (۳) تمام یوم ہے جو روزانہ دورے کی انتہا ہے -
بخاری حضور نے ابوذر سے فرمایا جانتے ہو آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے عرض کیا اللہ ورسول خوب
جانتا ہے فرمایا فانها تذهب حتى تسجد تحت آفتاب جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے -
جیسا کہ فرمایا والشمس تجری لمستقر لها آه اور دوسری روایت میں فرمایا مستقرہا زیر عرش ہے اور
روایت صحیح ہے اور تاویلات مذکورہ کے خلاف نہیں ہے خلاصۃ التفاسیر ج ۳ ص ۲۹ -
یہ مضمون صریح حدیث ودیگر تفاسیر عربیہ میں بھی آیا ہے مگر نقل میں اسی پر اکتفا کی گئی
ہے - اور ہر ایک مذہب وسائنس میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ زمین ساکن مرکز کائنات ہے
اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ مشرق سے مغرب کیطرف حرکت کرتے ہیں - چنانچہ اسمیں لکھا ہے
کہ مختلف ادیان ومذاہب کی روایات کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی دنیا کی ہر ایک قوم نے
جہان کے آغاز سے یہی مان رکھا ہے کہ زمین مرکز کائنات ہے اور اجرام فلکی یعنی آفتاب ومہتاب
وسیارے مشرق سے مغرب کیطرف حرکت کرتے ہیں اور انسان کو افضل واشرف مخلوقات مانکر
زمین کو مرکزی ہستی سمجھا ہے - اور یہ انسان نے دنیا کو ایک سرسری نظر سے دیکھ کر بلا غور وتحقیق

بلا غور و تحقیق ہی قائم نہیں کیا بلکہ مختلف آسمانی صحائف بھی جو وقتاً فوقتاً انسان پر نازل
ہوئے من حیث الفلسفہ اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ انتہی۔ حرکۂ مذہب سائنس۔ مسئلہ دربیان
طول و فاصلۂ آفتاب۔ آفتاب صد و شصت برابر این دنیا است و الحال بر آسمان چہارم است
و بالصد گوشہ دارد و ہر گوشہ بالصد زمام دارد و در ہر زمام بالصد فرشتہ موکل اند کہ او را بکش
ے کشند و بر جہت میگردانند۔ آوردہ اند اگر اسپ تازی در دوانیدن از زمین پای بگیرد آفتاب
ہزار سالہ راہ دور میرود چنانکہ حضرت رسالت پناہ صلعم روزے وقت چاشت از حضرت جبرائیل
پرسید کہ ساعت بانز جبرائیل گفت لا نعم حضرت گفت در قوم باز گو۔ گفت چوں گفتم لا (آفتاب) ہزار
سالہ راہ بگذشت وقت شد چون نعم گفتم۔ ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند درویزہ صاحب ۱۴۳
وکل یجری الشمس والقمر فی فلک یسبحون۔ حضرت عبداللہ ابن عمر و ابن مسعود اور ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم
سے یہ تفسیر ثابت ہوئی ہے کہ آفتاب کا مستقر یہ ہے کہ رات دن برابر چلتا رہتا ہے اور اسکو کبھی فتور و
توقف نہیں ہوتا۔ تفسیر حقانی ج ۵۔ وکل فی فلک یسبحون۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان
کی طرف دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ تفسیر
حقانی ج ۵۔ وکل فی فلک یسبحون اور ہر ایک ان دونوں میں سے ایک ایک فلک میں سیر کرتے ہیں
ابن عباس نے کہا کہ دور کرتے ہیں جیسے تکلہ دور چرخہ میں ہوتا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مواہب الرحمان
وکل فی فلک یسبحون۔ ف یعنی ہر ایک آسمان پر دورہ کرتے ہیں بقول ابن عباس۔ و عکرمہ و ضحاک و حسن و قتادہ و
عطائے خراسانی کا ہے اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمان ابن زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ تیرتے ہیں فلک یعنی
آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں دورہ کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے کیونکہ حضرت
ابن عباس وغیرہ علماء سلف نے کہا ہم نے فلک مثل چرخے کی مانند قرار دیا ہے۔ اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
رات میں زیر زمین رواں رہتا ہے یہ جو اوپر مذکور ہے لیکن اس بارہ میں کوئی نص قوی صحیح نہیں ہے۔ ہاں
عقلی معلوم اقوی ہے کہ زمین مثل مرکز کے ساکن ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان واضح ہو کہ آسمان بھی گردش
کرتا ہے جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے والسماء ذات الرجع۔ در تفسیر عزیزی کلاں در ضمن رجع تصریح فرمائی ہے۔ اور عزیز
ج ۲ میں مذکور ہے۔ و سلطان المشائخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ در فوائد الفواد میفرمایند کہ یکے
حکیم فلسفی نزد خلیفہ بغداد آمد و کتب خود بیاورد و درخواست کہ خلیفہ را از راہ حق بگرداند و خلیفہ
ہم بوے رغبت کرد و شب و روز با وے ہم صحبت و ہم کلام بود چون این خبر بہ شیخ شہاب الدین سہروردی
رسانیدند خود بیامد کہ خلیفہ بودن فلاسفہ چہ می کند جہاں را ظلمت کنم و دعا گرفت این بگفت
و بدر خلیفہ آمد [illegible] حکیم فلسفی نزد خلیفہ حاضر بود و بحث با خلیفہ نشستہ بحث
[illegible] مشغول بود [illegible] خبر تشریف آوردن شیخ نزد خلیفہ رسانیدند خلیفہ شیخ را اندرون طلبید چون

شیخ نظر خلیفہ رسید و آن حکیم را دید پرسید کہ درین وقت در کدام ذکر و بحث بودید خلیفہ بنجانہ
مخصوص پنہان در شنیدت و گفت باہم سخنان حکیم و شیخ گفت کہ آمدن شما برائے ہمین بحث است کہ در حق
حیران خلیفہ و این کس کہ حاضر ہست چہ سخن و کلام در پیش است و خلیفہ را باید گفت کہ چہ
سخن در پیش بود چون در غیاب شیخ بسیار مبالغہ کرد حکیم فلسفہ گفت کہ ما درین ساعت درین
وقت و تقریر بودیم کہ حرکت سہ نوع است حرکت طبعی و حرکت ارادی و حرکت قسری طبعی آنست
کہ چیزی بطبع خود حرکت کند و دیگری متکفل حرکت آن نباشد چنانچہ سنگی از دست باز بگذارند
بحرکت طبعی خود بر زمین بیفتد و حرکت ارادی آنست کہ بارادہ خود حرکت بہر طرف کہ
خواہد کند و حرکت قسری آنست کہ آنرا کسی دیگر در حرکت آرد مثلاً کسی سنگی را بہوا بیندازد آنرا حرکت
قسری گویند باز چون حرکت او کم شود بجای خود بیفتد آنرا حرکت طبعی خوانند اکنون ما
درین بحث ہستیم کہ حرکت فلکی نیز طبعی است کہ خود بخود میگردد و کسی دیگر او را در حرکت نمی آرد شیخ فرمود
کہ چنین نیست بلکہ حرکت فلک حرکت قسری است گفتند چگونہ گفت کہ فرشتہ ایست بر صورت روحانی
شکل او را میگرداند بفرمان خدای تعالیٰ چنانچہ در حدیث نبوی آمدہ است حکیم بطریق استہزا او
خندہ کرد و شیخ از خندہ او برآشفت و دست خلیفہ و آن حکیم گرفتہ از زیر سقف در صحن سرا آورد
و نگاہ سوی آسمان کرد و گفت الٰہی آنچہ بندگان خاص خود را عطا کنی این ہر دو را ہم نما و از آن
روی بسوی خلیفہ و حکیم کرد و گفت نظر جانب آسمان کنید ہر دو جانب آسمان نظر کردند و آن
فرشتہ را کہ بر حرکت فلکی موکل است بچشم خود دیدند کہ فلک را میگرداند۔ چون این کرامت
بدیدند خلیفہ و حکیم از آن عقیدہ باطل تائب گشتند۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ صـ۱۹۵ اور شاہ عبد القادر
صاحب اپنی تفسیر موضح القرآن میں لکھتے ہیں۔ وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی۔ اور
فرمان بردار کیا سورج اور چاند کو یعنی سورج اور چاند چلتے ہیں بیچ آسمان اپنے اپنے وقت
مقرر تک کہ دن قیامت کا ہے اسدن پھرنا انکا موقوف ہووے۔ تفسیر موضح القرآن صـ۲۴۵
وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم اور رکھ دئے ہم نے زمین میں بوجھ تو نہ ہلے زمین اور خراب
نہ کرے انکو جو زمین پر رہتے ہیں۔ موضح القرآن صـ۴۳۲ وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل
فی فلک یسبحون۔ اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات کو اور پیدا کیا دن کو اور پیدا کیا سورج کو
اور چاند کو اور وہ سب آسمان میں پھرتے ہیں۔ موضح القرآن صـ۴۳۲ والشمس تجری لمستقر لہا۔ اور
نشانی قدرت کی سورج ہے جو چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے ٹھکانے پر۔ موضح صـ۵۴۳ کل فی فلک یسبحون
اور سب تارے اور چاند و سورج آسمان کے گھیرے میں تیرتے ہیں جیسے مچھلی دریا میں۔ موضح صـ۵۴۶

والارض فراشا لسلطانہ وجبروتہ لکم فہم لا ہرون فبأ سلطان نحن تفسیر معالم التنزیل ۳۶ عمود السماء وعمودہ
انہ تدور لدوران الرحی قال قتادۃ تتحرک تفسیر معالم التنزیل ۳۶ ۔ والشمس تجری لمستقر لہا اسم مکان والمعنی
اخبر النبی المنزل علیہ القرآن ان مستقرہا تحت العرش تذہب وتسجد ہناک وتستاذن فی الطلوع فیقال لہا
اطلعی من حیث دار لکان العرش کرۃ محیطۃ فتحتہا باعتبار مکان خاص من العرش اللہ ورسولہ اعلم
وظاہر بعض الاحادیث دال علی انہ قبۃ ذات قوائم تحملہ الملائکۃ فوق ہذا الجانب من الارض فح یکون تحت
الظہیرۃ اقرب بالکون الی العرش ومن نصف اللیل ابعد فح تسجد وتستاذن فی الطلوع تفسیر جامع البیان ۔ کما ثبت
فی الصحیحین وغیرہما بروایات متعددۃ انہ صلی اللہ علیہ قال مستقرہا تحت العرش تذہب وتسجد ہناک
وتستاذن فی الطلوع فیقال لہا اطلعی من حیث الطلوعت فاذا کان عند القیامۃ یقال لہا اطلعی
من حیث غربت فذلک حین لا ینفع نفسا ایمانہا ہذا اسہل التفسیر وعجائب من عول ہو یدعی الایمان واما کیفیۃ
ذہابہا تحت العرش مع ان العرش کرۃ محیطۃ او قبۃ ذات قوائم تحملہ الملائکۃ فوق ہذا الجانب
من الارض کما ہو ظاہر بعض الاحادیث فعلمہ عند اللہ ورسولہ نحن بہ ونکل العلم الیہ فی اکثر امور
الآخرۃ ۔ وحیز حاشیہ جامع البیان ۔ وذکر فی النہایۃ اقوال الائمۃ قال وہذہ الاقوال کلہا کانہم لم یطلع
علی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی فی الصحیحین وغیرہما والا فکیف العدول عنہ وحکی عن القاضی
مع مطابقتہ تفسیر المعلم بالعرض لہذا الوجہ بوجہ واللہ الموفق ۔ حاشیہ جامع البیان ۔ اور علامہ
محمد لطف خان صاحب رامپوری لکھتے ہیں شرح عقائد نسفی میں ۔ وطلوع الشمس من مغربہا حق ۔
اور نکلنا سورج کا مغرب کیطرف سے حق ہے یہی لفظ مانع ہوئے ہیں مسلم کی اس روایت میں جسکا
راوی ابوہریرہ ہیں موجود ہے اور بخاری و مسلم نے ابوذر رضی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
کہ آفتاب جو غروب ہو جاتا ہے تو یہ جاتا ہے یہانتک کہ عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور قریب ہے کہ
اسکا سجدہ قبول نہ کیا جائیگا اور حکم ہوگا کہ جدھر سے آیا ہے ادھر کو لوٹ جا وہ مغرب سے لوٹ جائیگا
اور طلوع کریگا مغرب کیطرف سے سوال نظام بطلیموسی کے موافق آفتاب آسمان کی حرکت سے
پھرتا ہے اور آسمان کی حرکت مشرق سے مغرب کو ہے اور نظام فیثاغورثی کے مطابق آفتاب برکز
عالم ان کو الگ سکتے ہیں ہے جو بلفظ سیارات معروف ہیں سیارہ ارض بھی اسیطرح آفتاب کے گرد گھومتا
ہے جسطرح اور سیارے پھرتے ہیں اور آفتاب کو سکون ہے یعنی اگر کچھ حرکت ہے تو ایسی وضع کی حرکت
نہیں ہے کہ جیسے سیاروں کو ہے پس دونوں مذہبوں رو سے یہ محال ہے کہ افلاک خواہ سیارہ ارض اپنی
حرکات وضعی کو چھوڑ دیں جواب اس قسم کے ضعیف مسائل ان حکما کے چند اصول ضعیفہ اور
قیاسات پر مبنی ہیں جب اہل حق کے نزدیک وہ اصول بے اصل ہیں تو ان مسائل کا کیا اعتبار رہا جو
انپر مبنی ہیں پس انکی اعتقاد پر شک یا انکار کرنا محض نادانی اور تقلید حکما ہے ۔ اور حکما کی تحقیق

کا یہ حال ہے کہ حضرت مسیح سے (۵۱۰) برس قبل فیثاغورس نے پیدا ہو کر نظام شمسی کا مسئلہ تحقیق
کیا دوم صدی مسیحی میں بطلیموس نے نظام فیثاغورث کی تردید کی عالم کا یہ نیا نظام تجویز کیا کہ ارض
مرکز عالم ہے اور تمام اجرام فلکیہ ارض کے گرد گھومتے ہیں صدہا برس تک تمام حکمائے ایشیا و یورپ
اسی کے پابند رہے پندرھویں صدی مسیحی کے آخر میں پھر حکمائے یورپ مثل گلیلیو اور سر اسحاق
نیوٹن اور ہرشل نے نظام فیثاغورث میں جان ڈالنا شروع کی اور نظام بطلیموس کی تغلیط
ثابت کر دی نتیجہ اس حکمت جدیدہ نے اکثر مسائل مسلمہ کو باطل کر دیا ہے اور آئندہ [illegible]
ہی نہیں رکھا ہے پھر ایسے قواعد اور اصول کو جن کی بنیاد محض قیاس اور عقل کے تخمینہ پر ہو اور حجت
قرار دی ہو ایک مخبر صادق کے قول کے سامنے تسلیم کرنا نہ چاہئے ۔ شرح عقائد النسفی ص ۱۹۷ ۔

ضمیمہ واضح رہے کہ آسمان نیچے اوپر تو تو ساتوں ہیں اور اسی طرح زمینیں بھی سات ہیں ۔
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن الآیۃ ترجمہ اللہ وہی
ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین سے بھی انکی مانند سات طبقے بنائے ۔ حیرت دہلوی ۔
اور سورہ ملک میں ہے ۔ الذی خلق سبع سموات طباقا ۔ یعنی جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے ۔
(اللہ الذی خلق) مبتدأ و خبر (سبع سموات) اجمع المفسرون علی ان السموات سبع (ومن الارض مثلہن)
بالنصب عطف علی سبع سموات قیل ما فی القرآن آیۃ تدل علی ان الارضین سبع الا ہذہ الآیۃ وبین
کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء کذلک والارضون مثل السموات وقیل الارض
واحدۃ الا ان الاقالیم سبعۃ ۔ تفسیر مدارک التنزیل مصنفہ ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن
محمود النسفی [illegible] تفسیر خازن ص ۲۸۲ ۔ اعلم ان السموات والارضین علی صفتین فالسموات
موثرۃ غیر متاثرۃ والارضون متاثرۃ غیر موثرۃ فلذلک قدم ذکر السماء علی الارض فی الاکثر
نبراس شرح شرح عقائد النسفی ص ۱۱۲ ۔ (ومن الارض مثلہن) قیل ما فی القرآن آیۃ تدل
علی ان الارضین سبع الا ہذہ وقیل بین کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء کذلک
والارضون مثل السموات ۔ کشاف العلامۃ زمخشری مطبوعہ مصر ص ۷۹ ج ۲ ۔ اور صحیح بخاری میں
ہے ۔ باب ما جاء فی سبع ارضین وقول اللہ عز وجل اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن
الآیۃ (حدثنا [illegible]) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ظلم قید شبر من الارض طوقہ من
سبع ارضین (حدثنا) عن سالم عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شیئا
من الارض بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین ۔ بخاری شریف مطبوعہ مطبع
مجتبائی دہلی ص ۴۵۳ قولہ ومن الارض مثلہن ۔ قال الداودی فیہ دلالۃ علی ان الارضین بعضہا فوق
بعض مثل السموات ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ

وحکی ابن التین عن بعضهم ان الارض واحدة قال وهو مردود بالقرآن والسنة قلت لعله القول
بالتی ورد والاقتصار صریح فی الحی لفظه ۲ فتح الباری شرح البخاری ۔ بر حاشیہ بخاری مجتبائی ص ۴۵۳
باب ما جاء فی صفة سبع ارضین وقول الله تعالی الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن فی العدد
وفیه دلالة علی ان بعضها فوق بعض کالسموات وعن بعض المتکلمین ان المثلیة فی العدد خاصة وان السبع متجاورة
وقال ابن کثیر ومن حمل ذلک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعة وخالف القرآن ۔ قسطلانی شرح بخاری ص ۲۰۳ ۔
وعند احمد باسناده عن ابی هریرة قال بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ مرت سحابة فقال اتدرون ما هذه قال
قلنا الله ورسوله اعلم قال العنان وروایا الارض الحدیث وفیه ثم قال اتدرون ما هذه تحتکم قلنا الله ورسوله اعلم قال الارض
اتدرون ما تحتها قلنا الله ورسوله اعلم قال ان تحتها ارض اخری قال اتدرون کم بینهما قلنا الله ورسوله اعلم قال مسیرة خمسمائة عام
حتی عد سبع ارضین رواه الترمذی ایضا باسناده عن ابی هریرة وذکره الا انه ذکر ان بعد ما بین کل ارض خمسمائة عام
قسطلانی ص ۲۰۳ ۔ وعند الامام احمد وابن حبان فی صحیحه والحاکم وصححه من حدیث ابی هریرة قلت یا رسول الله انی اذا
رأیتک طابت نفسی وقرت عینی انبئنی عن کل شیء قال کل شیء خلق من الماء وهذا یدل علی ان الماء اصل لجمیع المخلوقات
ومادتها وان جمیع المخلوقات خلقت منه وروی ابن جریر وغیره عن ابن عباس ان الله عز وجل کان عرشه علی الماء
ولم یخلق شیئا غیر ما خلق قبل الماء فلما اراد ان یخلق الخلق اخرج من الماء دخانا فارتفع فوق الماء فسما علیه فسمی
سماء ثم ایبس الماء فجعله ارضا واحدة ثم فتقها فجعلها سبع ارضین ثم استوی الی السماء وهی دخان فکان ذلک
الدخان من تنفس الماء حین تنفس ثم جعلها سماء واحدة ثم فتقها فجعلها سبع سموات قسطلانی
ص ۲۰۱ ۔ اور مولانا عبد الحی لکھنوی اپنی کتاب مجموعة الفتاوی میں لکھتے ہیں ۔ سوال کیا حدیث ان الله خلق سبع
ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسیکم صحیح ہے یا نہیں ۔ جواب
یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث مذکور کتب معتبرہ اور معتمدہ میں موجود ہے اور ائمہ دین میں
ترجمان القرآن حضرت ابن عباس اور ابو الضحی اور مجاہد اور ... اور عطاء بن السائب اور عطاء بن
یسار اور عمرو بن مرة اور محمد بن ... اور عمرو بن علی اور محمد بن جعفر اور عبید بن غنام اور علی بن حکیم
اور شریک اور حاکم اور بیہقی اور جلال الدین سیوطی اس کے مستند ہیں اور محمد بن جریر طبری کو یہ حدیث پہنچی
اور ابن ابی حاتم کو یہ محدث ہیں اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن حجر عسقلانی صاحب فتح
الباری وغیرہم نے نقل کی ہے ۔ اخرج الحاکم فی المستدرک من طریق عبید بن غنام النخعی عن علی بن حکیم عن
شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس انه قال فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم
کابراہیمکم وعیسی کعیسیکم ونبی کنبیکم اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں وقیل
القول الظاہر یا رواہ ابن جریر من طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی هذه الآیة ومن
الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق هکذا اخرجه مختصرا واسناده

صحیح واخرج الحاکم والبیہقی من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس الیٰ سبع ارضین فی کل ارض
آدم کآدمکم (الخ) قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ شاذ۔ انتہیٰ اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی
میں مرقوم ہے ولم ازل اتعجب من تصحیح الحاکم حتی رایت البیہقی قال اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ۔ اور
تفسیر در منثور میں مسطور ہے واخرج عبد بن حمید وابن المنذر وابن جریر عن ابن عباس
فی قولہ ومن الارض مثلہن قال لو حدثتکم بتفسیرہا لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بہا واخرج ابن جریر وابن
ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی الاسماء والصفات من طریق ابی الضحیٰ عن
ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم و
ابراہیم کابراہیمکم وعیسیٰ کعیسیٰکم قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحیٰ علیہ متابعا انتہیٰ اور ایسا ہی
تفسیر مظہری وغیرہ میں ہے اور موافق قاعدہ محدثین کے یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ تحقیق
یہ ہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے
حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ متحقق نہیں ہے اور زمین
کے طبقات کا جدا گانہ ہونا بہت احادیث سے ثابت ہے۔ مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۳۱ تا ۲۳۴

پھر سموات کو جمع فرمایا اور ارض کو واحد تو اسکی وجہ یہ ہے کہ آسمان کے طبقات ہیں اور ہر طبقہ کے احکام جدا
ہیں لہذا جمع فرمایا اور زمین طبقہ واحدہ ہے اور ذکر دیا گیا کہ زمین کے بھی ویسے طبقات ہیں جیسے سموات ہیں چنانچہ فرمایا
ومن الارض مثلہن میں توجیہ کی گئی کہ زمین کے طبقات مثل پیاز کی تہ کے ہیں جن میں آبادی وغیرہ نہیں پس
مثل طبقات آسمان کے نہیں ہوئی بلکہ طبقہ واحدہ کی مانند ہوئی اور یہ بھی رد کر دیا گیا کہ حاکم نے من طریق
ابی الضحیٰ عن ابن عباس روایت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر طبقہ زمین میں آبادی ہے اور ہر طبقہ کا آدم
مانند ہمارے آدم کے اور موسیٰ مانند ہمارے موسیٰ کے اور عیسیٰ مانند ہمارے عیسیٰ کے اور محمد مانند ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہے اور حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح کہا ہے۔ بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ آسمان کو جمع فرمایا کہ وہ باجناس مختلف
ہیں ہر آسمان دوسرے آسمان سے غیر جنس ہے اور زمین کی جنس واحد ہی ہے اس لئے اسکی جمع کی حاجت نہ ہوئی کہ مجموعہ
میں اعظم مخلوق آسمان ہے جب اسکو متعدد پیدا کیا تو جو حصے زمین کے اس کے مقابل ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں حاجت
جمع بیان کرنے کی کچھ نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آسمان کے طبقات متعدد موجود ہیں محض منتہائے نظر نہیں۔
تفسیر مواہب الرحمٰن ملخصہ۔ واضح ہو کہ آسمانوں کی تعداد سات منصوص ہے اسی طرح زمینوں کی بھی سات ہونا وارد
حدیث میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے کسی دوسرے کی زمین میں سے ایک بالشت کا
ناحق لے لی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکو ساتوں زمین کا طوق پہنائے گا الصحیح اور بعض روایتوں میں وارد ہے
کہ جیسے ہر دو آسمان کے درمیان پانچسو برس کی راہ ہے اسی طرح ہر دو زمین کے درمیان بھی بعید فصل ہے۔ امام رازی نے تفسیر
کبیر میں آسمانوں کے بیان میں فلاسفہ کے اقوال ابطال کی نقل کئے اور انکے دلائل کو مجروح کر کے بعد فرمایا کہ (۱)

علاوہ اس کے نقل کرنے سے میری صرف تنبیہ مقصود ہے کہ کسی آدمی کی یہ مجال نہیں کہ آسمانوں و زمینوں کی تحقیق
اور ان کی کیفیت و تعداد اپنے حواس کے ذریعہ سے دریافت کر سکے کیونکہ علم تو اسکو کہتے ہیں کہ جو قرار
واقع میں بھی ہو اور اسکا مخالف کچھ بھی ہو محال ہو آنکہ یہ بات کسی طرح ممکن نہیں اور سوائے خالق
عزوجل کے کوئی مخلوق اسکو احاطہ نہیں کر سکتا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ بات نہایت صحیح اور بالکل بدیہی ہے
پھر امام رازی کی نصیحت ہے کہ جب یہاں کوئی عقل و قیاس کام نہیں دیتی تو تو بالضرور اسی
حد تک اقتصار کرنا چاہیے جہاں تک خالق عزوجل نے قرآن یا حدیث سے ہمکو آگاہ فرمایا۔ تفسیر جواہر
الرحمان مولوی سید امیر علی صاحب مترجم فتاویٰ عالمگیری و ہدایہ وغیرہ ج ۱ ص ۱۰۳ بیشک آسمانوں کے
حالات انسانی نظر اور دوربین وغیرہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ الذی خلق سبع سموات طباقا ما تری
فی خلق الرحمان من تفاوت فارجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا
وهو حسیر (ینقلب) ای ینصرف (الیک البصر خاسئا) ای صاغرا ذلیلا مبعدا لم یر ما یهوی (وهو حسیر)
ای کلیل منقطع لم یدرک ما طلب تفسیر خازن مصری ص ۳۹ - الذی خلق الارض فی یومین الاحد والاثنین
وقدر فیها اقواتها فی یومین وهما یوم الثلثاء والاربعاء فهذه اربعة ایام فقضاهن سبع سموات
ای اتمهن وفرغ من خلقهن فی یومین وهما الخمیس والجمعة (واوحی فی کل سماء امرها) قال ابن عباس
خلق فی کل سماء خلقها من الملائکة وخلق ما فیها من البحر وجبال البرد وما لا یعلمه الا اللہ تعالیٰ۔
تفسیر خازن۔ (وهی دخان) ذلک الدخان کان بخار الماء قیل کان العرش قبل خلق السموات والارض
علی الماء فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق السموات والارض امر الریح فضربت الماء فارتفع منه بخار کالدخان
فخلق منه السماء ثم ایبس الماء فجعله ارضا واحدة ثم فتقها فجعلها سبعا۔ خازن۔ (وبنینا فوقکم سبعا
شدادا) یعنی سبع سموات محکمة لیس یتطرق علیها شقوق ولا فطور علی ممر الزمان الا ان یاتی اللہ امره
خازن۔ (سبعا) سبع سموات (شدادا) جمع شدیدة ای محکمة قویة لا یوثر فیها مرور الزمان
او غلظ کل واحدة مسیرة خمسمائة عام تفسیر جلالین۔ فقضاهن سبع سموات فی یومین ف
جلالین ص ۳۹۸ سات سماوات ہیں ایک دوسرے پر محیط ہیں اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی
راہ ہے جیسے مرکز زمین سے آسمان تک پانچسو برس کی راہ ہے۔ تنبیہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ آسمان دخان سے پیدا فرمایا امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور خطیب نے سراج میں لکھا ہے کہ علماء مفسرین نے
بیان کیا ہے یہ دخان جس سے آسمان بنایا گیا پانی کے بخارات تھے۔ اور روایت ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے
پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا لقولہ تعالیٰ وکان عرشه علی الماء پھر اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں ہیجان و اضطراب
پیدا فرمایا تو اس سے جھاگ نکلے اور اوپر حرکت آیا جس سے دھواں یعنی بخارات جیسا ہو کر بلند ہوئے پھر بعض پانی
باقی رہا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے خشکی پیدا فرما کر زمین کو پیدا کیا اور جو بخارات بلند ہو کر اوپر گئے ان سے آسمان

ص ۱۹۹

آسمان پیدا کیے۔ تفسیر مواہب الرحمان اور حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص میں مرفوع ہے کہ ہر دو زمین کے درمیان
پانچسو برس کی راہ ہے اور سب سے نیچے والی زمین ایک مچھلی کی پشت پر ہے جسکے دونوں طرف آسمان میں ہیں اور مچھلی
ایک پتھر پر ہے اور پتھر ایک فرشتے کے ہاتھ پر ہے الحدیث۔ تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۶۳۵ واضح ہو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے ایک روایت آئی ہے کہ نافع بن الازرق خارجی نے ان سے پوچھا کہ ساتوں زمینوں کے نیچے بھی کوئی مخلوق ہے کہا ہاں
علاوہ کہ ہیں ہاں جن ہیں۔ بلفظہ فتح البیان۔ تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۵ تنبیہ آیت سے معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں اور سب میں امر الٰہی
نازل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے زعم کیا کہ زمین فقط ایک ہے اور سات سے مراد زمین کی سات اقلیمیں ہیں۔ شیخ ابن کثیر نے اسکو رد
کر دیا ہے کہ یہ قول صریح مخالف ہے آیات و احادیث سے ہفت زمین کا ثبوت ہے۔ صحیحین میں ہے کہ جسنے ظلم کیا ایک بالشت زمین
کی تو اللہ تعالیٰ اسکو سات زمین کا طوق پہنا دیگا۔ صحیح بخاری میں ہے خسف بہ الی سبع ارضین۔ یعنی وہ شخص ساتوں زمین تک
دھنسایا جائیگا۔ اور آیت الکرسی کی تفسیر میں اور تفسیر ہو الاول والآخر الآیۃ کی تفسیر میں سات زمین کی روایات گذر
چکی ہیں۔ ربیع اور خطیب نے کہا کہ آسمانوں کے سات ہونے اور زمینوں میں خلاف نہیں اور حدیث معراج میں مذکور ہے۔ اور زمینیں
سات ہونے میں تو جمہور علما نے کہا کہ آسمانوں کی طرح یہ بھی طبق ہیں اوپر نیچے اور ہر زمین سے دوسری زمین تک
اسقدر فاصلہ ہے جسقدر اس زمین سے آسمان تک اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہے اور ضحاک سے روایت ہے
کہ یہ زمین بھی اسی طرح طبق ہیں لیکن ایک سے دوسرے تک کچھ جدائی نہیں ہے۔ قرطبی نے کہا کہ جمہور کا قول اصح ہے کیونکہ
احادیث صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہیں از انجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے ہم
نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اس زمین کے نیچے ہوا ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اسکے بعد
کیا ہے ہم نے عرض کیا اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے بعد زمین دیگر ہے اسیطرح بعد زمین دوم ہوا پھر زمین سوم
اسیطرح تا ہفت زمین بیان فرمائیں۔ نقاش نے کہا کہ پھر میں نے جامع ترمذی میں دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ تمہارے تحت کیا ہے یعنی اس زمین کے بعد کیا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ
اللہ و رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زمین دوم ہے پھر فرمایا کہ زمین دوم کے بعد کیا ہے صحابہ نے
عرض کیا کہ اللہ و رسول خوب جانتے ہیں تو کل ہمارا ایمان صحابہ کی طرح ہونا چاہیے یعنی ہم بھی اپنے عقلی ڈھکوسلے کو چھوڑ
کر اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ اللہ اور اسکا رسول ہی ایسے علوم کو خوب جانتے ہیں
فرمایا کہ اسکے بعد بھی زمین دیگر معلوم ہے بفاصلہ پانچسو سال کے حتیٰ کہ آنحضرت صلعم نے سات
زمین اسیطرح شمار فرمائیں اور ہر دو زمین کے بیچ میں پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ بیان
فرمایا۔ نقاش نے کہا کہ پھر میں نے مسند فردوس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
روایت دیکھی کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچسو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان
کی موٹائی بھی پانچسو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان سے کرسی تک اور کرسی سے عرش
تک بھی ہر ایک کا درمیان پانچسو برس کی راہ ہے اور زمین سے آسمان اول تک بھی اسی قدر

فائدہ ۹۰ - جو تفسیر مواہب الرحمان جلد ۲۸ صفحہ ۲۲۵ - شیخ حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ ایک حدیث میں
آیا ہے کہ کرسی کی عظمت عرش کے مقابلے میں ایسی ہے کہ ساتوں آسمان اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اور جو کچھ
انکے درمیان ہے سب کرسی کے درمیان میں کچھ نہیں سوائے ایسے کہ جیسے وسیع میدان بیابان
میں ایک حلقہ چھلا پڑا ہوا ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام بلیغ منصب عبرات سے فافہم۔ ابن جریر نے
روایت کی کہ ابن عباس نے اس آیت کی بابت کہ (سبع سموات ومن الارض مثلہن) فرمایا کہ اگر میں اسکی
تفسیر تمہیں بیان کروں تو تم لوگ کافر ہو جاؤ اور کفر تمہارا انکار ہے یعنی اس تفسیر سے تم انکار کرو (یعنی جھٹلاؤ)
یہ فرض ہے کہ واقعی اسمیں حضرت ابن عباس کی تفسیر کو جاہل ہی مانیں اور اسکے انکار سے بچیں اور
مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک مستقل رسالہ اس مضمون میں لکھا ہے جسکا نام تحذیر الناس عن
انکار اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ایک شخص نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ تم کیسے
مطمئن ہو سکتے ہو کہ اگر میں تجھے اسکی تفسیر بتلاؤں تو اس سے نہ منکر ہو گا۔ اور تفسیر
ابن عباس سے ظاہر ہوا کہ ہر آسمان میں مانند زمین کے سلسلہ خلقت ہے - تفسیر مواہب
الرحمان صفحہ ۲۲۵ - ومن الارض مثلہن الخ یعنی وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین مثل
آسمانوں کی بنائی اتارا ہے حکم انمیں تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر شیٔ پر قادر ہے اور اللہ نے ہر شیٔ کو علم
سے گھیر لیا ہے۔ مثلہن وجہ تشبیہ میں اجمال ہے کہ کس امر میں زمین مثل سموات ہے۔ بعض تفسیر اسکی
احادیث صحاح سے یوں وارد ہوئی بخاری و مسلم میں ہے جس نے کسی کی زمین ظلماً لی
تو قیامت میں وہ زمین اپنے ساتوں طبقوں سمیت اسکے گلے میں ڈال دی جائیگی طوقہ من سبع
ارضین اور بخاری کا متن ہے خسف بہ الی سبع ارضین - ترمذی کہا ابوہریرہ نے ایک دن
حضور صحابہ میں جلوہ گر تھے کہ ابر چھایا ہوا فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے یہ بلند زمین کا سیراب
کرنیوالا ہے اسکو ہانکتے ہیں اور کیا ہے کہا موج ہے رکی ہوئی بھی گر نہیں سکتی اور زمین سے
پانچسو برس کا فاصلہ ہے اسیطرح سات آسمان ذکر فرمائے اور ہر آسمان کی بلندی کا دور
ہے پانچسو برس کی راہ ہے پھر عرش کو فرمایا ان سے اوپر ہے پھر کہا جانتے ہو تحت میں کیا
کیا ہے - زمین ہے اور اسکے نیچے دوسری زمین ایک زمین سے دوسری تک پانچسو برس کی راہ
ہے - ایسے ہی سات زمینیں گنیں پھر فرمایا خدا اگر تم رسی میں ڈول باندھ کر نیچے کی زمین تک
ڈالو تو وہ اللہ پر گریگا پھر وہاں بھی اللہ ہی کی بادشاہت ہے کہا بعض نے مراد سات
اقلیم ہے مگر یہ تقسیم فرضی غیر معتبر ہے مقابل حدیث کے کب سنی جائیگی سات زمینوں کا ثبوت
ان احادیث سے قابل تسلیم ہوگئی اور ابن عباس سے اخیر میں ہر زمین پر مخلوق اور نبی کا ہونا
منقول ہے - خلاصۃ التفاسیر صفحہ ۲۱۱ - ان احادیث کی مانند تیسیر الوصول
لہ جامع الاصول میں بھی بہت وارد ہوئی ہیں فانظر فیہ - اور اسود قدوقد خبر
میں بھی آئی ہیں -

مگر جناب سید احمد خان صاحب نے اپنی تفسیر میں سبع سموات کے معنے اسطرح لکھے ہیں جو
(سبع سموات) سات کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ سات سے زیادہ آسمان نہ ہوں مگر اس
زمانہ کے لوگ جو بلاد عرب کے سات سیارے ہی سمجھتے تھے کہ آسمان ہیں تو انہیں لوگوں کے خیال کے مطابق
سات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ تعبیر عام ہے [illegible] بلکہ اگلے مفسروں کی بھی یہی رائے
ہے۔ سموات جمع ہے سماء کی جسکے معنے اونچے کے ہیں یہ لفظ عرب کی زبان میں اور یہود یونان
کی زبان میں اس زمانہ سے بولا جاتا ہے جبکہ یونانی علم ہیئت کا وجود بھی نہ تھا۔ قرآن مجید میں
بھی اسی لفظ کا اطلاق اسی محاورہ میں ہوا ہے جو اس زمانہ میں تھا جب کہ قرآن مجید نازل
ہونے کے زمانہ میں اور اسکے بعد تحقیق مسلمانوں میں یونانی علم ہیئت کا رواج ہوگیا تھا
یونانیوں نے آسمان کو ایک جسم کروی شفاف صلب کروی الشکل مقعر و محدب کا محیط زمین کے
جس میں ستارے جڑے ہوئے ہیں تسلیم کیا تھا۔ یونانی حکیموں کے مسائل میں بہت [illegible]
اور سب الاتفاق [illegible] بطور سچے مسئلوں کے تسلیم کئے جاتے تھے یہاں تک کہ قرآن کے بیانات کو
بھی ان کے مطابق کیا جاتا تھا۔ البتہ علم کلام نے یونانیوں کے چند مسائل میں ترمیم اور بعض میں
اختلاف کیا تھا جنکو وہ صریح مذہب کے خلاف سمجھتے تھے اور اسکے سوا باقی مسائل کو بطور سچے
تسلیم کرتے تھے۔ آسمانوں کا مسئلہ بھی ایسا ہی تھا جس میں علماء اسلام نے کچھ تھوڑی سی ترمیم کی تھی
اور اسکے جسم کو [illegible] ہونا اور ستاروں کو اسمیں جڑے ہوئے ہونا اور آسمانوں کے زمین کے گرد
چکر کھانے کو ویسا ہی تسلیم کیا تھا جیسے کہ یونانیوں نے بیان کیا تھا اسی لئے تفسیروں میں اور علم کی
کتابوں میں آسمان کے وہی معنے یا اسکے قریب قریب مروج ہوگئے جو یونانی حکیموں نے بیان کئے تھے
اور یہ بہت بڑی غلطی ہوگئی کہ لفظ تو قرآن کا اور اسکے معنے لئے یونانی حکیموں کے
اور رفتہ رفتہ وہ معنے ذہن میں ایسے راسخ ہوگئے کہ انکا انکار کرنا گویا قرآن کا انکار کرنا تصور
کیا گیا ایسا سمجھنا ہمارا فاسد علی الفاسد ہے اسلئے میں ان معنوں سے جو اکثر مفسرین سمجھتے ہیں انکار
کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ جن جن چیزوں پر قرآن میں سماء یا سموات کا اطلاق آیا ہے وہی معنے
سماء یا سموات کے ہم قرار دینگے نہ وہ معنے جو علماء اسلام نے یونانی حکیموں کی پیروی سے قرار دئے
ہیں قرآن مجید میں جہاں جہاں اسکے [illegible] ہر ایک موقعہ پر آئیگا اسی وسعت پر بھی سماء کا اطلاق ہوا ہے جو
ہر شخص اپنے سر کے اوپر دیکھتا ہے اور اسی نیلی نیلی چیز پر بھی ہوا ہے جو گنبد یا چھت کے مانند ہر شخص
کو اپنے سر کے اوپر دکھائی دیتی ہے اور ان چمکتے جسموں پر بھی ہوا ہے جنکو ہم ستارے یا کواکب
کہتے ہیں۔ بادلوں پر بھی ہوا ہے جو مینہ برساتے ہیں مگر قرآن نے آسمان کے وہ معنے جو یونانی حکیموں نے بیان
کئے ہیں کہیں نہیں بتلائے اسلئے ہم انکا انکار کرتے ہیں اور جو معنے قرآن نے بتلائے ہیں انہی معنوں میں
ہم کو یقین ہے سماء کے لفظ کو سمجھتے ہیں اس مقام پر سماء کے لفظ سے وہ وسعت مراد ہے جو ہر شخص اپنے
سر کے اوپر دیکھتا ہے پس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس وسعت کی طرف توجہ کیا جو انسان کو [illegible] پھر ٹھیک
دکھائی دیتی ہے اور ٹھیک اسکو سات بلندیاں کر دیں۔ سات سیارہ کو اب کوئی [illegible] کہا جاتا ہے
عرب کے بدو بھی ان سے خوب واقف تھے وہ ستارے اوپر تلے دکھائی دیتے تھے۔ یعنی ایک سب سے نیچا اور
اوس سے اونچا اور تیسرا اوس سے اونچا اور علی ہذا القیاس اور ان کواکب کے سبب جو نقطہ روشن [illegible] اس وقت
[illegible] میں دکھائی دیتے ہیں اس وسعت کے سات طبقے جدا جدا اوپر تلے [illegible] ہو جاتے ہیں پس انہی کی نسبت
خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسکو ٹھیک ٹھیک سات آسمان کر دئے۔ یہ [illegible] بیان کئے اگر یہ لوگوں کو [illegible] کی بات معلوم
ہوتی ہوگی مگر یہی معنے بعض متقدمین مفسرین نے بھی سمجھے ہیں تفسیر [illegible] لکھا ہے کہ سماء سے اجرام علوی جسمیں [illegible]
[illegible] میں مراد ہیں یا اوپر کی طرف ہیں انہی [illegible] لفظوں کی یہ تفصیل ہے جو معنے بیان کی۔ تفسیر القرآن
سید احمد خان صاحب [illegible] صفحہ ۴۵۔ افسوس ہے کہ اس مقام میں سید صاحب مفسرین و محدثین متقدمین [illegible]
[illegible] لکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں کو یونانیوں کی طرح مانتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سخت [illegible]
غلطی یہ ہوئی کہ لفظ تو قرآن کا اور اسکے معنے لئے یونانی حکیموں کے۔ [illegible] سید صاحب کا قول [illegible] غلطی
[illegible] اور [illegible] یہ کہ وہ اپنے [illegible] دوسرا [illegible] خود ہی تردید کرتے ہیں
جیسے کہ وہ خود لکھتے ہیں۔ جسقدر علم ہیئت [illegible] مفسرین کی ان تفسیروں سے جو انہوں نے آیات قرآنی متعلق

علم ہیئت کے کل ہیں اور دیگر احادیث اور روایات مروجہ مذہب اسلام میں بیان ہوئی ہیں وہ کسی طرح
علم ہیئت کے موافق نہیں ہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا آسمان میں
دریاؤں کا ہونا آفتاب کا گرم پانی کے چشمہ میں ڈوبنا وغیرہ وغیرہ ایسے مسئلے ہیں کہ علم ہیئت قدیم یونانی جو قطعی
الیقین کا تھا بالکل انکی تکذیب کرتا ہے اور وہ اسی علم کی تکذیب کرتے ہیں - جلال الدین سیوطی نے جو آیات
قرآنی اور روایات اسلامی سے اخذ کر کے ایک ہیئت اسلامی بنائی ہے اور اسپر ایک رسالہ مسمی الہیئۃ السنیہ
فی الہیئۃ السنیۃ تحریر کیا ہے ایک مسئلہ بھی اسکا علم ہیئت یونانی سے موافقت نہیں رکھتا اسمیں بہت سی
روایات لکھی ہے کہ عرش یعنی فلک الافلاک کے گرد چار نہریں ہیں ایک نور کی ایک نار کی ایک برف کی
ایک پانی کی پھر لکھا ہے کہ جسقدر کل دنیا کے لوگوں کی بولیاں ہیں اتنی ہی زبانیں عرش کی ہیں پھر لکھا ہے
کہ عرش سرخ یاقوت کا ہے اور عرش کے نیچے جو مچھلی ہے ایک روایت کی سند پر لکھا ہے کہ عرش سبز زمرد کا
ہے اور اسکے چار پاؤں یاقوت احمر کے ہیں - عرش کے آگے ستر ہزار پردے ہیں ایک فرشتہ کا ایک [illegible] کا
جبرائیل نے کہا اگر میں ذرا بھی اسکے پاس جاؤں تو جل جاؤں - بیت - اگر یک سر موی برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم - پھر لکھتے ہیں کہ سات زمین مثل سات آسمانوں کے تو بر تو ہیں ہر ایک کی
موٹائی پانسو برس کی راہ چلنے کے برابر ہے اور ہر ایک طبقہ زمین کو ایک دوسرے سے اسیقدر
فاصلہ ہے - رعد کو وہ ایک فرشتہ اور اسکی آواز کو کڑک اور اسکے چابک یا کوڑے کی چمک کو
بجلی قرار دیتے ہیں آسمانوں کو مثل قبہ کے کہتے ہیں اور اسمیں دروازے قرار دیتے ہیں - مد و جزر
سمندر کی بابت روایت کرتے ہیں کہ جب فرشتہ سمندر میں پاؤں رکھدیتا ہے تو مد ہو جاتا ہے
اور جب نکال لیتا ہے تو جزر ہو جاتا ہے - غرض کہ اسیطرح لغو و مہمل و موضوع روایتیں اسلام میں
ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے اور اسپر یقین کرنا چاہتے ہیں اور علما بھی مثل سوداگر
مذہبی کے انکو اپنی تصنیفات میں جگہ دی ہے اور علم ہیئت یونانی ان سب کی تکذیب کرتا ہے پس ہیئت
یونانی اور اسکے مسائل کو بالکلیہ دین سے تعلق ہے تاکہ انکی تردید کیجائے یا وجہ تطبیق بیان ہو اگر ہم
ہیئت قدیم یونانی سے درگذر کریں اور ہیئت جدید پر جو اب تمام علمی دنیا میں مسلم ہے نظر ڈالیں
اور دیکھیں کہ جسپر بلکہ کل اہل علم کا اسپر اتفاق ہوتا جاتا ہے تو وہ مثل آگ اور خشک پھونس کے موجودہ
مسائل اسلام کو نہ کہ حقیقت اسلام کے برخلاف ہے پس یہ کہنا کہ دین کو نفیاً و اثباتاً [illegible] سے تعلق
نہیں ہے صحیح غلط ہے - النظر سید احمد خان صاحب [illegible] اس تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت
ہوگئی کہ اسلامی آیات شریف و احادیث منیفہ متعلق علم ہیئت نہ بالکلیہ ہیئت بطلیموسی کے موافق ہے
اور نہ ہیئت فیثاغورسی کے مطابق - پس آیات قرآنیہ کے معانی ہیئت فیثاغورسی کی مانند کرنا بھی صریح
غلط ہے - اور پھر سید صاحب نے احادیث صحاح کی نسبت یہ لکھا ہے کہ (غرض کہ اسیطرح لغو و مہمل
و موضوع روایتیں اسلام میں ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے) یہ انکا بلا دلیل
کہنا نہایت غلطی پر مبنی ہے - مگر احادیث صحیح کی نسبت انکی یہ جرات تعجب خیز نہیں کیونکہ انکا خیال قرآن
مجید کی نسبت یہ ہے جیسے انہوں نے اپنی کتاب تحریر فی اصول التفسیر لکھا ہے - میں نے بقدر اپنی طاقت کے تفسیروں
کو دیکھا اور بجز ان مضامین کے جو علم ادب سے علاقہ رکھتے ہیں باقی کو محض فضول اور مہمل بے بنیاد روایات
ضعیف و موضوع اور قصص بے سروپا پایا جو اکثر یہودیوں کے قصوں سے اخذ کئے گئے تھے - پھر لکھا
ہے کہ اصل رابع یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن بلفظہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا
خواہ یہ تسلیم کیجاوے کہ جبرئیل فرشتہ نے آنحضرت پر وحی پہنچایا ہے جیسے کہ مذہب عام علمائے اسلام کا ہے یا
یا ملکہ نبوۃ کو جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القا کیا ہے جیساکہ میرا خاص مذہب ہے
یا بقول بیت - نہ جبرئیل امین قرآن بہ پیغامے نہ خواہم [illegible] ہمہ گفتار معشوق است قرآنیکہ من دارم
تم خود اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی مضمون اصل میں مجرد عن الالفاظ آہی نہیں سکتا اور نہ القا ہو سکتا
ہے مضمون کا الفاظ سے مجرد ہونا خیالات غلطی سے ہے اس لئے قرآن مجید بلفظہ آنحضرت کے قلب پر نازل ہوا تھا -
التحریر فی اصول التفسیر سید احمد خان صاحب

اور جو مولوی ذکاء اللہ صاحب نے اپنی کتاب سائنس و مذہب کی رزم و بزم میں لکھا ہے [illegible]
[illegible] بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور علماء اسلام نے [illegible]
علم ہیئت کے مطابق قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کی ہے کیونکہ وہ [illegible] فاسد علی الفاسد ہے [illegible]
حکیموں کے قول کے مطابق ہونے سے دوسرا فاسد [illegible]
بر خلاف نظام یونانی حکیموں کا ثابت ہوا ہے اور علماء اسلام نے جو لفظ سبع سموات [illegible]
سات آسمان سمجھے لیکن یقیناً [illegible] علماء اسلام کی غلطی ہے کہ [illegible] کلام الٰہی خلاف واقع نہیں
ہو سکتا [illegible] ثابت ہوا کہ سبع سموات کا وہ مطلب نہیں جو مفسرین نے سمجھا ہے
پھر ہم [illegible] دوسری طرح سمجھا [illegible] کہ قرآن [illegible] کسی چیز [illegible] اور اصلی واقعیت [illegible]
کسی دلیل [illegible] کی بات نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] کا خالق جاننا تو اسلام ہو [illegible] کا خالق جاننا [illegible]
[illegible] الاسلام [illegible] الکفر ۔ (نعوذ باللہ من ذلک) سید صاحب کی اور
[illegible] تہذیب الاخلاق میں محسن الملک صاحب اسی طرح لکھتے ہیں ۔
[illegible] کہ قرآن مجید [illegible] ہر ایک مسلمان کو اسی بات کا اعتقاد [illegible] کہ آسمان
[illegible] اور دنیا [illegible] اور ستارے [illegible]
[illegible] کہ سما یعنی آسمان کا لفظ ہر اوپر کی چیز [illegible] زمین کے
[illegible] سورج ۔ ستاروں پر بھی سما کا لفظ اطلاق ہوتا ہے
[illegible] سما کا لفظ اطلاق ہوتا ہے اور بادلوں پر بھی
[illegible] سبع سموات [illegible] بسیط ہے سما کا لفظ اطلاق ہوتا ہے
[illegible] سات اونچی طبقوں
[illegible] آسمان کا وجود ثابت نہیں ہوتا ۔ [illegible] آیت سے
[illegible] آسمان سے [illegible] مراد [illegible]
[illegible] سبع طرائق [illegible] اور سات راستے [illegible]
[illegible] آسمان اور ستاروں [illegible] ایک ہی چیز ہے [illegible] ثابت ہوتا ہے
[illegible]
[illegible] سید صاحب [illegible]
[illegible] تفسیر القرآن [illegible] سبع سموات [illegible]
[illegible] سات آسمان [illegible] طبقات [illegible]
[illegible] آیات قرآن مجید [illegible] آسمان [illegible] سات [illegible]
[illegible]

(۶) بہشت وہ طبقہ جس میں ستارے ہیں (لقد جعلنا فی السماء بروجا و زینٰها للناظرین)۔ (۷) ہفتم وہ
طبقہ جو جان سب کھلا اور برابر بہشتوں کی جگہ ہے۔ جنۃ عرضها السموات والارض اعدت للمتقین
تفسیر القرآن بالقرآن صفحہ ۱۷۶۔ اور دیانند لکھتا ہے (اندر جیل یگما ۱۱۱ ...)
پہلا آسمان چھت کیسی کی ہو سکتی ہے یہ جہالت کی بات ہے آسمان کو چھت ماننا تمیز کی بات
ہے اگر کسی اور کو زمین آسمان مانتے ہوں تو یہ لڑکے کی بات ہے۔ ستیارتھ پرکاش ص ۵۵۲ وہ
پھر لکھتا ہے (فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذی کفر الآیۃ) آیت کا ترجمہ
بعد یہی ایسے تو باتیں کی ہیں وہ بچے بھی لکھی گئی ہیں (نعوذ باللہ من شر ذلک) اب ہر طرف سے التماس
چاہتے ہیں اور نہایت عاجزی سے باادب التماس کرتے ہیں کہ جب تک آریہ لوگ ہم حنفیوں اہل سنت
والجماعت متبعین مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے معتقدات پر حملہ کرنے کیوں نکلے ہم آسمان کو
موافق کتاب الٰہی قرآن مجید و احادیث شریفہ کے اور مطابق اعتقادات مفسرین و ائمہ
مجتہدین اور دیگر متبعین کے مانتے ہیں اور آریہ ان پر اعتراضات کرتے ہیں اگر ہم بھی
ان کا جواب لکھتے ہیں تو یہ محض امر مجبوری ہے کیونکہ ہم اپنے معتقدات کو درست اور صحیح
مانتے ہیں اور سچ اور حق جانتے ہیں۔ اور ان کو دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں وباللہ نستعین وھو الموفق
والمعین۔ سید احمد خان صاحب اور محسن الملک صاحب اور بعض قادیانی صاحبان کی تفاسیر
جواب ہو سکتے ہیں مگر وہ ان کے اپنے طریقے پر ہیں ہمارے مذہب کے موافق نہیں ہیں
جناب مولوی ... خان صاحب شرح العقائد میں لکھتے ہیں۔ سید صاحب نے جو یہ دعویٰ کیا کہ
سماء کے معنی اور ... ہیں اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر بلندی کو سما کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے
اور یہ جو کہا کہ مسلمانوں میں یونانیوں کے مسئلے بطور سچے مسئلوں کے تسلیم کیے جاتے ہیں یہ بھی
صحیح نہیں اس لیے کہ مسلمان یونانیوں کے ان مسئلوں کو جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں یقیناً
جھوٹا جانتے ہیں اور جن کے بیان سے قرآن و حدیث ساکت ہیں ان پر بھی اعتقاد و یقین نہیں
کرتے اور جو ان کے موافق ہیں ان پر اس وجہ سے یقین کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے بھی اسی طرح
ثابت ہیں نہ اس وجہ سے کہ یونانیوں کے اقوال ہیں یہی حال آسمانوں کے باب میں ہے۔ تفسیر کبیر
میں سماوات کے باب میں لکھا ہے کہ بیان الافلاک میں یونانیوں کا قول اسی قسم سے ہے کہ
گھر کی چھت کو اس بات سے ... آدمی کی عقل کو ان چیزوں کے جاننے کی کوئی سبیل نہیں اور سوا
اس ذات کے جو ان کا خالق ہے کسی کا علم ان پر محیط نہیں ہے اس باب میں دلائل سمعیہ پر اختصار
کرنا واجب ہے اتنی ... جس قدر اطلاقات لفظ سما کے لکھے ہیں ان کو یہ مسلم نہیں قرآن میں جا بجا
ستاروں کو سما سے جدا بیان کیا گیا ہے جیسے اذا السماء انفطرت و اذا الکواکب انتثرت۔ یعنی
جب آسمان پھٹیں اور ستارے بکھریں۔ دیکھو دونوں کے ... الگ الگ صفتیں ذکر کی ہیں
جن سے ان کا تغایر بخوبی ثابت ہوتا ہے اور وسعت محض بھی مراد نہیں ہو سکتی اس لیے
کہ قابل انفطار نہیں بلکہ صرف خلو ہے پس جیسا کہ عام ہے وہی معنی مراد ہیں جو اس کے حقیقی
و متبادر معنی ہیں یعنی آسمان اسی کے مسلمان معتقد ہیں اگر قرآن نے آسمان کے وہ معنی جو یونانی
حکیموں نے بیان کیے ہیں نہیں بتلائے تو وہ معنی بھی جو فیثاغورث کے حکیموں نے بیان کیے ہیں نہیں بتلائے
ہیں اس سے نظام بطلیموسی والے آسمانوں کے خرق والتیام کے منکر حال کی تحقیقات آسمان
کا وجود ہی باقی نہ رہا کبھی ایسا بھی ہوگا کہ نظام فیثاغورثی بگڑ جائیگا انسانوں کی عقلیں
جس کدورت میں ڈوبی ہوئی ہیں وہ اصلی حالت کو دریافت کیسے کر سکتی ہیں حضرات انبیا علیہم السلام
کے نفوس مقدسہ نہ جن پر ان عقلوں کی تحقیقات میں ہمیشہ اختلاف ہوتا رہتا ہے اور
کا وجود ثابت ہو گیا ہے جبکہ نفوس مقدسہ نے خبر دی ہو ... آسمان سے اس کا حال معلوم ہوا
قدیم ... اہل مشرق میں آسمان و زمین کے پیدا ہونے کا حال درج ہے اگر آسمان صرف جوف ہے

آسمان ... کا نام ہے تو وہ تو پہلے ہی تھا پھر اس عبارت سے کیسا پیدا کرنا مراد ہے۔ سوم
الفاظ ... اور ... کا جواب جیسے ... دیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔ اتھروید
... جیسے گھوڑا ... ادھی ... ہے تو زمین سمندر اور آسمان اس میں
میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ زمین و آسمان کا ... ملا ہوا ہے۔ ... کھنڈ پر
... سوم ... سات ... آسمان ... پانی ہو ... مطلب اس منتر کا
... آسمان کو ... ہزار دن کی مسافت پر ہیں اور ... تمام دیوتاؤں کو ...
... تمام عالم کو دیکھتا ہوا ... آسمان ... ہزار دن کی راہ ہے۔ ...
... آٹھویں آسمان ... ہے ...
... ایک مضبوط گھوڑے کی روزانہ مسافت کا نام ہے گویا
زمین سے آسمان ایک گھوڑے کی ہزار دن کی مسافت ہے۔ ... ۱۶ میں زمین آسمان
کا فاصلہ ہزار گائے ... ہے۔ اور ... میں ... ۳۰۰ میل کا فاصلہ
... سات زمین سات آسمان اور سات سمندر ... ہیں
... پہلا ... نام ... ہے ... تک ... ہے
دوسرا آسمان ... ہے ... منتر ... ہے۔ تیسرا
... ہے ... لوگ کہتے ہیں۔ چوتھا ... لوگ ...
... (۶) ... (۷) ...
... ان سات آسمانوں میں جو جو دیوتا (فرشتے) اور مخلوق رہتی ہے
... ذکر ... اور تیسری ... پانچویں ... کے
... ہے۔ ... ستیارتھ پرکاش ... صفحہ ۳ اور ۱۲۴ ...
۲۲۳ ... ہے۔ ... ۵ منتر ۳ ... اور ...
... آسمان پر ... ہے۔ ... ۳ کھنڈ ۱۹
... منتر ... ہے۔ دو ... پہنچے ... بہشت ہوا اور ...
اور ... میں ... ہو گیا ... آخر ... دونوں ...
میں سے ایک ... کا اور دوسرا ... زمین ... اور ...
... آسمان ... گیا۔ اور اتھروید ... ۱۵ ... ہے ... منتر ... آدم
... ہے ... (...) زمین اور ...
... آسمان کو اپنی ... بنایا اس ... سلام ہے۔ اور اتھروید ...
... منتر ...
... ہی ... (دنیا) کی جگہ
... آسمان ... میں ... تمام موجودات میں
... اور آسمان کی ... اپنی ... ہوں ... (اتھروید ...)
اور اتھروید ۱۰/۸ ... کا نام ... کیا ...
... منتر ... دیوتا ... جو پہلے آدم کو
... آسمان پر چڑھ گیا ہے (... آسمان پر چڑھ گیا ہے) اور اتھروید ...
جس کا مطلب ... آسمان پر جا کر ... آسمان کے ... کیا گیا۔ ویدک ...
ویدوں میں اس طرح کے اور بھی کئی ایسے منتر ہیں جن سے آسمان کا وجود ...
... ہے۔ مثلاً اتھروید ... میں ... زمین ... کی ...
آسمان ... ہے۔ اور اتھروید ۳ ... میں آسمان ...

اپنے بازوؤں سے اوٹھایا ہوا ہے (وغیرہ وغیرہ) دیکھو اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان جسم دار
ہیں - پس انکا اعتراض مذکورہ باطل و لغو ہے - بلکہ ہر ایک مذہب میں آسمان کا ذکر ہے کتب آسمانی میں
جیسے [illegible] برکت میں ہے - نکتہ اول - قرآن - انجیل - توریت زبور صحیفہ آدم - دساتیر - ژند
اوستا - ان میں آسمان مانے ہیں اور انکی گردشیں مانی ہیں - جیسے توریت کتاب پیدائش باب ۲
آیت ۴ - میں ہے کہ یہ آسمان اور زمین کی پیدائش کا بیان ہے جب وے پیدا ہوئے جس دن کہ خداوند
خدا نے زمین اور آسمان کو بنایا - ۲۲ تا [illegible] کتاب سلاطین آیت ۱۹ - پھر اسنے کہا کہ تو
کلام خداوند کا سن کہ میں نے خداوند کو اسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اسکے
پاس اسکے داہنے ہاتھ اور اسکے بائیں ہاتھ کھڑا تھا - کتاب سلاطین باب ۲ آیت ۱ - اور یوں ہوا کہ جب
خداوند نے چاہا کہ ایلیاہ کو ایک بگولے میں اڑا کے آسمان پر لیجاوے تب ایلیاہ و الیشع کیساتھ جلجال سے
چلا [illegible] آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے - انجیل متی باب ۳ آیت ۱ - اور ان دنوں میں اس تکلیف
کے بعد سورج اندھیرا ہوگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور آسمان سے ستارے گر پڑینگے اور آسمان کی
قوتیں ہلائی جاوینگی - انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۲۴ - اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا - انسے جدا
ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا - انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۵۱ - اسیطرح توریت و انجیل میں اور بہت سی
آیتیں ہیں جنسے آسمانوں کا ثبوت ہے - اور ژند پاژند سے ترجمہ میں ہے - [illegible] کا جز [illegible]
[illegible] ہوتی ہے [illegible] - [illegible] ز بیداری [illegible]
[illegible] - اسی آیت میں بھی آسمانوں کا وجود مجسم مسلم ہے - [illegible] آسمانہا
ظاہر ہیں - اور عقل دلائل آسمانوں کے ثبوت میں یہ ہیں (دلیل اول) دو چیزیں [illegible]
[illegible] (۱) فوق (بلندی) (۲) تحت (پستی) ہر فوق کی کوئی ایسی انتہا ہو کہ [illegible]
[illegible] ہے جس سے اوپر کچھ نہو - اور ہر تحت کی بھی کوئی ایسی انتہا ہونی لازمی ہے جس کے
نیچے اور کچھ نہو - ورنہ غیر متناہی کا وجود لازم آئیگا جسکا خارج میں پایا جانا محال ہے اور [illegible]
[illegible] پر ہی اسپر قائم ہیں - نیز اگر فوق و تحت کی کوئی حد نہ قائم کیجیئے تو لازم آئیگا
کہ دنیا میں فوق و تحت حقیقی وا ضافی کا وجود دنیا میں موجود ہی نہیں ہے - اور یہ خلاف
واقع ہے - اور باطل ہے - حد اگر فوق و تحت کی کوئی حد مقرر نہوگی تو اسکی طرف اشارہ و رفتار و اشارہ
اشارہ [illegible] ہوگا محال [illegible] - پس جس جگہ اشارہ منتہی ہوتا ہے وہ انتہا و حد اشارہ وجود
کا جسم ہوگا پس وہی جسم جس پر اشارہ تو منتہی ہوگا - سما - فلک - آسمان ہے (دلیل دوم)
رنگ وہی [illegible] (وغیرہ) ایک صفت عرضیہ ہے جو کسی ذات جسم موجود کے [illegible]
[illegible] کسی چیز جسم کے بغیر رنگ کا پایا جانا محال ہے - پس جانب فوق میں یہ رنگ نیلا یا فیروزی یا [illegible]
جو نظر آتا ہے اور مشاہدہ ہوتا ہے وہ کسی جسم کے ساتھ قائم ہے - یعنی جسم موجود فی الخارج [illegible]
پس وہی جسم جسکے ساتھ جانب فوق میں یہ نیلا یا فیروزی رنگ قائم ہے وہی جسم سما - فلک - آسمان ہے
(دلیل سوم) شیشے اور پانی میں عکس اوسی چیز کا پڑ سکتا ہے جو چیز خارج میں موجود ہے - اور
خیالی چیز کا عکس نہیں پڑ سکتا - اور چونکہ آسمان کا عکس شیشے اور پانی میں نظر آتا ہے لہذا ثابت ہوا
کہ آسمان جسم دار شئے ہے - پس وہ جسم موجود فی الخارج ہے - (دلیل چہارم) نظر آسمان تک
جاکر رک جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اگر آسمان جسم دار چیز نہ ہوتا تو نظر آگے بھی بڑھتی
[illegible] پس ثابت ہوا کہ وہ جسم چیز ہے (دلیل پنجم) [illegible] آسمان کا جسم دار ہونا
مشاہدہ کیا ہے [illegible] اتفاق ہے - اور [illegible] فرماتا ہے [illegible]
السموات [illegible] اور مولانا [illegible] علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ابیات - چنان [illegible]
نیلوفری [illegible] نیست [illegible] چنان [illegible]
[illegible] زمین و زمان [illegible] گردش [illegible]

تو جدا اگر اندیشہ گردد بلند شود سر خود سر راں نادرد زمین گنجد ۔ اور تفسیر حقانی میں ہے کہ ایلیا کا سب الموت
دعا یہ ابن قری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حقائق موجودات کیسا کچھ اور زمین و آسمان
کے حالات متعلق ہے انبیاء علیہم السلام کے فرمودہ کے مقابلہ میں سب کو (سا فلسفہ کے حق لگو) تو تجارت
باطلہ اور مخبر دماغ اور حواس کا قصور سمجھتا ہے اور اذا جبعض وتعسف ۔ تفسیر حقانی ج ۲ صلہ ۔
اور تفسیر مواہب الرحمان میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ آسمان کوئی چیز نہیں جواب یہ کہ شبہ دریا و
جھیل اور تمام پانیوں میں عکس اسکا نظر آتا ہے اگرچہ جسم نہیں تو مشتبہ ہے نیلا عکس ہے
اور یہ بالکل باطل ہے کیونکہ عکس کے واسطے جسم کا ہونا ضروری ہے ۔ علاوہ اسکے یہ خیال
حکماء اگر بے انتہا ہے کیونکہ اسکی حد نہیں تو بے انتہا دوری کا موجود ہونا قطعاً باطل
ہے اور اگر انتہا ہے تو وہی آسمان ہے (بیان مفرضہ بے انتہا دوری کے محال ہونے کے ابطال میں ۔
بزرگ علم مساحت ایک عقلی دلیل [illegible] ہے) یہی معلوم ہوا کہ بے انتہا کا وجود موجود نہیں
اس دلیل کو غور سے دیکھو تو خود ہی بات معلوم ہو جاتی ہے ۔ تفسیر مواہب الرحمان [illegible]
(اور وہ عقلی دلیل انہوں نے یہ بیان کی کہ اگر کہو کہ بے انتہا دوری موجود ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فرض
کیا [illegible] انتہا کی طرف [illegible] اگر بے انتہا ہے تو [illegible] ایک جریب [illegible] برابر اس انتہا تک چلی گئی
ہے اور دوسری جانب [illegible] اپنے سرے [illegible] ہم کہتے ہیں کہ جریب کا اوپر کا کنارہ دونو برابر انتہا
تک ہے اور نیچے کا سرا ایک قدم [illegible] اور دوسرا چھوٹا [illegible] چھوٹا بھی قدم [illegible]
دوسرا بڑا برابر [illegible] جاؤ [illegible] ایک چھوٹا بڑا [illegible] اگر چھوٹا [illegible] تو وہیں
انتہا ہو گی اور اگر بے انتہا ہے تو بے انتہا ہونے میں دونو برابر ہیں حالانکہ تمہاری آنکھوں
کے سامنے ایک چھوٹا تھا اور ایک بڑا تھا ۔ اور جو کہ چھوٹا و بڑا دونو برابر ہوتے وہ عقلی
(قطعی ہے) تفسیر مواہب الرحمن [illegible] اب میں کہتا ہوں جب آسمان کا ہونا ثابت ہوا آنکھوں
کے دیکھنے سے بھی اور عقل کی قطعی دلیل سے بھی اور تمام مخلوقات جو لاکھوں برس سے چلی آتی ہے سب
میں سے کسی نے انکار بھی نہیں کیا اور ارسطو وغیرہ نے نہایت بلند رصد گاہ بابل وغیرہ سے [illegible]
بھی کر لیا غرضیکہ (آسمان) بلا دلیل انکار کے سوا [illegible] قطعی ثبوت ہوا ۔ تفسیر مواہب الرحمان [illegible]
جب آسمان [illegible] جرم ہونا ثابت ہو گیا تو زمین کی حرکت محوری اور [illegible] ہے
وہ باطل ہو گئی جیسے کہ تفسیر مواہب الرحمان میں ہے ۔ اور یہ امر ثابت کر چکے ہیں کہ آسمان کا وجود
صاف دلیل سے ثابت ہے تو یہ زمین آسمان کے بیچ میں اسی کی کشش ہے اور جس نے کہا کہ زمین آفتاب
کے گرد گھومتی ہے اسنے [illegible] قدرت دیکھو کہ اسکے بیان سے جیسے ہم ثابت کر چکے
ہیں اسطرح کہ جب آفتاب کے گرد گھومتی ہے تو آفتاب مرکز ہوا اور زمین کا دورہ جو تین سو
پینسٹھ (۳۶۵) روز میں پورا ہوتا ہے محیط ہے اور نصف قطر آفتاب کی دوری زمین سے
[illegible] اس [illegible] تو پورا قطر آفتاب کی دوری زمین سے [illegible] گردش
[illegible] محیط [illegible] پیمائش [illegible] اور زمین کا قطر آٹھ ہزار میل تو محیط [illegible] تو اب [illegible]
کہ زمین کے محیط کو تین سو پینسٹھ (۳۶۵) میں ضرب دینے سے مقدار [illegible] ہو جائے
جو محیط گردش کی ہے [illegible] کروڑ میل کا تفاوت ہے ۔ (اسکا تو [illegible]) [illegible] عقلی ہے ۔
تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۔ اور تفسیر حقانی میں ہے کہ قدیم سے ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل
ہے کہ ثوابت آسمان میں [illegible] نزدیک تو [illegible] آیت کے ظاہر میں (یعنی آیت وکل فی فلک یسبحون کے)
اور جمہور اہل اسلام بھی ان آیات وغیرہ سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں مگر حکماء کا ایک فریق
کہتا ہے کہ آفتاب [illegible] فلک میں جو تجویز ہوئے ہیں وہ اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت
کرتے ہیں اور فلک کوئی جسم دار چیز نہیں ہے [illegible] ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت
کرنا ہے ۔ اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتے کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے

جیسا کہ بعض کا قول ہے مگر یہ قول محققین کے نزدیک درست نہیں تفسیر حقانی ج ۱ - سبع سموات طباقا سے مراد واقعی سات آسمان جو اوپر تلے ہیں یا سیارات ستارے تو طباقا [illegible] نیچے اوپر ہیں اور جب ستارے ایسے نہیں تو آسمانوں کی وسعت کا کیا ٹھکانا جس میں یہ حرکت [illegible] جب فلسفہ آسمانوں کا قائل نہیں رہا ان طبقوں ستاروں کو سبع سموات کا مصداق [illegible] مگر سورت سو الخلیفۃ کے باب میں اور آیات میں آسمانوں کا بتانا اور کو نے پاک [illegible] سمجھتے ہیں اللہ حکیم سب اسکی شہادت دے رہے ہیں - حقانی - (سبع سموات) ف سات آسمانوں اور قرآن سے ثابت ہوگی عقل ہے کہ آسمان اس سے زیادہ بھی ہوں اسی لئے کہ قرآن میں سات آسمانوں کا وجود تو اس سے زیادہ کی نفی کا ثبت نہیں ہوتی لیکن اگر کوئی زیادہ کا دعویٰ کرے تو سوائے مخبر صادق کے بیان کی کا اعتبار [illegible] لائق نہیں مگر عدد جو عرش و کرسی کے مسلمانوں کے نزدیک بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ آسمانوں کو [illegible] اسلئے آٹھواں آسمان [illegible] سبب ہے کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ زمین اور آسمانوں کو [illegible] لیکن [illegible] اور قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ [illegible] کے [illegible] آسمان [illegible] میں [illegible] - یونانی حکماء کا قول کہ آسمان [illegible] ہے - [illegible] آسمانوں کے [illegible] مسلمانوں کے نزدیک صحیح نہیں بلکہ [illegible] آسمان [illegible] کا فاصلہ [illegible] - آسمانوں کے بیان میں ایک طویل حدیث نقل کی جس میں [illegible] آسمان سے دوسرے [illegible] صحاح کی حدیثوں سے ثابت ہوا ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آسمانوں پر [illegible] جب [illegible] اور جب آسمانوں کا وجود صریح قرآن و حدیث سے یقینی طور پر ثابت [illegible] آسمان کے انکار کا قول مشہور ہوا ہے یقیناً [illegible] - ف [illegible] [illegible] تفسیر میں اس موقع پر اول تو مسلمانوں بہت [illegible] لیکن گروہ [illegible] مسلمانوں [illegible] یونانیوں کا قول [illegible] اور [illegible] کے مطابق قرآن کی تفسیر [illegible] مسلمانوں کو [illegible] [illegible] قرآن و حدیث [illegible] ثابت [illegible] اعتقاد [illegible] [illegible] لفظ قرآن [illegible] مستعمل ہوا ہے [illegible] [illegible] مراد [illegible] قرآن کے آیتوں کو نقل کر کے [illegible] آسمان [illegible] آسمان [illegible] سوات [illegible] مراد [illegible] آسمانوں کے [illegible] آسمان مثل چھت یا گنبد کے [illegible] صاف [illegible] والسماء سقفا محفوظا اور آسمان کو چھت محفوظ اور [illegible] قرآن میں - اذا السماء انفطرت و اذا الکواکب انتثرت - یعنی جب آسمان پھٹیں اور کواکب [illegible] - بعض [illegible] مراد اجرام علوی [illegible] [illegible] سات [illegible] حقیقی معنے لفظ سماء کے ہیں - یا [illegible] آسمان [illegible] آسمان [illegible] - [illegible] سموات کے لفظ سے [illegible] آسمان [illegible] [illegible] میں بہت [illegible] قول [illegible] اور اگر ان سات آسمانوں کا [illegible] [illegible] اختلاف باقی نہیں رہتا - تفسیر [illegible] (مطبوعہ ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۵) - اور [illegible] آسمان کا [illegible] اور [illegible] اور [illegible] آسمان [illegible] آسمانوں کا [illegible] ثابت ہے اور [illegible] آسمانوں [illegible] [illegible] - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (الحدیث) تفسیر [illegible] [illegible] التفاسیر میں ہے - ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات وھو بکل شیء علیم ۞ پھر آسمان کا قصد کیا اور سات آسمان بنا دیئے اور وہ سب کچھ جانتا ہے ف آسمانوں میں عرش و کرسی [illegible] آسمان بہ نسبت زمین کے [illegible] لطیفہ رفیع ہے کرسی و عرش آسمان سے بلند و وسیع ہے - در منثور - عبداللہ بن [illegible] حرارت اور حرارت سے دھواں اور دھواں [illegible] آسمان پیدا کیے [illegible] ابن عباس نے فرمایا زمین سات ہیں - [illegible] جہنم [illegible] دوسری روایت [illegible] آفتاب [illegible]

پرالم کی مہر ہے اور فرشتہ کی افظ - در منثور جیسا کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جانتے ہو زمین سے آسمان تک کسقدر
فاصلہ ہے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا پانچسو برس کی راہ اور ہر آسمان اسیقدر گندہ (موٹا) پھر ایک آسمان سے دوسرے
تک اسی قدر فاصلہ اور اسیطرح ہوتے ہوتے ساتویں آسمان پر ایسے ہی ایک دریا جسکی گہرائی پانچسو برس کی راہ
اسپر آٹھ بکرے ہیں یعنی فرشتے ان کے کھر سے کمر تک پانچسو برس کی راہ اور اسپر عرش ہے اسکے اعلی و اسفل میں
اسیقدر ہے اسپر حق جل و علی اپنے بندوں کے اعمال سے خبردار - ایک روایت میں ہے کہ آسمان پر کرسی کا اسپر
پانی اسپر عرش ہے - ربیع بن انس سے مروی ہے کہ آسمان اول کی بنی موج ہے - دوسرا پتھر کا تیسرا لوہے کا
چوتھا تانبے کا پانچواں چاندی کا چھٹا سونے کا ساتواں یاقوت سفید کا اسپر نور کا [illegible]
حجابات کا نام [illegible] ہے - اور سلطان [illegible] سے منقول ہے کہ پہلا آسمان زمرد سبز کا ہے نام اسکا دیقاعہ
دوسرے کا نام ارقلون سفید چاندی کا تیسرے کا نام قیدوم سرخ یاقوت کا چوتھے کا نام [illegible] چمکتے ہوئے موتی کا ہے
پانچویں کا نام [illegible] سرخ سونے کا ہے چھٹے کا نام [illegible] زرد یاقوت کا ساتویں کا نام عروس [illegible] نور کا آسمان ہے - اور فرمایا
علی [illegible] کہ پہلے کا نام رقیع اور ساتویں کا نام عرابہ ہے - خلاصۃ التفاسیر ہے - اور اہل مذہب کی طرح پر
اختلاف [illegible] سطرہ بھی ہے - فی خبر الشامی عن امیر المؤمنین انہ سالہ عن خلق السموات قال [illegible] وسالہ عن
اسماء الدنیا [illegible] قال من موج مکفوف وسالہ عن طول السموات السبع واسمائہا فقال لہ اسم سماء الدنیا
رقیع وہی من ماء ودخان واسم السماء الثانیۃ قیدوم وہی علی لون النحاس والسماء الثالثۃ واسمہا الماروم
وہی علی لون الشبہ والسماء الرابعۃ واسمہا ارقلون وہی علی لون الفضۃ والسماء الخامسۃ واسمہا
ہیعون (ہیعون) وہی علی لون الذہب والسماء السادسۃ واسمہا عروس وہی یاقوتۃ خضراء
والسماء السابعۃ واسمہا عجماء وہی درۃ بیضاء - بحار الانوار ج ۱۴ ص ۳ [illegible] یعنی اسیطرح کی بہت حدیثیں
آئی ہیں - اور تفسیر روح البیان میں ہے (ومن الارض مثلہن) ای وخلق من الارض مثلہن ای مثل
السموات السبع فی العدد والطباق [illegible] یعنی پیدا کیا از زمین مانند آسمانہا بعضی در تحت بعضی - واختلف
فی کیفیۃ طباق الارض فالجمہور علی انہا سبع ارضین طباقا بعضہا فوق بعض بین کل ارض وارض مسافۃ
کما بین السماء والارض وفی کل ارض سکان من خلق اللہ [illegible] وقال الضحاک مطبقۃ بعضہا فوق
بعض من غیر فتوق [illegible] بخلاف السموات قال القرطبی والاول اصح
لان الاخبار دالۃ علیہ کما روی البخاری وغیرہ (الحدیث) [illegible] ونقول ان الارض بعضہا فوق بعض
وغلظ کل ارض مسیرۃ خمسمائۃ عام وکذا ما بینہا علی ما دل علیہ حدیث ابی ہریرۃ وفی الحدیث من
اخذ من الارض شبرا بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین [illegible] ما فی القرآن
آیۃ تدل علی ان الارضین سبع الا ہذہ الآیۃ وان ما بین کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وکذا [illegible]
کل سماء والارض فوق السموات - تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر [illegible]
خمسمائۃ عام وکذا [illegible] فالسماء الدنیا موج مکفوف [illegible] - تفسیر روح البیان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ج ۲ ص ۱۴۹ [illegible]
[illegible] ذات الرجع [illegible] جہاں سے حرکت کرتا ہے [illegible]
آتا ہے - آسمان گردش کرتا ہے اور اسکی گردش اپنی مرکز پر ہے - تفسیر جواہر القرآن [illegible]
[illegible] - کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑ کو میخ نہیں کردے جس سے زمین
قائم و ساکن ہے - خلاصۃ التفاسیر [illegible]
[illegible] حرکت نہیں -
[illegible] یعنی سبع ارضین [illegible]
[illegible]
[illegible] جلالین -
[illegible] جلالین - [illegible] فی السماء السابعۃ تحت العرش
[illegible] سقف کا [illegible] - تفسیر [illegible] - جعل لکم الارض [illegible]
علی ان شکل الارض بسیط [illegible]

ہو یا مجموعہ طیران طیور و تسخیر سحاب زمین اور آسمان کے درمیان سے ہو۔ آسمان دنیا سے اوپر ہے دوسرا
ہے قرآن کریم میں سموات اور ارض کا ذکر بہت آیا ہے اور جابجا اکٹھا آیا ہے تو وہ دونوں ایک ہی طرح کے جسم
بھی جسمدار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ [illegible] سبعا شدادا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان سخت
و مستحکم بنا دیئے [illegible] ام السماء بناها۔ اے لوگو تمہاری پیدائش اور خلقت
زیادہ مستحکم ہے یا آسمان کی جس کو اللہ نے بنایا [illegible] و یمسک السماء ان تقع علی الارض۔ وہ
آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ زمین پر گر نہ پڑے۔ [illegible] یا ایسا جوہر لطیف قرار دینا جو
میں ثقل نہ ہو [illegible]

[illegible]

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — تمت [illegible] — [illegible]